[Afghanistan Digital Library](http://afghanistandl.nyu.edu/)

adl0234

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd

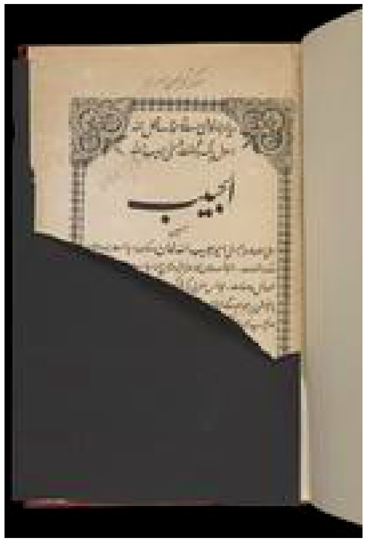

This is a PDF version of an item in New York University's Afghanistan Digital Library (http://afghanistandl.nyu.edu/). For more information about this item, copy and paste the "handle" URL above into a web browser. When referring to or citing this item please use the "handle" URL and not this document or the URL from which you downloaded it.

All works presented on New York University's Afghanistan Digital Library website are, unless otherwise indicated, in the public domain. The images available on this website may be freely reproduced, distributed and transmitted by anyone for any purpose, commercial or non-commercial.

NYU Libraries, Digital Library Technical Services, dlts@nyu.edu

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 1 of 292

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 2 of 292

Nâder ʿAli
Al-Hâlib

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 4 of 292

مملوکہ محمد خلیل انصاری

دیار ہند خوش است السخاے ظل اللہ
رسول پاک بگفت السخی حبیب اللہ

3261

الحبیب

جسمین

اعلیٰ حضرت ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان کے سیر و سیاحت ہندوستان
کے واقعات - افغانستان کا جغرافیہ و تاریخ و سیاست
خصائل و صفات - مجالس مغربی کی شرک
یا فیشن پر عوام کے خیال
و دلچسپ بجر

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 6 of 292

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 7 of 292

KUTB KHANA Price Rs. 90/- A. T. U. DELHI

کتب خانہ انجمن ترقی اردو دہلی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 9 of 292

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض کرم رسانده از شرق تا بغرب | خوان نعم نهاده از قاف تا بقاف
هستند بیش و کم ز نوال تو بهره مند | دارند نیک و بد بعطای تو اعتراف

سچی حمد اوسی خالق کو زیبا ہے جو عالم غیب و شہادت ہے اور جس نے قومون کے زوال و کمال اپنے دست قدرت مین رکھے ہین۔ اور سچی نعت اوسی خاتم النبین کا حصہ ہے جسکے چشم نبوت سے ماضی و مستقبل پوشیدہ نہین ہے

عارف اطوار سر جز و کل | خلق اول روح اعظم عقل کل

جسکے جانشینون نے کتنی قومون کے کمال و زوال کا فیصلہ اپنی رایون سے کیا ہے

ہست از پیغمبران او خوب تر | است او از ہمہ محبوب تر

براعت الاستہلال | صنادید بابل و بغداد پر کھڑے ہوکر یا روم و غرناطہ کی عمارتون کو دیکھکر اون قومون کے عروج و ادبار کا ملاحظہ کرنا اور نتائج فراہم کرنا گو اولی الابصار کا کام ہے۔ مگر قیاسات یقینیہ ماضیہ کی وجہ سے چندان دشوار نہین۔ مگر ہجوم واقعات جاریہ جنہین سلسلہ حدوث ارب

سے متعلق اور ابد کی پیچیدگیون تک مربوط ہون ہمیشہ فکر عاقبت اندیش کو متحیر و سراسیمہ
بنا دیتے ہین - اور نگاہ تدبیر نتایج بڑدہی امور مستقبلہ سے تھک کر ظلمات تقدیر مین پناہ لیتی
ہے - اور ایسے معاملات مین کہنا پڑتا ہے کہ العلم عند اللہ -

قومی معاملات کی تشبیہہ - اصول جر ثقیل سے انسب و اولیٰ ہے - اِس فن مین
بحث مادہ اور قوت فاعلہ سے کیجاتی ہے - انسانی یا قومی قوانین اور ان قوانین کی بھی یہی بحث ہے
مثلاً دو مساوی قوتین جب ایک جہت مین عمل کرتی ہین تو نتیجہ اوسے جہت مین دوچند
قوت والا پیدا ہوتا ہے اور جب متضاد جہت مین عمل کرتی ہین تو ایک دوسرے کو باطل
کرتی ہے اور نتیجہ صفر یا لاشے ہوتا ہے - یا ایک زاویہ اون دو قوتون کا مورد عمل ہو
تو نتیجہ حرکت وتری پیدا ہوتا ہے - یعنی ایک تیسری جہت مین جو دونون قوتون کی جہت
سے مختلف ہوتا ہے - قومی خیال یا قوتون کے عمل بھی انہین اصول پر مبنی ہین یا اُن کے
مشابہ جب ایک قوم کی افراد ملکر یا دو قوتین ملکر ایک جہت مین بنا عمل کرین تو نتیجہ اونکی مجموعی قوتون کے
برابر ہوتا ہے - اس توافق جہات کے عمل کو فن معاشرت مین اصطلاح اتفاق سے
تعبیر کرتے ہین - اگر اوسکے برعکس یہ افراد یا قوتین جہات متضادہ مین عامل ہون تو نتیجہ
لاشے یا بدتر از لاشے ہوتا ہے اسکو اصطلاح معاشرت مین نفاق یا اختلاف سے تعبیر
کرتے ہین - جب یہ انسانی قوتین ایسی نسبت سے ہون جسکو ریاضی مین میلان زوایا
کہتے ہین تو نتیجے حرکت وتری کیطرح بین بین پیدا ہوتے ہین - ایک بادشاہ اور
اوسکی رعیت کے خیال جب ایک جہت مین عمل کرتے ہین - تو نتیجہ ہمیشہ المضاعف
قوت دینے والا اوسی جہت مین پیدا ہوتا ہے - اگر یہ جہت صحیح ہے تو اوس قوم کی بہبودی
و اصلاح ایک امر یقینی ہے -

اور جب جہات متضاد مین عمل کر رہے ہون تو اوس قوم کا زوال اسیطرح ایک امر لازمی
ہے اسیطرح جب یہ دونون قوتین فی الجملہ کسی نقطہ خاص یا عمل پر عمل کرتی ہون تو نتیجہ عمل نہ

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 11 of 292

ٹھیک ایک کی جہت مین ہوگا نہ دوسری کی توافق مین بلکہ ایک جہت بین بین مین ہوگا اور یہ پیچیدگیان بہت بڑہ جاتی ہین جب مختلف قوتون کے سلسلے مختلف مراکز پر عمل کر رہے ہون - ہز مجسٹی امیر افغانستان کا گورنمنٹ برٹش کا مہمان ہند مین ہونا بہی ایسے ہی سلسلہ مین آتا ہے - افغان جیسی رعیت اور اعلیحضرت امیر جیسے روشن خیال فرمانروا - اور پہر اونکے تعلقات اتحاد برٹش جیسی گورنمنٹ کے ساتہہ اور پہر اوسکا اثر مسلمانان ہند اور فلاح و صلاح افغانستان پر یہ سب قوتین اور عمل ایسا ہجوم دازدحام پیچیدہ پیدا کرتے ہین کہ اس مضمون پر قلم اوٹہانا ایک نہایت دشوار امر معلوم ہوتا ہے اور ڈر معلوم ہوتا ہے کہ ہماری کسی بحث مین وہی نقصان اور ناواقفی سرزد نہو جو فی زمانہ ہند کے مضمون نگارون وراے زنون کی تحریر و تقریر مین پائی جاتی ہے - ہماری خواہش تہی کہ ایسے اہم مضامین مجہسے بہتر و پر زور ہاتہون و قلمون سے تصفیہ پاتے مگر حالات زیادہ دیر کے تقاضی نہین بمجبوری اس کام کو شروع کیا جاتا ہے ؎

چون اشتین بوسیوم خیت ورقبا		معذور دار اگر ید بیضا نیا ورم	

ہمنے بیان کیا ہے کہ گورنمنٹ ہند اور سلطنت افغانستان دو نظام سلطنتین جن کے اجزا حسب ذیل ہین رعایاے ہند - اور برٹش - رعایاے افغانستان و ہز مجسٹی امیر یہ چار افراد قوت ہین ان کا میلانِ عمل اگر ایک جہت مین ہوگا تو اوسکے نتیجے چار چند قوت سے فلاح ہند و افغانستان کے باعث ہونگے اور اسمین خلل پڑنے سے چار چند خرابی کیساتہہ نتائج پیدا ہو سکتے ہین - اسلئے ہم اپنا مقدس فرض جانتے ہین کہ دونون سلطنتون کے روشن دماغ فرمان روا خلوص دل سے اپنے اپنے ملکون کی جو ترقی کی کوشش کر رہے ہین رعایا کی ناعاقبت اندیشی و غلط فہمی سے اونکے اثرون مین کمی یا کجی نہ پیدا ہونے دین اعلیحضرت امیر کا ہندوستان مین تشریف لانا اور برٹش گورنمنٹ کا مہمان ہونا برسون کی کوشش اتحاد کا نتیجہ ہے ہم نہین چاہتے کہ اس سلسلہ مین ایک موقع بہی کسی کو اعتراض

کا بر بنا ء معاشرت یا مذہب ملہ اسلام ایک ایسا محیط قانون ہر مسلمان کے لئے ہے
کہ اوسکا کوئی شعبہ عمل یا خیال ائینہ اسلام سے خارج نہین سمجھا جا سکتا۔ اسیلئے ضرور ہے
کہ جب ایک معاشرت کو دوسری معاشرت سے مخالفت پیدا ہو تو ممکن ہے کہ عوام
کے خیال کے موافق اوسمین شبہ کرنے کے لئے موقع پیدا ہون۔ پس خیر خواہان ہر دو
سلطنت کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ اون وہمون کو نیک نیتی سے رفع کرین تا کہ رعایا
افغانستان کی طرف سے کسی قسم کی وقت وہان کے فرمان روا کو پیش نہ آئے
ورنہ افغانستان جیسی شخصی سلطنت مین احتمال قوی ہے کہ مذہبی اختلاف کی بنیاد پر
رعایا کو بد دلی پیدا ہو۔ اور قدرتی طور پر اپنے حسب خواہش فرمان روا کی تلاش ہوا ور
برٹش گورنمنٹ کو ایسے نیک نیت فرمان روا سے افغانستان کی حمایت کی ضرورت
پڑے جس نے اپنے تمام ذاتی منافع و امن کو اپنے ملک کی اصلاح و برٹش گورنمنٹ کے
اتحاد کی خاطر معرض خطر مین ڈالا۔

حوادث بجائے خود خواہ مخواہ کوئی امر نامرغوب نہین مگر جب اونکے نتائج ایسے ہون
کہ قرنون کی کوششون کو فنا کر دین اور آیندہ کے لئے نا متناہی سلسلے مصائب کے اپنے
پیچھے لائین اون سے زیادہ کوئی خطر کی بات نہین خدا نخواستہ اگر نا عاقبت اندیشی سے
اس قسم کے خطرات پیش آئین اونکا اندازہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو ہندوستان
و افغانستان کی گذشتہ تاریخ سے واقف اور حال کے پالٹکس سے خبردار ہے دوست کا
دوست ہمیشہ دوست کہلاتا ہے اور دوست کا دشمن ہمیشہ دشمن سمجھا جاتا ہے۔ تمام وہ
برے نتیجے جنکو سلطنت افغانستان اور ہندوستان کے اتحاد اور کابل کے بہادر شکل سے
روکے ہوے ہین ایک ساعت مین طوفان کیطرح مستولی ہو سکتے ہین۔ کابل ضرورت مقامی
سے کسی وقت مین سلطنت ہند و سلطنت روس کے آثار جوار سے مستغنی نہین۔ جن
سیاستی زلزلون مین برٹش گورنمنٹ کو اسور افغانستان مین دست اندازی کی ضرورت ہو سکتی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 13 of 292

ہے۔ ناممکن ہے کہ کسی فریق کو اوسمین روس کے استمداد کی ضرورت ہو یا روس کو بجائے خود
دست اندازی کا موقع نہ ملے۔ ایسی پیچیدگیون مین افغانستان کو نقصان پہونچنا اور اوسکی
آزادی مین خلل آنا ایک امر ناگزیر ہے۔ اور ہندوستان کے امن وامان کو ہر طرح بہتر سمجھ
لیا جائے گر مشکل ہے کہ ایسے حالات مین جو زلزلہ افغانستان کو منتشر کرے وہ سرزمین
ہند تک کسی نہ کسی شکل مین متعدی نہو۔ تمام عالم کے عظیم الشان دول کا یہ حال ہے کہ لاکھون
خون ہو جاتے ہین اور کرورون روپیہ کا نقصان ہوتا ہے۔ ملک برباد قوتین فنا ہو جاتی
ہین۔ گر خفیف اختلاف نسین منتہٰی قوت دبانا چاہتی ہے۔ دنیا نہین دولت و
تہذیب۔ عداوتون ورقابتون کو بڑہاتی ہے کم نہین کرتی اسلئے مینے اس کتاب مین سب سے
اہم اون حصون کو قرار دیا ہے جن مین ایسے مضامین سے بحث ہے۔

ممکن ہے کہ بادی النظر مین اعلیحضرت امیر کے بعض طریقہ عمل عوام الناس کے نزدیک
کسی نہ کسی اعتبار سے معاشرت ایشیائی سے اجنبی ہون۔ اکابر کے افعال واعمال کی
تعریف مین جسقدر تملق وخوشامد بیجا مذموم ہے اوسیقدر اونکے محامد ومحاسن کی داد
نہ دینا خلاف انصاف ہے جاہ وجلال کی شوکتین ایسی مردافگن ہین کہ اون سے مقابلہ
کرنا قوت بشری کے امکان مین نہین اس حالت مین جو کامیابی حاصل ہو سکتی ہے
وہ توفیق منجانب اللہ کی بدولت حاصل ہو سکتی ہے۔

ہم اعلیحضرت شاہ افغانستان اور اونکی رعایا کو مبارکباد دیتے ہین۔ کہ تمام سفر ہند
مین ہز مجسٹی نے احکام شریعت جس استقلال والتزام سے تعمیل کئے اوسکی مثال صرف
تاریخ خلفا مین ملتی ہے۔ دوسرے شاہان سلف مین اونکا زہد عدیم المثال ہے کمال
فرمانروائی و اتقی ان اوصاف کا نام ہے۔ جو خداوند عالم نے آپ پر ارزانی فرمائی ہین
اعلیحضرت کے طرز عمل اگر مسلمانون کی آنکھون مین دلکش ودلفریب ہوئے تو چندان عجب
کی بات نہین اسلئے کہ اخوت اسلام اسی کی داعی تھی مگر رعایائے افغانستان کو یقین کرنا

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 14 of 292

چاہیئے کہ جس طرح مسلمانان ہند اعلیحضرت کے مکارم سے مسرور وممنون تھے اوس سے زیادہ ہندوستان کے وہ ہندو باشندے جنکو برٹش جیسی عادل و عاقل گورنمنٹ کے فعلون پر نکتہ چینی کئے چین نہین ملتا شاہ افغانستان کے وسیع و کریمانہ اخلاق کے مسخر ہو گئے اور یہ جادو سے تسخیر نہ صرف اونکے دلون وچہرون سے اوس زمانہ مین ظاہر ہوتا تھا بلکہ اونکی تمام تحریرین و اخبار اوس سے مملو تھین اور ہین۔ الغرض اعلیحضرت امیر کا سفر ہند افغانستان و ہندوستان کی تاریخ مین ایک ایسا واقعہ ہے جو سُنہرے حرفون مین لکھا جانا چاہیئے۔ یہ ایسے اجمالون کی تفصیل ہے جسپر تاریخ ماضیہ کی چشم امید لگی تھی اور افغانستان کی اون ترقیون کی مبتدا ہے جنکی خبر افغانستان کے تواے مضمر استقبال بعید مین دے رہے ہین خدا وہ دن لائے اور افغانستان کو اس مرتبہ پر دکھلاے جسکے قابل قسام ازل نے اوسکو بنایا ہے۔

جاپان ایک بے حقیقت جزیرہ ہے اوسکے باشندے آج جس اوج کمال پر ہین اوس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اگر اعلیحضرت امیر افغانستان اسیطرح اپنے ملک کی ترقی کے وسائل مین مصروف رہے اور وہان کی رعایا نے چھوٹی چھوٹی باتون مین اختلاف کرکے اونکی توجہ کو منتشر نکیا تو دونون کے مساعی مجموعی سے اگر خدا چاہتا ہے تو کابل کس درجہ اوج وکمال پر پہونچ سکتا ہے۔

ہمنے اوپر لکھا ہے کہ اعلیحضرت کی تشریف آوری بہت سے اجمالون کی تفصیل ہے اوسکے یہ معنی ہین کہ ابھی وہ زمانہ دور نہین ہے جب تعلقات دونون گورنمنٹون کے باوجود مراسم قدیمانہ کے اتنے اجنبی تھے کہ فرمان رواے کابل کا ہندوستان مین یون آزادانہ سیاحت کرنا ایک امر خالی از خطرہ نہ سمجھا جاتا تھا اور نہ رعایاے کابل کے امن کی یہ حالت تھی کہ وہان کا فرمان روا اپنے ملک کو یون چھوڑکر دوسرے ملک مین جاسکے۔ بحمد للہ خداوند کارساز نے یہ مراتب حسب خاطر طے کئے اور وہ مباینت و مخاطرت کا موقع باقی نہ رہا اب وہ وقت ہے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 15 of 292

اگر جو اتحاد فیما بین میسر ہو گیا ہے دونون سلطنین اوسکا پہل اوٹھائین رعایا کابل کو یاد رکھنا چاہیے کہ جہان خداوند عالم نے اونکو بمثل جسمانی قوت - اخلاق کے استقلال اور شریعت کی پابندی دی ہے اونکے ملک کو تعلیم و تربیت کی سخت ضرورت ہے جو ایک دن کا کام نہین - اونکو چاہیے خدا پر بھروسہ کرکے اپنے فرمان روا کے ہاتھ مین عنان تدبیر ترقی آیندہ سپرد کرین اور با ادب خالص مشورون سے اپنے فرمان روا کو ان تدبیرون کی تکمیل کا موقع دین - اونکے ملک مین جب تک صنعت و حرفت تعلیم و تعلم - دولت و تجارت معاملات خارجیہ اور حفاظت داخلیہ کی ترقی نہو گی ملک اوس حد ترقی کو نہین پہونچ سکتا جو قادر مطلق نے کسی وقت مین اونکے حصہ کے لئے رکھہ چھوڑی ہے - رموز مملکت ایسی مشکل چیز ہین کہ مشکل سے اہل مملکت اوسکو سمجہہ سکتے ہین وہ اہل مدارس اور گوشہ نشینون کے سمجھنے کی چیز نہین نہ عوام کے حیطہ فہم کے مناسب - یہ امور ہمیشہ مدبران مملکت کے ہاتھ مین چھوڑے جاتے ہین - اوسوقت تک کہ کافتہ الناس رعایا مین علم و تجربہ عمل اوس حد تک نہ پہونچ جاے کہ وہ واقفکار مشیران سلطنت سمجھے جائین - جب تک اعلیحضرت اور اونکے مشیرون کو اقصاے عالم اور خاصکر اقصاے مغرب کے دولتمند - مہذب - اور باتدبیر قومون اور ملکون کی سیر کا موقع غایرانہ نظر سے نہ ملے گا آسان نہین کہ اپنے ملک کی ضرورتون اور کمی کا پورے طور سے اندازہ پیدا ہو یا تدابیر مناسب کیجا سکین کتابون اور بیانون سے بیشک ایک گونہ تصور پیدا ہو سکتا ہے - لیکن مختلف مجالس شوری اور اوسکے ممبرون کے طرز عمل - مختلف اصولون پر لشکرون کی آراستگی - مختلف صنعتون کے کارخانجات مختلف فنون کے مدارس - مختلف طریقون کے طرز معاشرت - مختلف مذاہب کے ازدہام مختلف رعایا کے اخلاق - مختلف آب و ہوا دون کے اثر - مختلف لوگون کے خیالات - مختلف سلطنتون کے سیاسات ایسے پیچیدہ امور ہین کہ محض خیال سے کاربراری نہین ہوسکتی اونکے مشاھدہ خاص کی ضرورت ہے اونکے عین الیقین کی حاجت ہے -

ہر ملک کے اہل اسلام کو جاننا چاہئے کہ یہ عالم خدا کا فعل ہے اور ہدایات اسلام خدا کا قول ہے ضرور ہی کہ ایک صادق القول خالق کے افعال و اقوال ایک دوسرے سے منطبق ہون اور اسلام ایسا وسیع حاشیہ قانون قدرت ہے کہ ہر صورت و ہر شکل سے مطابق ہو اسکا نام صراط مستقیم ہے صرف برتنے والی کی لیاقت پر منحصر ہے کہ کشاکش افراط و تفریط مین جادۂ اعتدال سے نہ گذرے جب تک اس وسیع النظری سے عاقلانہ اسکے معنی نہ سمجھے جائینگے بہت دشوار ہے کہ اہل اسلام بساط عالم مین دوسری قومون اور دوسری قوتون کے شانہ بشانہ چل کر اپنی جگہہ پر قایم رہ سکین۔ اب ہم جغرافیہ و تاریخ افغانستان پیام دعوت نقل و حرکت و گفتگو مہمانون و میزبانون کے صفات اور سیاحت ہند کے اثرات۔ دونون گورنمنٹون کے تعلقات وغیرہ وغیرہ نذر ناظرین کرتے ہین۔

جغرافیہ

جغرافیہ عام افغانستان کے شمال مین روس ترکستان وسط ایشیا۔ و دریاے خضر۔ جنوب مین قلات و بلوچستان عملداری برٹش گورنمنٹ۔ مغرب مین سلطنت ایران مشرق مین پامیر واقع ہے۔

افغانستان کا عرض شمالاً و جنوباً تقریباً پانچ سو میل اور طول شرقاً و غرباً ہرات سے خیبر تک چھ سو میل رقبہ تخمینی دو لاکھ چالیس ہزار میل مربع آبادی تخمیناً چالیس لاکھ نفوس کی ہے۔

افغانستان کے شمال کی طرف دریاے آمو یا اکسیس بہتا ہے۔ اسکا بہاؤ قدرتی طور پر نصف شمالی سرحد کا کام دیتا ہے۔ شمال و مشرق مین دشوار گزار پہاڑون کا ایک طولانی سلسلہ افغانستان کی قدرتی حد بندی و حفاظت کر رہا ہے۔ ان وجوہ سے ہر طرح ملک محفوظ نا قابل گذر۔ خوفناک۔

جغرافی حیثیت کے ساتھ پولیٹکل وقعت بھی افغانستان کو حاصل ہے ایک طرف روس۔ دوسری جانب برٹش گورنمنٹ وسط مین یہ سلطنت واقع ہے جو ملکی و قومی اعتبار سے آپ اپنا محافظ اور خود ہی اپنی قسمت کا مالک پھر روس و انگلستان۔ نہ متفق الاصول نہ متحد الاغراض۔ دونون گورنمنٹون کی باہمی رقابتین ایک دوسرے کو صلح و اتفاق پر آمادہ ہی نہین ہونے دیتین اسکے ساتھ افغانی قوم سرکش۔ جنگجو۔ آزاد و خونخوار ہے یہ تمام اسباب حفاظت ملک کے ہین۔

ملک عموماً پہاڑی و سیع سطح مرتفع پر واقع ہے وادیان بکثرت ہین جنکے درمیان دریا بہتے ہین۔ بعض حصون مین کشادہ میدان ہین مشرقی سرحد پر سلسلہ کوہستان سلیمان ہے جسکی سب سے بڑی چوٹی تخت سلیمان کے نام سے موسوم ہے۔ اسکی بلندی سطح سمندر سے ۱۱۳۰۰ فیٹ سے لیکر ۱۱۶۷۷ فیٹ تک ہے۔ شمال کی جانب سلسلہ کوہستان

ہندوکش ہے جو ہمالیہ کی مغربی شاخ سمجھی جاتی ہے - اسی پہاڑ کے مغربی سلسلے - کوہ سیاہ - کوہ سفید کوہ بابا کہلاتے ہین - ہندوکش کی بعض چوٹیان سطح سمندر سے ۲۳۰۰۰ فٹ بلند ہین - افغانستان کی عام سطح سوائے چند مستثنیات کے سطح بحر سے ۴۰۰۰ فیٹ بلند ہے -

کوہ سلیمان کو مستثنیٰ کرکے باقی کل کوہستان مین جو قبائل آباد ہین وہ عموماً خود مختار اور افغانستان کے ہمزبان ہین -

جغرافیہ طبعی

باشندے | باشندون کے لحاظ سے افغانی آبادی کی مثل عرب کے دو تفریق ہین ایک خانہ بدوش جنکا مستقل قیام نہین بلکہ اپنے بھیڑ و بکریون کے ریوڑ لیکر عرب بدوؤن کی طرح مارے مارے پھرتے ہین - دوسرے مستقل سکونت رکھنے والے جو کاشتکاری و دیگر پیشون مین استقلال کے ساتھ مصروف ہین - افغان اپنے آپ کو بنی اسرائیل مین حضرت سلیمان کی نسل سے بیان کرتے ہین - عرب بھی انکو سلیمانی کے نام سے پکارتے ہین - افغانی آبادی کے قبیلے - دُرانی - غلزی - آفریدی - یوسف زئی - تاجیک - قزل باش وغیرہ ہین - غلزی قبیلہ تقریباً ہر وادی کابل مین آباد ہے اِس قبیلہ کے لوگ آزاد طبع - سپاہی منش - تنومند - توانا جفاکش اخلاق کے لحاظ سے بڑے مہمان نواز ہوتے ہین - دُرانی قبیلہ مغربی افغانستان مین سکونت پذیر ہے اور زیادہ تر پیشہ انکا چرواہے کا ہے - اسی قبیلہ مین اب حکومت ہے -

علاوہ انکے ہندو نسل کے لوگ بھی ہین - وہ تشقہ دار افغان کہلاتے ہین - زرد پگڑیان باندھتے ہین - بڑے بڑے قصبون و شہرون مین دوکانداری و داد و ستد انکا پیشہ ہے تجارت ان ہی کے ہاتھون مین ہے -

جاٹ یہ لوگ راجپوتانہ و سندہ کے جاٹون کی مانند ہین - لیکن عزیب خوبصورت و گورے رنگ کے ہوتے ہین - زراعت انکا پیشہ ہے -

افغانون مین فطرتاً متضاد صفات پائی جاتین ہین - ہمدردی و بے پروائی - فیاضی و لوٹ و مار کبھی اجنبی کے بدن سے کپڑے اوتار لینے مین دریغ نہین کرتے - اور کبھی محتاج مسافر کو اپنے گھر سے دینے مین مسافر نوازی کا ثبوت دیتے ہین -

مہمان نوازی و کشادہ دلی اونکے خاص صفات ہین - جب تک کوئی اونکے گھر مین ہے اوسکی حفاظت مثل عزیزون کے فرض جانتے ہین - افغان ابتدائے سن سے جنگ و جدل سے آشنا ہو جاتے ہین جسمین بیباک - موت سے نڈر - قانون و قاعدہ کی پابندی سے متنفر - یہ تمام صفتین اونکی عرب بدوؤن سے مشابہ ہین - خلیق بہی ہوتے ہین - خاصکر اونکو جب کوئی کام نکالنا ہو بعض اوقات اون سے وحشیانہ حرکتین بھی سرزد ہوتی ہین - دروغ - خودپسندی - نخوت - کینہ وری - تندمزاجی - حرص کے بہی قبیح صفات ان مین پائے جاتے ہین - بدظنی و سازش کا بہی اونمین عیب ہے سزائے سخت کا رواج ملک مین جو عبرتاً دیجاتی ہے - اسی وجہ سے ہے - جس سے اونکے عیوب دبے ہوئے ہین - ایشیائی قومون مین افغانی واقعی بہادر و جری و مضبوط ہین

آب و ہوا: ملک مین مختلف قسم کی آب و ہوا پائی جاتی ہے - گرمی و سردی اعتدال سے زیادہ ہوتی ہے - شہنشاہ بابر نے اپنی تزک مین لکھا ہے کہ کابل کے اطراف مین کوئی ایسا مقام ہے کہ جہان برف کبھی نہین پڑتی - اور کوئی ایسی جگہ ہے جہان برف کبھی نہین پگلتی - کابل مین برف تین ماہ جمی رہتی ہے - اس زمانہ مین گھرون سے نکلنا دشوار ہو جاتا ہے - یہان کی آب و ہوا خوشگوار سردی مین بارش کم گرمی مین شاذ ہوتی ہے - غزنی مین کابل سے زیادہ برف گرتی ہے - ایکمرتبہ طوفان برف باری نے تمام آبادی کو برباد کر دیا تھا موسم گرما بھی اس ملک مین سخت تکلیف دہ ہے خاصکر جنوبی حصہ مین جو سندہ کے مغرب واقع ہے یہان آندہیون و طوفان سے حرارت ناقابل برداشت ہو جاتی ہے - قندہار کے علاقہ مین برف کم گرتی ہے - ہرات کی آب و ہوا نہایت معتدل و فرح بخش ہے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 20 of 292

نباتات مختلف مقامات پر گلاب۔ زیتون۔ کالادانہ۔ افستین۔ ہینگ۔ بعض بلندیون پر ریوند چینی۔ کئے قسم کے بادام۔ اخروٹ ہوتے ہین۔ اور بہی بہت سی قسم کی جڑی بوٹیان ہین میوون کے حق مین تو افغانستان خاص شہرت رکھتا ہے۔ انگور۔ انار۔ سیب بہی۔ سردہ۔ ناشپاتی یہان کے مشہور میوے ہین۔ خوبانی۔ انجیر۔ آڑو بہی عمدہ قسم کا ہوتا ہے۔

غلہ مین گندم۔ جو۔ نخود۔ مٹر۔ باجرہ۔ جوار۔ مکا۔ دہان۔ خاص پیداوار ہے نخود مٹر کابل کا مشہور ہے۔ روی کی کاشت بہی ضرورت کے قابل ہوتی ہے۔ قندہار کے علاقہ مین تماکو بکثرت ہوتا ہے۔ آرنڈ کی کاشت کاسٹرائیل کے لئے کی جاتی ہے اور اسکو سرسون کے تیل کے ساتھ روشنی کے کام مین لاتے ہین۔ فصلین دو ہوتی ہین۔ ربیع و خریف ان کا وہی وقت ہے جو ہندوستان مین ہے۔

خریف مین دہان۔ مکا۔ جوار۔ باجرہ۔ تماکو بوتے ہین جسکو خزان سے پہلے کاٹ لیتے ہین ربیع شروع سرما مین کاشت کی جاتی ہے۔ گرمی کے آغاز مین کٹ جاتی ہے۔

پانی بکثرت ہے وادی کابل و شرقی افغانستان مین کہلی نہرین عام طور پر دیکھی جاتی ہین مغربی حصہ مین زمین دوز نہرون سے کام لیا جاتا ہے بعض نہرین بیس بیس میل تک ملتی ہین

جھیل غزنی کے جنوب مین ایک جھیل ہے جسکا دور چالیس میل کا ہے پانی نمکین بلکہ تلخ ہے

دریا دریاے کابل افغانستان کا سب سے بڑا دریا ہے اٹک کے قریب دریاے سندہ مین آکر شامل ہوگیا ہے۔ دوسرا دریا ہلمند ہے یہ کوہ بابا سے نکلکر جھیل سیستان مین جا کر گرتا ہے اسکا طول قریب تقریباً چھ سو میل ہے۔ ایک اور دریا ہری رود ہے کوہ بابا سے نکلا ہے اور مغرب کی طرف صحراے ایران مین غائب ہوگیا ہے اینکے سوا اور جتنی ندی نالے ہین۔ ان سبکو انہین دریاؤن کی شاخ سمجھنا چاہیئے۔

معدنیات افغانستان معدنیات کی کان ہے۔ لاجورد۔ مرمر۔ بکثرت پایا جاتا ہے۔ بعض دریاؤن

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 21 of 292

کی ریت سے سونا ہی نکلتا ہے۔ کہین کہین چاندی کی کانون کا پتہ چلتا ہے۔ لوہا خام بکثرت تانبے کا بھی یہی حال ہے۔ شمالی کوہستانی علاقہ سے سیسہ وگندھک برآمد ہوتا ہے جنوب کی سرزمین سے شورہ نکلتا ہے۔ بدخشان تو لعل ونیلم کیلئے مشہور ہے۔ ایک ٹکڑے سنگ مرمر کی میز جیسی وسیع کابل مین ہے شاہزادہ نصراللہ خان نے سیاحت یورپ مین کہین نہین دیکھی۔ یہ ضرور ہے کہ افغانستان مین معدنیات سے اب تک کوئی بڑا فائدہ نہین اُٹھایا گیا لیکن امیر موجودہ ادہری متوجہ ہین۔

وحوش وبہائم وحشرات الارض گھوڑے کابل کے مشہور ہین۔ جنکی تجارت ہندوستان سے قندہار کے مغرب مین پائی جاتی ہے۔ ٹٹو وٹانگن بہی عمدہ ہوتے ہین۔ اونٹ بھی کثرت سے پائے جاتے ہین۔ اونٹ وٹٹو باربرداری کے جانور ہین یہی دو جانور تجارت افغانستان کو پنجاب۔ سندہ۔ بلوچستان۔ ایران وبخارا ترکستان مین انجام دیتے ہین۔ دنبے نہایت کثرت سے ہین۔ گائے۔ سیاہ بکریان بہی پائی جاتی ہین۔ امیر مرحوم نے یورپ کی بہیڑین نسل بڑہانے کے لئے منگوائین تہین۔ کتے کئی قسم کے ہوتے ہین۔ جو بہیڑون کی رکھوالی کرتے اور شکار کے کام مین آتے ہین مغربی حصّہ مین گورخر اور کہین کہین ہرن ونیل گائے۔ شکاری جانورون مین چیتا۔ بہیڑیا۔ چرخ پائے جاتے ہین۔ مچھلیان کم۔ سانپ مختلف قسم کے بعض زہریلے۔ بچھو۔ سیاہ رنگ کے بہت بڑے بڑے اور سانپون کے مثل زہریلے ہوتے ہین۔

تجارت تجارتی موقع کے لحاظ سے جو بات عرب کو حاصل ہے وہ افغانستان کو نہین لیکن عرب کے مقابلہ مین جو منافع افغانستان کو ہین۔ اونکا شمار زیادہ ہے۔ افغانستان مین نہ کوئی دریا جہازرانی کے قابل ہے نہ ہموار وصاف سڑکین۔ نہ کوئی بندرگاہ سرحد پر ہے۔ صرف تجارتی اشیا اونٹون وٹٹوون پر دور دراز ملکون مین جاتی ہین۔ خیبر اور بولان کی شڑکو نیز کابل تک چہکڑے چل سکتے ہین۔ اور قندہار تک بہی چہکڑون سے تجارت ہوتی ہے۔

کشمیر دریا کے راستون سے بہا کے لائے جاتے ہین۔کسی زمانہ مین ہندوستانی تجارتی اشیاء افغانستان کی راہ سے ایشیاے کوچک روم ویونان تک جایا کرتی تہین اب بہی بڑے بڑے قافلے ادہر ادہر جایا کرتے ہین۔ پہلے ممالک غیر کی تجارت بالکل دوسری قومون کے ہاتھ مین تہی۔ مگر اب افغانی تاجرون کی تعداد بڑہتی جاتی ہے۔ ملکی دقتون کی وجہ سے تجارتی ذرایع محدود ہین۔ جو اشیاء معدنی دوسرے ملکون کی دولت لاسکین۔ اونکی تحقیقات اور آمد کے وسایل ابہی پیدا نہین کئے گئے۔

تاریخ

تاریخ قدیم — مسیح سے پانچسو برس قبل افغانستان کو دارا شاہ فارس نے اپنی سلطنت کا ایک صوبہ قرار دیا اسکے دو برس بعد سکندر اعظم اس ملک سے گذر کر ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ ۳۱۱ ق م قبل سکندر کی سلطنت کے ایک سردار سلیوکس نامی نے راجہ چندرگپت کو سندہ کے مغرب کا ملک دیا جس عطیہ کا سبب چندرگپت کی بیٹی کی شادی سلیوکس کے ساتھ ہے اُسکے ساٹھ برس بعد باختر کی یونانی آزاد سلطنت قایم ہوئی جو پھیلتے پھیلتے افغانستان تک پہونچ گئی۔ اب بھی وادی کابل سے یونانی سکّے بکثرت برآمد ہوتے ہین۔ جو سلطنت باختر کا پتہ دیتے ہین۔

۹۸۸ء مین جیپال نے افغانستان پر حملہ کیا۔ مگر سبکتگین شاہ غزنی کے ہاتھ سے شکست کھائی اور پشاور ہاتھ سے دے بیٹھا۔

۹۹۷ء مین سبکتگین کی وفات پر اوسکا بیٹا سلطان محمود سریرآراے سلطنت ہوا۔ اوس نے دایرہ سلطنت مغرب مین ایران تک اور مشرق مین پنجاب کے میدانون تک وسیع کر دیا۔ ۱۰۱۰ء مین سلطان محمود نے غور کو مطیع کر لیا۔ ۱۱۵۰ء مین محمد غوری نے غزنی کو اپنا پاجگذار بنا لیا۔ ۱۱۸۵ء مین محمد غوری نے فتوحات ہند شروع کئے۔

تیمور صاحبقران نے بھی افغانستان کو فتح کر کے اپنا تسلط قایم کیا۔ کابل اسکی اولاد کے قبضہ مین ۱۵۰۶ء تک رہا۔ بابر نے جو تیموری نسل سے تھا کابل کے سوا قندہار بھی اپنے قبضہ مین لے لیا اسکے بعد دو سو برس تک کابل شاہان مغلیہ فرمانروایان دہلی کے ماتحت رہا۔ ہرات ایران کے تحت مین۔ قندہار کبھی ایران اور کبھی دہلی کا باجگذار رہا۔ ۱۷۰۸ء مین قندہاریون نے ایرانیون کو ملک بدر کر کے غلزی قبیلہ کے ایک سردار کو اپنا بادشاہ

مقرر کیا۔ سنہ ۱۷۱۵ء مین ہرات بہی ایک آزاد سلطنت بن گیا۔ سنہ ۱۷۲۰-۲۲ء مین غلزئیون نے
آصفہان پر حملہ کر کے اوسے اپنا مطیع کیا۔ اور تہوڑی مدت تک ایران پر بہی قابض رہے
نادر نے سنہ ۱۷۳۷-۳۸ء مین افغانستان کو فتح کر لیا۔ سنہ ۱۷۴۷ء تک اسپر قابض رہا۔

تاریخ جدید احمد شاہ کے وقت سے افغانستان دنیا کی سلطنتون مین شمار ہونے لگا۔
یہ شخص افغان سپاہی ابدالی قبیلہ سے تھا۔ ابدالی قبیلہ ہرات مین آباد تہا۔ اسمین صدو
بارک دو سگے بہائی تے۔ جنکی اولاد صدوزی۔ اور بارکزئی کہلاتی ہے۔ احمد شاہ ابدالی
کا تعلق صدوزی خاندان سے تہا۔ یہ نادر کا معتمد خاص تھا۔ نادر کے قتل کے بعد سرداران
نے اوسے اپنا فرمان روا منتخب کیا۔ چونکہ وہ خود اور اوسکا قبیلہ افغانون مین بارسوخ تھا
اسلئے اوسے بادشاہی مین کوئی دقت پیش نہ آئی اوس نے نادر کے مشرقی حصہ سلطنت
پر قبضہ و اقتدار جما لیا وہ چھبیس سال تک حکمران رہا۔ اس زمانہ مین ہر چہار جانب جنگی مہین
لیکر گیا۔ مغرب مین بحرۂ کیسپین تک اور مشرق مین ہندوستان مین داخل ہوا۔ مرہٹون کی
قوت فنا کرنے والا یہی بادشاہ تھا جس نے برٹش گورنمنٹ کے لئے میدان صاف کر دیا
ابدالیون کی فاتحانہ یورشین گو اصل مین انگریزون کے لئے فائدہ مند اور مرہٹون کی کمزوری
کل ملک پر قابض ہو جانے کا آسان ذریعہ ہوئی۔ لیکن خود افغانستان بہی فائدہ سے
محروم نہ رہا۔ آج افغانستان کو جو عظمت حاصل ہے وہ ابدالی فاتحون کی پامردی کا نتیجہ ہے
سنہ ۱۷۷۳ء مین ایک مرض کہنہ احمد شاہ کی موت کا سبب ہوا۔ اوسکی وفات کے بعد اوسکے
دو بیٹون۔ سلیمان شاہ و تیمور شاہ مین جہگڑا ہوا۔ بارکزئی خاندان زیادہ تر سلیمان شاہ کا
طرفدار تہا لیکن آخر کار تیمور شاہ تخت نشین ہوا۔ جو لوگ آخر وقت تک سلیمان شاہ کے
ساتھ رہے تیمور نے اون سے انتقام لیا۔ لیکن جو اثنائے جنگ مین تیمور کے طرفدار
ہو گئے تے اونکو منصب و خلعت عطا کئے۔ پاینده خان بارکزئی کو بہی اسی صلہ مین
منصب و خلعت دیا گیا۔ تیمور نے بڑے زور کی سلطنت کی اس نے تمام افغانستان پنجاب

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 25 of 292

سرحد کشمیر۔ ترکستان۔ سندہ۔ بلوچستان وخراسان کو اپنی سلطنت مین شامل کرکے خراج لیا۔ تیمور نے قندہار کے بجاے کابل کو اپنا پاے تخت قرار دیا۔ اس نے بتیس سال تک نہایت شان کیساتہ سلطنت کی۔ اسکے مرتے ہی سلطنت مین بدعملی پہیلی۔ اسکے سات بیٹے ہمایون شاہ۔ محمود شاہ۔ زمان شاہ۔ عباس شاہ۔ شجاع الملک۔ شادپور۔ فیروز الدین تہے منجملہ اُنکے زمان شاہ تیسرے بیٹے کو سردار پایندہ خان بارک زی کی امداد سے تخت کابل نصیب ہوا۔ اگرچہ ہمایون وعباس نے مخالفت ہی کی گر سردار پایندہ خان وغیرہ کی کوشش سے زمان شاہ کی سلطنت قایم ہوگئی اندرونی جہگڑون سے نجات پاکے۔ زمان شاہ نے دومرتبہ ہندوستان کا رخ اور پنجاب مین اپنی حکومت کو مضبوط کیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی حکومت کی بناہی اوسی کے ہاتہ سے پڑی۔ لیکن جب وہ ہندوستان آتا تہا شاہزادہ محمود علم بغاوت بلند کیے بغیر نہ رہتا تہا۔ بالاخر سردار پایندہ خان کے شورہ سے زمان شاہ نے طرفداران محمود شاہ کا قلع قمع کرنا شروع کیا۔ یہ دیکہکر مخالف سہم گئے اور پایندہ خان سے انتقام لینے پر آمادہ ہوئے زمان شاہ نے حاسدون کے اغواے سے اپنے محسن و مددگار وزیر کو مروا ڈالا۔ اسیوجہ سے سردار فتح خان پسر سردار پایندہ خان نے محمود شاہ پسر تیمور شاہ کو برانگیختہ کرکے زمان شاہ کو معزول اور محمود شاہ کو تخت نشین کیا۔

محمود شاہ و شجاع الملک شیر محمد خان جو پایندہ خان کا حریف تہا۔ یون سردار فتح خان کو بروے کار آتا اور اپنی وزارت کو جاتا دیکہہ نہ سکا۔ اوس نے شجاع الملک فرزند پنجم تیمور شاہ کو ہمراہ لیکر محمود شاہ پر فوج کشی کی کئی لڑائیان ہوئین سنہ۱۸۰۳ء مین شجاع الملک و شیر محمد خان محمود شاہ پر غالب آئے۔ شجاع الملک تخت نشین ہوکر شاہ شجاع کہلائے۔ کچہہ عرصہ کے بعد اپنے صوبہ دار کشمیر پر چڑہائی کی۔ اتفاق دیکہئے صوبہ دار کے ہاتہ سے مغلوب ہونا پڑا اب سردار فتح خان کو پہر موقع ملا۔ اوس نے پہر محمود شاہ کو بادشاہ بنادیا۔ شاہ شجاع کو ملک سے نکال دیا اسوقت ہرات فیروز الدین فرزند ہفتم تیمور کے قبضہ مین تہا ہرات کی خواہش کامران

پسر محمود شاہ کو ہوئی۔ سردار فتح خان کے ذریعے سے ہرات فتح ہوا۔ باعواے فیروز الدین کے
محمود شاہ نے اپنے مہربان و مددگار سردار فتح خان وزیر کو اندھا کرا کے قتل کرا دیا۔ جب
یہ خبر عالم ہوئی تو خاندان بارک زئی موجودہ حکمران کے اجداد کو غصہ آیا بیس بھائی
فتح خان کے موجود تھے جنمین ایک سے ایک بہادر و قابل تھا۔ اور دوست محمد خان اپنے
سب بھائیون مین ممتاز بہادر تھے یہ سب اپنے بارک زئی قبیلہ کو ہمراہ لیکر انتقام پر آمادہ ہوے
محمود شاہ کو مار کر بھگا دیا اوس نے ایران مین جا کر پناہ لی پھر شاہ شجاع کو پنجاب سے بلا کر بادشاہ
بنا دیا۔ شاہ شجاع نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے محسنون کو کار و بار سلطنت سے بیدخل
کرنا چاہا۔ اسپر تلوار چلی۔ شاہ شجاع افغانستان چھوڑ کر لدھیانہ مین انگریزون کی پناہ مین آ کے
اور خواہان امداد ہوئے۔ بعد شاہ شجاع کے تیمور کے ایک بیٹے کو تخت نشین کیا جو اپنی غلطی
سے معزول ہوا۔ اسوقت افغانستان کو بے بادشاہ کے دیکھکر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے
زور پکڑا اور پشاور کو فتح کیا۔ محمد اعظم خان و دوست محمد خان دونون فوج لیکر مقابلہ پر آئے
مگر نوشہرہ پر شکست کھا کر واپس ہونا پڑا۔ یون بہت سا علاقہ افغانستان کا سکھون کے ہاتھ لگا
اسکے بعد افغانستان مین طوایف الملوکی ہوئی۔ جو جہان تھا خود سر بن بیٹھا۔ قندہار و غزنی
دوست محمد خان اور اونکے بھائیون کے قبضہ مین تھے لیکن باہم سلوک نہ تھا۔ اس لئے
پھر شاہ شجاع نے سر نکالا مگر شکست کھا کر لدھیانہ چلا آیا۔ دوست محمد خان نے رفتہ رفتہ
اپنا اقتدار حاصل کیا اور افغانون نے اونھین اپنا امیر بنا لیا۔

دوست محمد خان اور اونکے جانشین

شاہ شجاع کئی دفعہ افغانستان کا بادشاہ ہوا چونکہ اوسمین افغانونکی
دلداری و نظمی صلاحیت بالکل نہ تھی اسلئے اوسے ہر دفعہ معزول
ہو افغانستان سے دست بردار ہونا پڑا۔ اوسے تخت پر بیٹھتے ہی ایسے حامی کی تلاش ہوئی
جو وقت پر مدد دے سکے اسی زمانہ مین روس ہندوستان کی جانب رخ کر رہا تھا۔ زار روس
و نپولین بوناپارٹ کے باہم اعلیٰ درجہ پر دوستی و یکجہتی کے مراسم تھے اسلئے مشہور ہوا کہ

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 27 of 292

روس وفرانس متفقہ کوششون سے ہندپر حملہ آور ہونے والے ہین - یہ خبر انگریزون کے لئے
متوحشانہ تھی فوراً مسٹر الفنسٹن کی صدارت مین ایک سفارتی کمیشن کابل روانہ ہوا سنہ ۱۸۰۹ء
مین شاہ شجاع سے عہدنامہ ہوا جسمین تحریر تھا کہ وہ روسیون کو روکے اور انگریز اوسکی امداد کرین بیچارہ
شاہ شجاع کو سلطنت کی اہلیت نہ تھی - اس بارگران کو کیا اوٹھا سکتا تھا - کچھ عرصہ تک افغانستان
واقعی حکمران سے خالی رہنے کے بعد امیر دوست محمد خان بارکزئی کے زیر نگین آگیا -
محمود شاہ کے زمانہ سے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بہت زور پکڑ لیا تھا - دوسری طرف
فتح علیشاہ قاچار شاہ ایران افغانستان کے فتح کے درپے ہو رہا تھا - تیسری جانب سے روس
بڑہا چلا آتا تھا - ناچار دو صدیٔ مسند امیر دوست محمد خان کو بھی ایسے حامی کی ضرورت محسوس ہوئی
جسکی امداد سے وہ افغانستان کو تمام دشمنون سے بچا سکے اسلئے اونہون نے انگریزون
سے باہمی دوستی کی سلسلہ جنبانی کی - ان دنون لارڈ اکلینڈ ہندوستان کے گورنر جنرل تھے
انکو خط لکھا - باوجود دانشمندی کے مال کار کو نہ سمجھے اور وہ امیر دوست محمد خان کو معزول
کرنے اور شاہ شجاع کے بادشاہ بنانے پر مستعد ہو گئے - اس غرض سے پچیس ہزار سپاہ
سر جان کین کے ماتحت قندہار پر چڑہی سنہ ۱۸۳۹ء مین پھر شاہ شجاع تخت نشین کئے گئے
جب غزنی چھن گئی اور شاہ شجاع کابل پر قابض ہو گئے - امیر دوست محمد خان ہندو کش
کے دوسری جانب بھاگ گئے - اوسوقت ایڈورڈ کین ہندوستان کو لوٹ آیا - آٹھ ہزار
فوج سر ولیم میگناٹن وغیرہ کے زیر کمان چھوڑ آیا - دو سال شاہ شجاع انگریزون کی مدد سے
کابل و قندہار پر قابض رہا سنہ ۱۸۴۰ء مین امیر دوست محمد خان نے خود اپنے آپکو انگریزون
کے سپرد کر دیا امیر دوست محمد خان ہندوستان آ گئے - شاہ شجاع افغانستان مین نیکنام
و ہر دلعزیز نہ تھا - محمد اکبر خان خلف امیر دوست محمد خان نے بلوہ کر کے شاہ شجاع کو ہلاک
اور انگریزی فوج متعینہ کابل کو جو بغرض حفاظت شاہ شجاع تھی تباہ و برباد کر دیا بہت چھوٹا حصہ
بچکر ہندوستان پہونچا سنہ ۱۸۴۲ء مین زیر کمان جنرل پلوک انگریزی سپاہ کا ایک زبردست

دستہ افغانستان بھیجا گیا جسنے جاکر فتنہ و فساد کو بالکل مٹادیا لیکن انگریزون کو معلوم ہوگیا
کہ کوئی کمزور آدمی افغانستان پر حکومت نہین کرسکتا اور نہ اوس سے روس کی روک کیجا سکتی
ہے کسی نئے شخص کے بجائے امیر دوست محمد خان کو ہی بعزت تمام کابل پہونچا دیا
وہ بہر فرمان روائے کابل ہوئے سنہ ۱۸۵۷ء مین باہم امیر دوست محمد خان و گورنمنٹ انگلشیہ
کے عہد نامہ ہوا۔ دوست محمد خان امیر تسلیم کئے گئے اور اس عہد نامہ کی روسے امیر افغانستان
نے انگریزون کی دوستی کا اعتراف اور روسیون کی سد راہ ہونے کا اقرار کیا اس معاوضہ
مین بارہ لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ افغانستان کو دیا جانا منظور کیا گیا سنہ ۱۸۶۳ء تک امیر
دوست محمد خان انگریزون کے دوست رہے۔

امیر شیر علیخان بعد وفات امیر دوست محمد خان کے امیر شیر علیخان جانشین ہوئے۔ آپسمین
بھائیون مین خانہ جنگیان ہوئین اونکے بھائی امیر محمد افضل خان نے ایکمرتبہ امیر شیر علیخان سے
کابل و قندھار چھین لئے۔ اعظم خان برادر حقیقی امیر محمد افضل خان کی ناقص تدبیرون و کوتاہ
اندیشیون نے شیر علی خان کو مایوس نہونے دیا وہ برابر لڑتا رہا۔ یہان تک کہ امیر محمد افضل خان
کا انتقال ہوا۔ امیر اعظم خان و امیر عبدالرحمن خان کو افغانستان چھوڑنا پڑا۔ چچا و بھتیجے
ایران پہونچے جہان اونکا شاہانہ استقبال کیا گیا۔ اعظم خان مشہد مقدس سے طہران کا ارادہ
کررہے تھے کہ داعی اجل لبیک پکارا۔ اور امیر عبدالرحمن تنہا رہ گئے۔ اونھون نے ایران چھوڑکر
روس کا قصد کیا۔ روس نے انکو ہاتھون ہاتھ لیا اور ہر طرح کی امید دلائی سنہ ۱۸۶۸ء مین امیر شیر علیخان
نے اپنی حکومت کو مستحکم کرلیا۔ انگریزون نے بھی اونکو امیر تسلیم کیا سنہ ۱۸۶۹ء مین لارڈ میو وایسرائے ہند
نے امیر شیر علی خان کو انبالہ مین شاہانہ دعوت دی۔ بعد ازان امیر شیر علیخان نے کابل مین روسی
ایلچی کا خیر مقدم اعزاز کے ساتھ کیا۔ برٹش مشن کو سرحد پر روک دیا۔ اسپر لارڈ لٹن نے اعلان
جنگ کردیا فوج افغانستان کی طرف بڑھی۔ ایک مقام سرحدی پر قبضہ کرلیا۔ جب امیر
شیر علیخان نے دیکھا کہ انگریز کابل پر چڑھے چلے آتے ہین۔ تو روس کی امداد کی سلسلہ

جنبانی شروع کی۔ روسی ترکستان کے حاکم سے مدد مانگ بھیجی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزون نے اپنی پیشقدمی روک دی۔ اسکے بعد امیر شیر علی خان آخر زندگی تک انگریزون کے خلاف اور روسیون کی طرف مائل رہا۔ علی الاعلان روسی وفد کو کابل بلایا جس نے کابل پہونچکر روسی گورنمنٹ اور حکومت افغانی کے مابین ایک معاہدہ کرا دیا اس عہد نامہ مین امیر شیر علیخان نے وعدہ کیا کہ وہ ہمیشہ روس کا طرفدار دوست رہے گا یہ وفد کابل ہی مین تھا کہ انگریزون نے پھر اپنا ایک کیمشن معاملات سلجھانے کے لئے افغانستان روانہ کیا۔ امیر شیر علیخان نے کیمشن کی بار وہی سے انکار کر دیا۔ ناچار انگریزون کو افغانستان کی ملتوی شدہ جنگ کی از سر نو تجدید کرنی پڑی۔ امیر شیر علیخان شکست کھا کر کابل سے بھاگ گئے اور ۱۸۷۹ء مین بلخ مین قضا کی انکی وفات کے ساتھ ہی جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔

امیر یعقوب خان اسکے بعد امیر یعقوب خان سریر آرائے حکومت ہوئے۔ امیر شیر علیخان مرحوم کے زمانہ مین کوئی برٹش ایجنٹ نہ تھا۔ امیر یعقوب خان کے حکومت کا ابتدائی زمانہ تھا وہ دوست دوشمن سے ناآشنائے محض تھے۔ رعایا پر پورا اتسلط نہوا تھا کہ میجر کگناری جو پیشاور مین ڈپٹی کمشنر تھے اور بربنا روا تفیت سرحدی ہر طرح کابل کے لئے مناسب تھے نگرانی کے لئے روانہ ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برٹش افسر مارے گئے اونکے ساتھی بھی ہلاک ہوئے۔ اب تیسری جنگ افغانستان شروع ہوئی اور ۱۸۸۰ء تک قایم رہی۔ انگریزی فوج کی کمان لارڈ رابرٹش کے ہاتھ مین تھی افغانی فوج کو شکست ہوئی۔ امیر یعقوب خان نظربند ہو کر ہندوستان آئے۔ ابھی لارڈ رابرٹش کی کامیابی و فتحمندی کو بہت دن نگذرے تھے کہ افغانی قبایل نے انگریزی فوج کو آگھیرا اور لارڈ موصوف نرغہ مین آگئے بمشکل سر سٹوارٹ کی کوشش سے لارڈ موصوف و فوج محاصرہ سے نجات پا سکی۔ انگریزونکو یقین ہو گیا کہ افغانستان ایک بار نہین سو دفعہ فتح ہو جائے۔ مگر افغانون پر حکومت کرنا کوئی آسان کام نہین۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 30 of 292

امیر عبدالرحمٰن خان

ابھی یہ ترددات پیش تھے کہ دفعتہً امیر عبدالرحمٰن کے روس سے نکلنے اور اور سرحد افغانستان پر پہونچنے کی خبر ملی اسکا خلاصہ یہ ہے کہ امیر عبدالرحمٰن خان دش بارہ سال تک روسی وعدون پر مختلف شغلون مین اپنا وقت گذارتے رہے جسکی تفصیل کی بیان گنجایش نہین۔ بارہا آپنے زار روس کو ایفاے وعدہ پر متوجہ کیا لیکن جواب کبھی قابل اطمینان نہ ملا زار نے اپنی فوج افغانستان مین بھیجنی بھی چاہی تو اس شان سے کہ خود مالک بنجانے۔ مگر اسطرح مسلمانون کا کشت وخون اونھون نے پسند نکیا۔ جب کہا تو یہ کہا کہ دو ہزار روسی فوج اور چند توپین معہ سامان حرب کے ملجاے فتح افغانستان کے لئے مجھے یہی کافی ہے۔ اس عنایت کے صلہ مین ہمیشہ روس کا مین ہوا خواہ و دوست رہونگا۔ زار ایفاے عہد کو ٹالتا رہا۔ کیونکہ جس بات کا وعدہ امیر عبدالرحمٰن کرتے تھے اوس سے زیادہ شیر علیخان کی حکومت سے بغیر ہاتھ پاؤن ہلاے حاصل تھا۔ امیر شیر علیخان نے روسی گورنمنٹ سے ایسے وعدے کر ہی رکھے تھے امیر عبدالرحمٰن کو روسی امداد سے بالکل مایوسی تھی کہ اتنے مین خبر لگی کہ افغانستان مین ایک اندھیر مچ رہا ہے اوسوقت اس زیرک دور اندیش بھادر نے والی ترکستان کو واسطہ گردانکر روسی گورنمنٹ سے وطن کی اجازت حاصل کی اور بسم اللہ کہکر بالکل بے سروسامانی کے ساتھ افغانستان کا رخ کیا سابق وفادارون نے خیر مقدم کیا اوُ سار و قبائل ساتھ ہوتے گئے۔ تھوڑے دنون مین ایک جرار فوج جمع ہوگئی۔ اقبال نے یاوری کی۔ سعادت ہم رکاب ہوئی۔ انگریزون کے لئے بھی یہ موقع اظہار مخالفت کا نہ تھا۔ اسی مین مصلحت دیکھی کہ امیر عبدالرحمٰن خان کو جو کسی کے روکے نہ روکین گے خود ہی بلا لیا جاے۔ خط لکھا گیا۔ بلایا گیا۔ ادھر خود کابل چھوڑ کر چلے آئے۔ ۲۰ جولائی ۱۸۸۰ء کو جایز وارث حکومت افغانستان امیر عبدالرحمٰن خان سریر آراے سلطنت ہوکے تمام افغانون نے اونھین اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ جبوقت اہل افغانستان نے آپکو اپنا حکمران تسلیم کیا اوسوقت آپکا ایک جوابی مراسلہ سرلیپیل گریفن کے پاس

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 31 of 292

گیا ہوا تھا جسمین آپ نے قندہار کی علیحدگی کی صورت مین امارت کابل قبول کرنے سے انکار اور بقوت اوسکو اپنے تابع فرمان رکھنے کی امید ظاہر کرکے دریافت کیا تھا کہ انگلستان آیندہ جیسے تعلقات افغانستان سے رکھنا چاہتا ہے وضاحت سے لکھے جائین تاکہ مین اپنی قوم سے اوسکی قبولیت وعدم قبولیت کا جواب لے سکون گریفن صاحب نے ۲۹ جولائی کے بعد اس کا جواب وایسرائے کی طرف سے حسب ذیل بھیجا:-

گریٹ برٹن آپکو امیر افغانستان تسلیم کرتا ہے گورنمنٹ کو آپکے اندرونی معاملات مین دخل دینے سے کوئی سروکار نہوگا اور نہ آپکی سلطنت مین کسی جگہہ رزیڈنٹ رکھا جائے گا۔ ہان دوستانہ خط وکتابت کی غرض سے ایک مسلمان برٹش ایجنٹ کابل مین رکھا جانا مناسب ہوگا۔ سیاسی تعلقات کے متعلق بجواب اتنی توضیح کافی ہے کہ جب تک اپنی مصلحتون کی بنا پر گورنمنٹ کسی غیر سلطنت کی مداخلت کو افغانستان مین ناپسند کرتی رہے۔ روس و ایران افغانستان مین کسی قسم کی دست اندازی نکرین۔ افغانستان کو ضرورت ہی نہین ہے کہ برطانیہ اعظم کے سوا اور کسی سلطنت سے سیاسی تعلقات قایم کرے۔ احیاناً اگر کوئی غیر سلطنت افغانستان کی طرف بڑہیگی اور کابل پر حملہ ہوتا ہوا نظر آئیگا تو گورنمنٹ مناسب امداد اوسکی مدافعت کے لیے ضرور آپکو دیگی بشرطیکہ آپ بھی بیرونی تعلقات کے متعلق گورنمنٹ کے مشورون کا لحاظ رکھین۔

وایسرائے کی یہ تحریر جو گویا گورنمنٹ کا از خود مجوزہ معاہدہ تھا امیر عبدالرحمن خان کو پہونچا کر سر لیپل گریفن معہ فوج قندہار کو روانہ ہوئے۔ سردار ایوب خان کو شکست دیتے ہوئے پشاور کی طرف متوجہ ہوئے یون افغانستان کی اس جنگ کا بھی خاتمہ ہوا۔ آخر ۱۸۸۱ء مین قندہار اور اوسکے بعد ہرات قبضہ مین آیا۔ اسطرح کل افغانستان آپکے تابع فرمان ہوگیا۔ سردار ایوب خان ایران چلے گئے وہان مدت تک رہے۔ شاہ ناصر الدین نے ایک شاہزادی سے انکا نکاح کردیا۔ اور بالآخر وہ انگریزی وظیفہ خوار ہوکر ہندوستان آگئے

جب امیر عبدالرحمن کا سکہ ملک پر خاطر خواہ بیٹھ گیا وہ اصلاح ملک پر متوجہ ہوئے برٹش گورنمنٹ نے جو روپیہ اوٹیل[۱] بیتی لاکھ افغانستان سے وصول کر لیا تھا وہ واپس دیدیا اور اٹھارہ لاکھ روپیہ سالانہ اور مقرر کردیا۔

افغانستان کی جدید تاریخ اگرچہ احمد شاہ ابدالی سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن اصلی اور باقاعدہ حکومت کی بنا سچے اصول پر امیر عبدالرحمن خان نے ڈالی۔ ایسے غیر اصول قوم کی اصلاح اسی زبردست مدبر کا کام تھا خونخوار۔ خونریز۔ سرکش۔ لالچی۔ مکار قوم کو راہ پر لانا اونکی سرکشی کو مضبوط ہاتھ سے توڑنا۔ گردن کش سرداران کو مطیع کرنا۔ ملکی بدعنوانی کو مٹانا باہمی نااتفاقی گھٹانا۔ اتفاق بڑہانا آسان نہ تھا الفنسٹن صاحب نے جب افغانون کے قومی خصایص کے متعلق سوال کیا تو ایک افغان نے بہت سچا یہ جواب دیا "ہمین لڑائی جھگڑے منظور۔ ہمین خوف و دہشت منظور۔ ہمین خونریزی و کشت و خون منظور۔ مگر ہمین کسی فرمان روا کی اطاعت منظور نہین۔ ایسے لوگون منتشر و نااتفاقی پر تلے ہوئے فرقون اور قبائل کے باہمی اختلاف و عداوت و جنگجوئی کو مٹا کر ایک قوم بنانا صرف ضیاءالملۃ والدین کا کام تھا۔ وہی لوگ جو لڑائی جھگڑے کے عاشق۔ مارنے مرجانے پر شیدا۔ نااتفاقی پر کمربستہ۔ اور ہر قسم کے جرم کرنے پر تیار تھے آج فرمان بردار۔ قانون کے پابند اور قومی حمیت کے خیال و شایستگی کے لحاظ سے بہی بہتر حالت مین ہین قومی و ملکی ضرورتون کو سمجھتے ہین اپنے امیر کو دینی و دنیوی پیشوا و مذہبی حکمران تسلیم کیا ضیاءالملۃ والدین خطاب دیا۔ فوج باقاعدہ۔ مہذب و آراستہ۔ تنخواہ دار مسلح اور اخلاقی حالت مین تعلیم یافتہ قومون کے پہلو بہ پہلو ہے ملک مین امن۔ جرایم مین کمی۔ خفیہ پولیس۔ اور انتظام بھی ہر طرح اطمینان دہ ہے۔ تعلیم و تعلم کے ساتھ امتحانی قواعد مقرر ہین۔ تجارت کو ترقی دی۔ رعایا کی بہبودی کا خیال رکھا۔ خودغرضی و رشوت ستانی کو بند کیا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے ساتھ دوستانہ تعلق بھی قایم رکھے اور اپنی آزادی کو

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 33 of 292

بھی محفوظ رکھا۔

امیر دوست محمد خان بھی دانشمند و قابل حکمران تھے۔ مگر پورا افغانستان کبھی اونکے زیر فرمان نہوا قبائل کی تفریق و خانہ جنگی وہی رہی۔ یہ صرف امیر عبدالرحمٰن خان تھے جنہوں نے بحیثیت ایک ملک و ایک قوم کے حکومت کی اور ایسی قابلیت کے ساتھ کہ انکا نام اعلیٰ فرمان رواؤن کے طبقہ مین شمار کیا جائیگا۔ اور تاریخ مین یادگار رہے گا آخر وقت تک وہ گورنمنٹ برٹش کے خالص دوست رہے

درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش ست	زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش ست

اعلیحضرت شاہ محتشی امیر حبیب اللہ خان

۱۳۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو امیر عبدالرحمٰن خان نے وفات پائی۔ مرنے سے ایک دن پہلے تمام آراکین سلطنت کے مشورہ سے امیر حال کی تخت نشینی کا فیصلہ فرمایا۔ بپابندی وصیت امیر مرحوم۔ قومی انتخاب اور اپنی اہلیت کی بنا پر بعد وفات امیر مرحوم کے۔ ہز محتشی امیر حبیب اللہ خان سریر آرائے تخت کابل ہوئے مگر باضابطہ تخت نشینی کا دربار مارچ ۱۹۰۲ء مین ہوا۔ ارکان دولت و اکابر قوم کی خواہش پر آپنے سراج الملتہ والدین کا معزز لقب اختیار کیا سرداران افغانستان نے حاضر دربار ہوکر جو بات اونکے دل مین تھی اوسکا زبان سے اقرار کیا۔ عنان سلطنت اپنے ہاتھون مین لینے کے بعد اپنے حقیقی بھائی شاہزادہ نصر اللہ خان کو خطاب نائب السلطنت عطا فرمایا۔ دوسری سال شاہزادہ عنایت اللہ خان کو معین السلطنت کے خطاب سے سرفراز فرماکر ولیعہد قرار دیا۔

امیر عبدالرحمٰن خان مرحوم سا دوراندیش خاک کابل سے پیدا ہونا مشکل ہے۔ اگلے پچھلے شاہان کابل کے حالات سے وہ بیخبر نہ تھے اسکا یہ نتیجہ تھا کہ وہ علانیہ طور پر باضابطہ کسیکو اپنا ولیعہد نہ بنائیں اونکا خود بیان ہے کہ وحشی و جاہل لوگون پر مین ظاہر کرنا نہین چاہتا کہ میرا جانشین کون ہوگا۔ مگر جنکو خدا نے عقل دی ہے اور جو ذرا بھی سمجھ

رکھتے ہین۔ انہین میرے طرزِ عمل و انتظام سلطنت سے بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا کہ میرے
بعد میرا وارث تخت کون ہوگا۔ پھر وہ لکھتے ہین کہ مین اپنے بیٹون کو باے تخت کابل مین
رکھتا ہون وہ سب میرے بڑے بیٹے حبیب اللہ خان کے زیر فرمان ہین مین نے
بتدریج اوسکے اختیارات کو وسعت دی ہے اب حالت یہ ہے کہ مین خود دربار نہین کرتا
کل کام اوسکے سپرد کر دیا ہے۔ مین نے اپنے دوسرے بیٹے نصر اللہ خان کو جو حبیب اللہ خان
کا حقیقی بہائی ہے صیغہ مالگذاری و محاسبی کا افسر اعلیٰ مقرر کیا ہے وہ ہر معاملہ
مین اپنے بہائی کی ہدایت پر چلتا ہے میرے دوسرے بیٹے امین اللہ خان۔ محمد عمر جان
غلام علیخان۔ اسد اللہ خان بھی رفتہ رفتہ مختلف سرکاری کامون پر مقرر کیے جاینگے
اور اپنے بہائی حبیب اللہ خان کے ماتحت رہینگے۔ میرا بڑا بیٹا صرف خاص اور ضروری
معاملات مین میرا حکم لیتا ہے ورنہ سارے ملک کا انتظام خود ہی کرتا ہے۔ امیر مرحوم دوست و
دشمن کو خوب پہچانتے تہے اونہون نے شورہ پشتون سے اپنی زندگی مین ملک کو پاک کر دیا
تھا اور با اثر اشخاص و قبائل کو مطیع و منقاد بنا لیا تھا اسیکا نتیجہ ہے کہ ایک امیر کے بعد دوسرا
فرمان روا بغیر کسی جھگڑے و فساد کے تخت نشین ہوا اور اب تک اندرونی یا بیرونی کسی
فساد کا گمان نہین ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ امیر مرحوم کا جانشین۔ روشن خیال۔ بیدار مغز۔
زمانہ شناس۔ ملکی ترقی کا ساعی۔ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تعلقات و اتحاد بڑہانے مین اپنے
پدر عالی قدر سے بہی ایک قدم آگے ہے امیر مرحوم کی وفات کی تعزیت اور ہز مجسٹی امیر حال
کے تخت نشینی کی تہنیت کے لیے گورنمنٹ آف انڈیا کا ایک کمیشن افغانستان گیا وہان
اوسکا دوستانہ استقبال کیا گیا بعدہٗ ڈین مشن کی مدارات و مہمانی کابل مین اوسی معزز طریقہ
سے کی گئی جو ایک فرمان روا کے لیے ایسے باوقار مشن کے مناسب حال تھی۔ وہان
جب مشن مہمان تھا اوسی زمانہ مین شاہزادہ سردار عنایت اللہ خان کو ہندوستان بھیجکر
دوستی و اتحاد کا اظہار فرمایا۔ اور آخر مین خود بدولت نے بذات خاص سلطنت ہند کا مہمان

بنکر اپنے خلوص کا ثبوت دیا۔ ہز مجسٹی نسباً۔ ابدالی النسل قبیلہ دُرّانی صدوزی کے بھتیجے۔ بارک زی کے چشم وچراغ ہین ۱۸۷۲ء مین بزمانہ قیام امیر مرحوم سلطنت روس مین پیدا ہوئے۔ اب سن مبارک پینتیس سال کا ہے۔ خداوند عالم نے جوانی مین پیرانہ تدابیر اور انجام بینی کا خاص مادہ آپ کو عطا فرمایا ہے۔

لارڈ کرزن کی دعوت اور انکار کرنے کے اسباب لارڈ منٹو کا پیام مہمانی اور قبول کرنیکے وجوہ

جس زمانہ مین منجانب لارڈ کرزن پیام دعوت اعلیحضرت کو دیا گیا ضیاء الملت والدین امیر عبدالرحمن خان کی وفات اور سراج الملت والدین کی تخت نشینی کو زیادہ مدت نگذری تھی گو شورشین یا مخالفتین بظاہر کہین پائی نجاتی تھین مگر شہرتین اس کے خلاف تھین اخبارون مین خبرین مشتہر ہوتی تھین کہ باہم بھائیون کے سلوک نہین۔ مادر و فرزندمین کشیدگی ہے اگرچہ انکا وجود نہ تھا لیکن ملکی حالات وخیالات کی بنا پر جو خلاف راے قایم کیجاوے وہ بعید القیاس نہین ہوسکتی یہ بھی ممکن ہے کہ اوس زمانہ مین تمام قبائل وجرگون کی طرف سے اطمینان کامل نہوگا۔ پس اس صورت مین ملک سے جدا ہونا ایک دور اندیش حکمران کے لئے کسی پہلو سے مناسب نہ تھا اسکے علاوہ پیام دعوت کے الفاظ خصوصیت ومحبت کے حدود سے بیگانہ تھے۔ لہذا امیر صاحب نے مصلحت وقت پر نظر ڈالکر احتیاط سے کام لیا اور قبول دعوت مین عذر کیا۔ لارڈ کرزن جیسے وایسراے کو ایسا رد دعوت اہانت آمیز اشتعال تھا۔ اسپر ستایرانہ ودلشکن کارروائی کی گئی جو داب محبت ودایرہ سلاطین سے دور۔ دور اندیشی سے بعید ایک آزاد قوم کے خود مختار فرمانروا کے لئے برہمی مزاج کا باعث تھی خوف یا ضرر کے خیال سے دعوت کا منظور کرنا معمولی حیثیت کے آدمی کے ذمے بہت کچھ مکروہ الزامات قایم کرادیتا ہے۔ چہ جائیکہ ایک ایشیائی بادشاہ کے حق مین۔

جہان تک سنا گیا انکار دعوت پر بحث محدود نہ رہی بلکہ وہ رقم کثیر جو گورنمنٹ ہند کیطرف

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 36 of 292

سے افغانستان کو سالانہ دیجاتی ہے۔ ایک مدت تک معرض التوا مین رہی۔ اسوجہ سے عوام مین مختلف افواہین پھیلی ہوئی تھین یہ امر بہت قرین قیاس ہے کہ اسبارہ مین لارڈ کرزن نے سفیر دولت خداداد افغانستان متعینہ ہندوستان سے شورہ نہ لیا ہوگا۔ اونکے تحکمانہ مزاج وخودرای نے اسکو گوارہ بھی نکیا ہوگا۔ ورنہ یہان تک کشیدگی کی حالت وانکار دعوت کی نوبت نہ واقع ہوتی

اب لارڈ منٹو نے جن محبت آمیز دوستانہ پیرایہ مین مدعو کیا تھا اوسکا تقاضا یہ تھا کہ اخلاقاً قبول دعوت مین کوئی انکار نکیا جاوے۔ پھر شہزادہ کامگار معین السلطنت سردار عنایت اللہ خان ۱۹۰۵ء مین بطور سیاحت ہند تشریف لائے اونکی مدارات شاہانہ کی گئی۔ جس وقار وتمکین سے اس نوعمری مین شاہزادہ موصوف نے زمانہ سیاحت کو بسر کیا اوس سے تجربہ کاران یورپ وہند کو حیرت واستعجاب ہے۔ ساتھ ہی وہ خود بھی محظوظ ہوکر یہان سے محبت ومہمان نوازی کے پاکیزہ خیالات اپنے ہمراہ بیگئے یہ منظوری دعوت کا سبب خاص ہوسکتا ہے۔

بڑی وجہ یہ ہے کہ مہان بادشاہ کو اپنی ملکی حالت سے ہرطرح اطمینان ہوگیا تھا کہ اب غیر حاضری ملک اونکو ضرر رسان نہوگی اسپر بھی بمزید احتیاط اونھون نے قبایل وجرگو نکے سردار وباثر اشخاص سے شورہ کیا اور بعد اطمینان قلبی قصد فرمایا۔

قیاس چاہتا ہے کہ جو وہ حلیم ومتین۔ رمز شناس روشن خیال والیسرائے نے اسباب مین قبل پیام دعوت جن لوگون سے کہ شورہ کی ضرورت سمجھی گئی ہوگی دریغ نکیا ہوگا خصوصاً کرنیل سردار محمد اسمعیل خان صاحب کی قبول دعوت مین تحریک ہو تو تعجب نہین اول پروگرام سیاحت مین مقام کلکتہ نہ تھا۔ امیر صاحب کی خواہش پر اسکا اضافہ کیا گیا۔ حضور والیسرائے نے کمال مسرت وفرحا محبت کا اظہار کیا اور لکھا کہ چونکہ جناب والا اپنے ملک سے زاید دو ماہ جدا رہنا نہین پسند فرماتے۔ اور نیز یہ کہ بمبئی۔ کلکتہ سے زیادہ

خوشنما خوبصورت شہر ہے اسلئے بمبئی کو کلکتہ پر ترجیح دیگئی تھی۔ اب چونکہ جناب کلکتہ بھی دیکھنا چاہتے ہین۔ ہماری تو یہ عین آرزو ہے کہ آگرہ کے بعد دوبارہ شرف ملاقات میسر ہو یہ تو ازیاد محبت کی خاص نشانی ہے۔

غرضکہ امیر صاحب نے ابتدا سے دور حکومت لارڈ منٹو مین بخوشی خاطر عوم ہندوستان فرمایا۔ تعلیم یافتہ قوم کے دلون پر اپنے محبت و تہذیب و اخلاق کا نقش جٹھایا۔ اور خاطر و مدارات و مہمان نوازی سے محظوظ ہوکر برٹش میزبانان کی صداقت و الفت کا گہرا نقش اپنے دلپر لے گئے جسکا پتہ وقت روانگی ہز مجسٹی کے ہر کلمہ سے پایا جاتا تھا آخرمین صاف لفظون مین اونھون نے اعتراف فرمایا کہ جس خلوص محبت و عنایت سے میری مہمانداری کی گئی اگر مین ہندوستان نہ آتا تو مجکو اس کا وہم و گمان بھی نہوتا۔ اس موقع پر ہم اپنے نیک نیت حلیم مزاج مدبر وایسرا ے کو مبارکباد دیئے بغیر باز نہین رہ سکتے ایکے ساتھ سر ہنری میکموہن چیف کمشنر و مسٹر ڈابس ڈپٹی فارن سیکرٹری خاص طور پر مبارکباد کے مستحق ہین جنہون نے اپنے حسن خدمات سے ایسے معزز مہمان کے دل کو اسدرجہ خوش کیا کہ وہ بیچین ہوکر اظہار محبت پر مجبور ہوا۔

مسٹر مورلے نے لارڈ کرزن کی حکمت عملیون پر اعتراض کیا۔ افغانستان کے ساتھ جو رویہ لارڈ موصوف نے جایز رکہا۔ اوسکو مسٹر مورلے نے بہت نامناسب ثابت کیا۔ اور دکہا دیا کہ جو کچھ بیچینی ہندوستان مین ہے یہ سب سابق وایسرا ے کی عنایت سے ہے۔

وزیر ہند نے فرمایا کہ امیر صاحب کی تشریف آوری پر نہ صرف ہمارے قلمرو مین نہایت دلچسپی ظاہر کی گئی بلکہ تمام ایشیا مین اسکا چرچا تھا۔ ہوم گورنمنٹ نے نواب گورنر جنرل ان کونسل ہند کو پہلے سے ہدایت کر دی تہی کہ امیر صاحب کے ساتھ کسی پولٹیکل معاملہ پر گفتگو نہ کیجاوے اسکا یہ نتیجہ نکلا کہ ہمارے تعلقات امیر صاحب کے ساتھ نہایت

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 38 of 292

مضبوطی سے قایم ہوگئے یہ بات کسی عہد نامہ سے حاصل نہو سکتی تھی۔

امیر صاحب کی تقریر بعد واپسی ہند کا خلاصہ مسٹر مورے نے بیان کیا "امیر صاحب نے فرمایا کہ گورنمنٹ کے افسران نے پولیٹکل معاملات کے متعلق کبھی ایک نقطہ نہیں کہا وہ اپنے عہد پر قایم رہے۔ لیکن مین نے جب کبھی موقعہ دیکھا تو بالواسطہ طور پر کسی معاملات پر جو ملک وقوم کے فایدے کے تھے گفتگو کی لیکن فریق ثانی نے کبھی اسکا مناسب فائدہ نہ اوٹھایا اور نہ اس معاملہ کا میرے سامنے ذکر کیا۔

لارڈ منٹو کا پیام دعوت ایسے مناسب الفاظ مین تھا کہ مجھے اسکے قبول کرنے مین تامل نہوا۔ جو پیام ہز اکسلنسی نے بھیجا وہ لارڈ کرزن سے مختلف تھا۔ جو پیام دعوت دہلی دربار کے موقعہ پر میرے پاس آیا تھا۔ مینے عزم مصمم کر لیا تھا کہ دہلی دربار کے موقعہ پر خواہ کچھ ہو ہر ایک خطرہ کو برداشت کرونگا۔ اور اگر ضرورت ہو ئی۔ تو اپنی سلطنت اور اپنی جان کو بھی قربان کر دونگا۔ مگر اس دعوت کو ہرگز قبول نہ کرونگا جو مجھے دہلی دربار مین شامل ہونے کے لئے دی گئی ہے

مسٹر مورے نے کہا کہ ان معاملات پر بحث کرنا بڑی سنجیدہ بات ہے لیکن مجھے یہ اطمینان ہے کہ اسکے بعد گورنر جنرل ہند کو ہوم گورنمنٹ نے جس حکمت عملی پر عمل کرنے کی ہدایت کی تھی۔ اب تک اسکا نتیجہ نہایت اطمینان بخش ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ لارڈ کرزن نے افغانستان کے ساتھ تعلقات نازک کر دئے تھے اور غالباً تحکمانہ پیام دعوت بھیجکر امیر صاحب کو نارضامند کر لیا تھا۔ یہ امر انگلستان کے مسئلہ سرحدی پالیسی کے خلاف تھا۔ یہ امر کس قدر اطمینان بخش ہے کہ مسٹر مورے اور لارڈ منٹو۔ لارڈ کرزن کی حکمت عملیون کے خلاف ہین۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 39 of 292

نقل وحرکت اعلیٰحضرت ہز مجسٹی امیر افغانستان

۲ جنوری ۱۹۰۷ء - آج ہز مجسٹی امیر صاحب رونق افروز لنڈی کوتل ہوئے - یہ مقام پشاور سے تیس میل کے فاصلہ پر پہاڑون کے درمیان ایک وسیع میدان مین واقع ہے - اعلیحضرت کے استقبال کے لئے سر ہنری میکموہن اور اونکا پولٹکل اسٹاف میجر روس کیپل پولٹیکل افسر خیبر اور اونکا ملٹری اسٹاف اور سوارون کا اسکورٹ نو بجے سے قبل لنڈی کوتل سے روانہ ہوکر علاقہ افغانستان و ہندوستان پر جا ٹہرا یہی مقام ہے جہان دونون سلطنتین ملتی ہین -

اول امیر صاحب کی پلٹن ہمراہی آئی - منتظرین کو خیال گذرا کہ شاید خود بدولت امیر صاحب ہین - مگر فوراً معلوم ہوگیا کہ یہ فوج ہراول ہے - اسکے بعد ایک دوسرا دستہ آیا - تیسرا دستہ شتر سوارونکا جسکی نگرانی مین مہمانون کا اسباب تھا - چوتھے ہاتیون کی قطار - پانچوان دستہ کے ساتھ خزانہ شاہی - چھٹا میدانی ہسپتال کا سامان - ساتوان گھوڑون کی ایک لمبی قطار کا دستہ - آٹھوین دستہ مین خود بدولت اعلیحضرت نہایت آہستہ آرہے تھے -

سر ہنری میکموہن نے آگے بڑہکر سلام و مزاج پرسی کی رسم ادا کی اور وائسرائے کی طرف سے خوش آمدید کہا ایک لمحہ توقف کے بعد سب خیبر کی طرف روانہ ہوئے اور بڑی شان تجمل سے سرحد مین داخل ہوئے - امیر صاحب فوجی لباس و خاکی وردی مین تھے تپش آفتاب سے بچنے کے لئے انگریزی وضع کی ٹوپی زیب فرق مبارک تھی جسکو دہوپ کے وقت آپ اکثر استعمال فرماتے ہین - کیمپ کے نزدیک پہونچکر داخل خیمہ ہوئے سر ہنری میکموہن نے اپنے پولٹیکل اسٹاف کے ممبران میجر ڈاکٹر برڈ - میجر بروک - کپتن ریزنے - لفٹنٹ فیلڈ - مسٹر واٹسن کو امیر صاحب کے سامنے پیش کیا - آپ ہر ایک سے بخندہ جبین ملے ڈاکٹر برڈ سے شفقت کے پیرایہ مین گفتگو کی - اور فرمایا کہ مین دوست کو کبھی نہین بہولتا - اسکی وجہ یہ ہے کہ میجر برڈ صنجانب گورنمنٹ امیر صاحب کے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 40 of 292

علاج کی غرض سے کابل بھیجے گئے تھے۔ میجر بروک نے کمانڈر انچیف کی طرف سے مبارکباد دی امیر امیر صاحب نے فرمایا کہ کمانڈر انچیف صاحب کو لکھدو کہ سیاحت ھند سے جو مجکو مسرت ہے اوسکا بڑا سبب یہ ہے کہ مین اپنے دوستون مین ہون۔ مسٹر ڈابس سے جو ڈیورنڈ مشن کے ہمراہ کابل گئے تھے امیر صاحب نے بہت تلطف آمیز باتین کین اسکے بعد درہ خیبر کے پولٹیکل افسر میجر راس کیپل پیش ہوئے۔ اونھون نے اپنے ملٹری اسٹاف کے ممبران کو پیش کیا امیر صاحب ہر ایک سے نہایت بشاشت و گرمجوشی سے پیش آئے۔ اسی دوران مین سر ہنری نے حضور ملک معظم قیصر ہند کا ٹیلیگرام پیش کیا۔ اعلیحضرت نے لفافہ کو چاک کرکے اپنے سکرٹری کے حوالہ کیا جسمین امیر صاحب کو لقب ہز مجسٹی سے مخاطب کیا تھا اور مضمون یہ تھا۔

" آپکی سیاحت سے مجھے کمال مسرت ہوئی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یور مجسٹی اور میری گورنمنٹ کے تعلقات دوستانہ ہین۔ مین امید کرتا ہون کہ یہ سیاحت آپکو سلطنت کے گرانبار بوجہ سے محفوظ رکھے گی۔ یہ تار سنکر امیر صاحب کو بیحد خوشی ہوئی سر ہنری میکموہن اور امیر صاحب فارسی مین گفتگو کرتے رہے۔ درمیان گفتگو کبھی کبھی انگریزی زبان مین بھی باتین ہوجاتی تھین۔

خیمہ مین پہونچنے کے تھوڑی دیر بعد امیر صاحب نے میجر برڈ کو شرف ملازمت بخشا سر ہنری نے سرکاری طور پر وایسرائے کیطرف سے خوش آمدید کہا اور وایسرائے کا پرائیوٹ خط امیر صاحب کے سامنے پیش کیا۔ چار بجے امیر صاحب نے سارے کیمپ کی سیر فرمائی اور بغیر تار کی تار برقی کو ملاحظہ فرمایا۔ اہلکارون سے اسکے متعلق متعدد سوال کئے۔ جنکے جواب دینے مین وہ لوگ کسیقدر عاجز رہے۔

نئی چیز جو اس مقام پر طلب فرمائی وہ پان تھا۔ مہماندارون مین سے اسکا کسیکو وہم وگمان بھی نہ تھا مگر اسکی بہت جلد تعمیل ہوئی۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 41 of 292

یہان ایک خاص واقعہ کا ذکر ضروری ہے۔ درود لنڈی کوتل سے دو روز قبل کرنل سردار محمد اسمٰعیل خان صاحب سفیر کابل متعینہ ہند حضور مین بمقام ڈکہ طلب ہوئے تھے۔ اونکو جہان اور احکام ملے اونمین ایک ضروری حکم یہ بھی تھا کہ موقع دھلی بروز عید الضحیٰ قربانی کے لئے انتظام دو سو بکرون کا کیا جاوے۔ اس حکم کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ ہم اپنے سیاحت ہند مین کسی کو آزردہ کرنا نہین چاہتے قربانی گائے سے اصلی باشندگان ہند کو رنج پہونچے گا۔ اور یہ امر شرط مروت و اقتضائے انسانیت سے بعید ہے چونکہ ہماری شریعت بھی ہمکو اجازت دیتی ہے کہ حلال جانورون مین جس جانور کو چاہین قربانی کے لئے اختیار کرین اسصورت مین ہم قربانی گاے کو غیر ضروری سمجھتے ہین ہمارا مذھب گائے کی قربانی پر ہمکو مجبور نہین کرتا۔

چنانچہ ہمنے حسب ہدایت سفیر صاحب فوراً مرزا محمد اکبر علیخان ممبر کمیٹی انتظامی کو تحریر کیا کہ وہ دو سو بکرے موقع عید الضحیٰ پر موجود رکھین۔ شب کو لنڈی کوتل مین قیام ہوا۔

۳ جنوری ۱۹۰۷ء ہز مجسٹی امیر صاحب نے خیبر کے راستہ سے پشاور کو کوچ فرمایا۔ لنڈی کوتل جہان مہمانون نے شب کو قیام کیا تھا وہ اور پہاڑ و چٹانین۔ برف کی اونچی چوٹیان۔ درے اُنھون نے پیچھے چھوڑے اور ہندوستانکا ایک وسیع میدان سامنے آگیا ہندوستانین خیبر سے بڑھکر آیندہ دو ماہ کے عرصے مین کوئی اس قسم کا سفر نہوگا۔ امیر راستہ مین خیبر کے ہر حصہ کو نظر غور سے ملاحظہ کرتے ہوئے اور تجسس کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے۔ سوالات بہت ہی تلاش کنندہ کرتے ہوئے جارہے تھے۔ لنڈی کوتل سے جمرود تک برابر راستہ مین چوکیان قایم تھین۔ پچاس پچاس قدم پر پہرے لگے ہوئے تھے۔ آفریدی قومین جا بجا سر راہ اشتیاق دید مین بیٹھی ہوئی تھین قریب ایک بجے کے جمرود پہونچے۔ جو مسافر پہلی دفعہ خیبر مین سے گذرے گا وسکو

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 42 of 292

تحیر ہوجاے گا۔ دلکش نظارون کے اعتبار سے نہین بلکہ ایک فوجی اہمیت کے لحاظ سے ایک قابل قدر درہ ہے۔ جغرافی طورپر یہ ایک میدان مرتفع ہے جو وادی کی شان لئے ہوئے ہے جسکی دونون طرفین بلند دشوار گذار پہاڑون سے محصور ہین۔ یہ آفریدی قومون کا مرکز ہے۔ داہین ناہموار ہین۔ چیند سو قدم فاصلہ پر کی چیزون کا نظر آنا محال ہے۔ لنڈی کوتل سے جمرود تک جسکا فاصلہ بیس میل ہے یہی حالت نظر آتی ہے۔ جمرود پہونچکر پہاڑون کا سلسلہ ایک پختہ دیوار پر آکر ختم ہوجاتا ہے۔

لنڈی کوتل سے پانچ بجے صبح افغانی پیدل فوج چھ بجے سوار۔ اور نو بجے خود اعلیحضرت روانہ ہوئے چلنے والا جلوس میلون تک پھیلا ہوا تھا معلوم ہوتا تھا گویا کہ کل افغانستان ہندوستان پر چڑھ آیا ہے۔ ہاتھی۔ اونٹ۔ گھوڑے اور سپاہیون کے چلنے سے جو خاک اوڑتی تھی وہ اونکی تعداد کو کئی حصے بڑھاتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اسی شان سے جمرود پہونچے یہان مہمانون نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

یہان وایسراے کا ٹیلیگرام ملا جسکا مضمون یہ تھا۔ مین یہ سنکر خوش ہوا ہون کہ یور مجسٹی سرحد کو عبور کر آئے ہندوستان مین قدم رنجہ فرمانے پر مین آپکو دل سے خوش آمدید کہتا ہون۔ منٹو۔

اعلیحضرت نے یہ جواب دیا۔ عالیشان برٹش گورنمنٹ کی سرحد کو گذر کر مین انگریزی علاقہ مین داخل ہوگیا ہون سرحدی افسران نے اپنے فرایض نہایت عمدگی سے ادا کئے یور ایکسلنسی کی مبارکباد کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون۔ سراج الملتہ والدین

میجر مرے جنکے سپرد نارتھ ویسٹرن ریلوے پر مہمانون کے سفر کا انتظام تھا۔ انہون نے چار اسپیشل ٹرین تیار رکھی تھین۔ ایک امیر صاحب کے واسطے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 43 of 292

ایک مصاحبون اور باوقار افسرون کے لئے ایک عہدہ داران فوجی و ہمراہیون کے واسطے۔ اور ایک سپاہیون کے لئے۔ مگر امیر صاحب نے حکم دیا کہ اونکے سوار وتمام اسباب باربرداری کے نگران اور سوبجر اپنا بقیہ سفر سڑک کے راستہ سے ختم کرین لہذا دو اسپیشل ٹرین کافی ہوگئین۔

اعلیحضرت کو یہ پہلا موقعہ ریل کے سفر کا تھا۔ ٹرین وقت سے آدہ گھنٹہ بعد چلی روانگی مین جو توقف ہوا اوسکا بدل یہ کیا کہ بجاے چالیس[۴۰] منٹ کے بیس[۲۰] منٹ مین جمرود سے پشاور تک راستہ ختم کیا گیا۔ اس سے طبیعت پر کچھ گرانی ہوئی مگر آپ کے مضبوط دل نے اس قابل بنا دیا کہ کوئی کمزوری کا احساس نکر سکے تمام رسومات اپنی آمد کے متعلق پوری کین اور آپ فرودگاہ مین بخیر و خوبی رونق افروز ہوئے۔

اسٹیشن پر ٹرین پہونچنے سے پہلے سرحدی صوبہ کے تمام افسر فل ڈریس مین اپنے باوقار مہمان کو خوش آمدید کہنے اور رسم استقبال بجالانے کے لئے حاضر تہے شکل سے ٹرین رکی تھی کہ امیر کا ملٹری اسٹاف باہر کودپڑا اونکے فوجی افسر جو کالی یونیفارم پہنے اور سنہری پٹیان و سونے کی زنجیرین سینہ پر لگائے تہے اور سول سرداران افغانی فراک کوٹ و سفید کالر زیب تن کئے ہوئے شکل سے یوروپین مین سے تمیز کئے جاتے اگر اونکا گندمی چہرہ اور گول ٹوپیان نہوتین۔ اس کے بعد سر ہنری ایکمو مین معہ اپنے اسٹاف کے سنہری پولٹیکل یونیفارم پہنے ہوئے اوترے ہز مجسٹی امیر کو اوترنے مین اُنہون نے مدد دی۔ ہز مجسٹی کے سامنے سر ہرلڈ ڈین چیف کمشنر سرحدی صوبہ کو پیش کیا۔ جنہون نے نہایت جوش و خوش دلی سے پشتو مین عرض کیا کہ مین یور مجسٹی کو اپنے صوبہ کے دارالحکومت کے رونق افروز ہونے پر خوش آمدید کہتا ہون۔ جسکے جواب مین امیر صاحب نے ارشاد کیا کہ مین پشاور آنے اور اپنے دوستون مین ہونے سے بیحد خوش ہون۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 44 of 292

چیف کمشنر کے اسٹاف کے لوگ پیش کئے گئے اور ہر ایک سے امیر صاحب نے بے تکلفی سے ہاتھ ملایا مسٹر گرانٹ سیکرٹری چیف کمشنر کو آپ نے فوراً پہچان لیا کیونکہ وہ ڈین مشن کے ہمراہ کابل گئے تھے۔

سر ایڈورڈ ڈیبرو کمانڈنگ افیسر پشاور پیش ہوئے جنہون نے اپنے اسٹاف کو پیش کیا۔ ہر ایک سے ہز مجسٹی امیر نے ہاتھ ملایا سب کے بعد گارڈ آف آنر کا ملاحظہ فرمایا۔ اور مسٹر ایڈورڈ ڈیبرو سے فرمایا کہ اس عمدہ رسالہ کے دیکھنے سے جو میری پیشوائی کے لئے حاضر ہوا ہے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اب توپین سلامی کی چلنا شروع ہوئین اور بڑی شان و شوکت سے ہزارہا آدمیون کے درمیان ہوتے ہوئے شاہی مہمان خانہ مین پہونچے۔ تہوڑی دیر کے بعد مسٹر گرانٹ سیکرٹری گورنمنٹ۔ ہز مجسٹی کی مزاج پرسی و چیف کمشنر کی جانب سے بطریق احسن خوش آمدید کہنے اور اکیس ہزار روپیہ گیارہ کشتیون مین ہمراہ لیکر حاضر ہوئے جو ضیافت و نذر کے طور پر پیش کیا گیا جسکو اعلیحضرت نے قبول فرمایا بعدہٗ لفٹنٹ جنرل کمانڈر پشاور ڈویژن شرفیاب ہوئے پھر آرام فرمایا ۴ جنوری ۱۹۰۷ء۔ مسٹر گرانٹ نے حاضر ہو کر چیف کمشنر کیطرف سے عرض کیا کہ مجھے امید ہے کہ سفر یور مجسٹی نے آرام سے طے فرمایا ہوگا۔ جواب مین ارشاد کیا کہ میرا سفر دشوار تھا خدا نے کچھ اسی مین بہتری سمجھی ہے کہ ہمارے دونون ملکون کو بہت رکاوٹون کے ساتھ ملایا ہے۔ بہر حال جو کچھ کہ انسانی قوتین سفر کو آرام دہ بنانے مین صرف کیجا سکتی تھین وہ سب کیگئین۔

ہز مجسٹی امیر کی بات چیت کا طریقہ میزبانون کے ساتھ سادہ اور بے تصنع ہوتا ہے وہ اخلاق برتتے ہین۔ مصنوعی باتون سے پرہیز فرماتے ہین مسٹر گرانٹ نے عرض کیا کہ مجھے امید ہے کہ اعلیحضرت شاہی مہمان خانہ مین راحت سے بسر فرمایئنگے

اور اگر کسی بات کی کمی اون شاہی آسایشون مین ہوجاے جنکے یور مجسٹی عادی ہین تو امید ہے کہ اعلیحضرت یاین خیال کہ پشاور سلطنت ہند کا بیرونی سرحدی حصہ ہے اور دشوار گزار سرحدی کونہ پر واقع ہے معاف فرماینگے - ہماری مساعی کوششون کا جہانتک امکان تھا ہمنے ادسمین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا -

اعلیحضرت امیر نے نہایت خندہ جبینی و مسرت سے فرمایا کہ مین بالکل آرام و اطمینان سے ہون یہ گفتگو فارسی مین شروع ہوئی - پشتو مین جاری رہی - انگریزی مین ختم ہوئی - مسٹر گرانٹ نے ہز مجسٹی امیر کی انگریزی کی تعریف کی اسپر ہز مجسٹی امیر نے فرمایا کہ مین انگریزی اچھی نہین بولتا ہون نے اسکا کبھی باقاعدہ مطالعہ بھی نہین کیا - مجھے بہت کم موقع انگریزی کی مشق کے پیش آئے - پشاور کے اعلیٰ عہدہ داران سے عمدہ اخلاق کے ساتھ باتین کین مگر اوسے کے ساتھ متانت کا پہلو قایم رکھا انھون نے ہر طریقہ سے اس بات کا یقین دلا دیا کہ شاہانہ - تہذیب سخن فہمی اور دانشمندی ادنہین اعلیٰ پایہ کی ہے -

آج جمعہ کا دن ہے اعلیحضرت شاہی تزک و احتشام سے جامع مسجد روانہ ہوئے اہل پشاور نے تمام کاروبار بند کر دے تھے جسکو جہان جگہہ ملتی تھی مشتاقانہ منتظر کھڑا ہوا تھا - پشاوریون نے اظہار عقیدت مین کوئی امر فروگذاشت نہین کیا - خوش آمدید کے نعرون سے ہوا مین گونج پیدا ہو گئی تھی ہر ایک نے اپنے جذبات کا اظہار پورے طور پر کیا - اعلیحضرت برابر دہنے ہاتھ سے سلام لیتے جاتے تھے اور جب تک مسجد مین نہ پہونچ گئے اس ہاتھ نے آرام نہ پایا - خود امام بنے اور دس ہزار روپیہ مرمت مسجد کے لئے عطا فرمایا - سنا کہ میان کریم بخش سے جنکا شمار پشاور کے بڑے دولتمندون مین ہے اور مہمانداری کے انتظام مین تھے ناخوشی کے لہجہ مین فرمایا کہ جہان مسلمانون کی تعداد ہندؤن سے بدرجہا زیادہ ہو

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 46 of 292

اور مسلمان صاحب ثروت و متمول بھی ہون اور ہم مسجد کی یہ حالت دیکھین بڑے شرم کی بات ہے اس ناخوشی کی نسبت نقیر صاحب و انکے اعزا نے شہرت دی کہ یہ امر انھین کی تحریک معنوی کا نتیجہ تھا۔ خدا جانے اصلیت کیا تھی مگر اسمین شک نہین کہ اسکے بعد سے میان کریم بخش کے مزاج مین صلاحیت آگئی اور نقیر صاحب کی پشاور مین دہاک بندہ گئی۔

سپہر کے وقت ہز مجسٹی امیر نے پولو کا ملاحظہ فرمایا۔ ہز مجسٹی نے یوروپین حکام سے اسکے متعلق اظہار پسندیدگی کیا گفتگو حکام سے ہوتے ہوتے کلام کا سلسلہ یوروپین لیڈیون تک پہونچا۔ ان سے بہت اخلاق و تہذیب سے باتین کین۔ سرداران افغانی نے بھی اپنے پادشاہ کی خوشدلی کی تقلید کی۔ دکن ریویو نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۵ء مین تحریر ہے کہ پولو کا کھیل ایران سے نکلا ہے سن عیسوی سے کئی سو برس پہلے اسکے رواج کا پتہ لگتا ہے۔ پولو کے قدیم ایران مین رائج ہونے پر ایک نہایت عمدہ مضمون شمس العلما دستور رتن پشتو بن سنجانا نے لکھا ہے۔

آج شب کو چیف کمشنر نے گورنمنٹ ہوس مین ایک مکلف ڈنر دیا۔ مہمان وقت مقررہ پر ہو پہنچے۔ سر ہرلڈ دین مراسم استقبال بجا لا کے ملاقات کے کمرے مین لائے۔ دیگر مہمان پہلے جمع ہو چکے تھے باواز بلند کہا گیا کہ حضرات ہز مجسٹی امیر افغانستان تشریف لائے یہ سنکر سب نے مراسم آداب ادا کئے۔ اسکے بعد سر ڈین ہز مجسٹی امیر کو اور مسز گرانٹ سرداران افغانی کو اپنے ساتھ کھانے کی میز پر لے گئے یوروپین لیڈیان پس پردہ یہ کیفیت دیکھ رہی تھین۔ کھانا مغربی طریقہ پر تھا۔ امیر صاحب نے اس بے تکلفی سے کھایا کہ گویا وہ اسکے عادی ہین۔ یوروپین تہذیب کے موافق دوران کھانے مین ہز مجسٹی۔ سر ہرلڈ ڈین و سر ہنری مکمہن سے گفتگو کرتے جاتے تھے۔ بعد فراغت مذاق ہوتا رہا۔ پھر سر ہرلڈ دین او ٹھے اول قیصر کا جام صحت

اوسکے بعد بنہایت خوشی و فخر سے ہز مجسٹی امیر افغانستان کا جام صحت تجویز کر کے بیان کیا کہ مین اس صوبہ مین والیسرائے کے نائب ہونے کی حیثیت سے ہز مجسٹی کو خوش آمدید کہتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ ہندوستان مین اونکی سیاحت ہر طرح سے اونکے لئے مبارک ہو پھر ہز مجسٹی امیر اوٹھے اور فارسی مین فرمایا - سر ہیر لڈ ڈین مین آپکے لطف آمیز خیالات کا شکریہ ادا کرتا ہون اور حضرات آپ کے جام صحت نوش کرنے پر مین آپ صاحبون کا مشکور ہون - آپ صاحبون کو انگریزی مین مخاطب نہ کر سکنے کا مجھے افسوس ہے - مگر مجھے امید ہے کہ جو مین فارسی مین کہہ رہا ہون اوسے آپ لوگ سمجھتے ہین مین اپنے دوست والیسرائے کی دعوت پر سیاحت سے بہت خوش ہون - مجھے ہندوستان مین قدم رکھتے ہی معلوم ہو گیا کہ مین اپنے دوستون مین ہون - مجھے اس ملک سے بے انتہا دلچسپی ہے مین اس دور و دراز سیاحت کا اندازہ مسرت سے کرتا ہون جسکی ابتدا پشاور مین اس خوبی سے شروع ہوئی ہے اس شاہانہ خیالات کے اظہار پر بیشمار چیرز دے گئے - سر ہنری میکموہن نے ہز مجسٹی امیر کی تقریر کا ترجمہ انگریزی مین سنایا - پھر سب حاضرین ملاقاتی کرے مین آئے سگار و سگرٹ کا شغل ہوا - ہز مجسٹی امیر و سرداران افغانی - انگریزی مہمانون سے بے تکلفانہ و محبتانہ خوش گپیان کرتے رہے ادہی رات تک یہ صحبت رہی -

۵ جنوری ۱۹۰۷ء - آج ہز مجسٹی امیر نے چھاونی کی سیر فرمائی پشاور کی چھاونی ہندوستان مین بہت بڑی اور بے انتہا نفیس ہے - دوران سیر چھاونی مین امیر کی گاڑی ایک جگہہ دفعتہً رکی - سر ہنری میکموہن سے دریافت کیا کہ یہ کیا جگہہ ہے انہون نے عرض کیا کہ یہ بلیک واچ پلٹن کی لین ہے - امیر صاحب نے فرمایا کہ کیا مین اندر جا سکتا ہون - عرض کیا کہ بالکل اعتراض نہین - لیکن ہز مجسٹی کے استقبال کے لئے کوئی تیاری نہین - ہز مجسٹی نے فرمایا کہ مین کسی قسم کی تیاری نہین چاہتا - صرف

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 48 of 292

اس مقام کو دیکھنا چاہتا ہون جس حالت مین کہ یہ ہمیشہ رہتا ہے۔ اپنے لین کا اچھی طرح ملاحظہ کیا اور عصر کی نماز وہین ادا فرمائی نماز کے بعد آپنے ایک سپاہی کو دیکھا کہ جو چوگان ہاتھ مین لئے جا رہا تھا۔ چوگان بازی کی کیفیت دریافت کی جو سمجھائی گئی۔ اتنے مین ایک سارجنٹ کی بیوی نظر آئی امیر صاحب نے پوچھا کہ یہ کون ہے اسکا جواب ذرا تامل سے دیا گیا وہ عورت نہایت خوبصورت تھی تاہم ہز مجسٹی امیر کے حضور مین آنے کے لئے لباس سے آراستہ نہ تھی آپنے اوس سے چند باتین کین لیڈی نے اپنے جنس کی عادت و تہذیب کے موافق بہت خوش اسلوبی سے گفتگو کی۔

۵ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء۔ آج تین بجے شام کے انجمن حمایت اسلام لاہور کا ڈیپوٹیشن امیر کے حضور مین پیش ہوا یہ خیر مقدم کا ڈیپوٹیشن تھا۔ امیر نے ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگی کہ افغانستان کے لڑکے بھی اسی دار العلوم کیطرح اعلی تعلیم حاصل کرین اور انجمن اپنے مقاصد مین کامیاب ہو۔

۷ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء صبح کی چاء کے بعد ہز مجسٹی پشاور سے روانہ ہوئے۔ گیارہ بجے دن کے نوشہرہ پہونچے جو اس زمانہ مین ایک مہتم بالشان ترقی پذیر چھاونی ہے جیسے ہی ٹرین نوشہرہ اسٹیشن کے باہر استادہ ہوئی اعلیحضرت نے ایک پورے بریگیڈیر کو حاضر پایا۔ اوتر کر اوسکا معائنہ فرمایا۔ شاہی سلامی سر ہوتے اور فوج کی بے عیب نقل و حرکت دیکھکر نہایت خوش ہوئے جنرل ولاگس کو طلب فرماکر سپاہیون کی مستعدی۔ سرگرمی پر مبارکباد دی۔

دوسری مرتبہ ٹرین اٹک پر ٹھیری۔ ٹرین سے نکل کر ہز مجسٹی امیر تیز قدمی سے پل کی طرف روانہ ہوئے۔ پل کی محراب سے گزر کر اوس آہنی شہتیر کے آخری سرے پر جا کھڑے ہوئے جو بمشکل تین فیٹ چوڑا ہے۔ اور کسی قسم کا

جنگلہ نہین نکوئی ادرصورت حفاظت ہے مزید برآن اوسکا آہنی زیرین حصہ مینحون وقابلون سے بٹا ہوا سطح دریا سے سو فیٹ سے بھی زیادہ بلندی پر واقع ہے۔ اوسوقت یورپین وافغانی رفقا کی حیرت واضطراب کی کوئی انتہا نہ رہی لیکن کوئی متنفس مداخلت کی جرات نہ کرسکتا تھا۔ پھر وہ جگہہ چھوڑکر اگلی محراب کے آہنی شہتیر پر روانہ ہوئے جس خطرناک حالت مین ہز مجسٹی ایستادہ تھے اسے تبدیل کئے بغیر سر ہنری میکموہن سے گفتگو مین مصروف ہوگئے۔ اور اسکے بعد ہی بخیر وعافیت گاڑی مین تشریف لے آئے۔

تیسری مرتبہ ہز مجسٹی کی اسپیشل ٹرین سے بہر کور اولپنڈی مین ٹھیری کمانڈنگ راولپنڈی ڈویزن اور اونکے اسٹاف نے استقبال کیا۔ باقاعدہ ریویو کے ساتھ سپاہ نے مارچ پاسٹ کیا جسکو امیر نے نہایت شوق سے ملاحظہ فرمایا۔ توپخانہ دیکھا۔ پھر چار آئی ہز مجسٹی نے سپاہ راولپنڈی کی معمول سے زیادہ تعریف کی۔

چوتھی مرتبہ سندرا کے اسٹیشن پر ٹرین رکی اور مغرب کی نماز ادا کی یہان اعلیحضرت امیر کی خواہش پر تماشائیون مین سے کچھہ غریب مسلمان بھی جماعت نماز مین شامل ہوئے۔

۸ جنوری ۱۹۰۷ء سرہند سے ایکسو میل کے فاصلہ پر علی الصباح کھڑکی سے امیر نے دیکھا تو آسمان کو ابر آلود اور زمین کو بارش سے تر پایا اسوقت خفیف ترشح ہو رہا تھا۔ جب ٹرین سرہند کے اسٹیشن پر پہونچی تو آفتاب نکل آیا تھا ریاست پٹیالہ کیطرف سے ہز مجسٹی کی مہمانداری کے لیے شاہانہ اہتمام کیا گیا تھا۔ اس جگہہ تشریف آوری کی وجہ مزار حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رح پر فاتحہ خوانی تھی۔ اعلیحضرت کو یہان صرف بارہ گھنٹے قیام فرمانا تھا ہندوریاست نے مسلمان بادشاہ کی خاطر و مدارات مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ہز مجسٹی امیر نے بھی اسپر اظہار مسرت

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 50 of 292

فرمایا اہلکاران مین ایک صاحب ساکن دہلی تھے جنسے اعلیحضرت نے اپنے
اوس خیال کا اظہار فرمایا جو نسبت قربانی کے موقع عید الضحیٰ پر پہلے سے
قایم کر لیا تھا امیر چند گھنٹون کی استراحت کے بعد باہر تشریف لائے تو موٹور یلوے کا
معائنہ غور سے کیا جسکی لین بچہ ٹرک کی کچی پٹری پر نکالی گئی تھی۔ ٹرین مین پٹیالہ فوجی
باربرداری کے خچر جُتے ہوئے تھے۔ ان مین ایک نہایت شاندار موٹو گاڑی بھی
جو ریاست نے اسی موقع کے لئے تیار کرائی تھی جسمین توپخانے کے گھوڑے
جتے ہوئے تھے تاکہ ہز مجسٹی اسپر سوار ہوکر زیارتگاہ تک دو میل کا فاصلہ طے فرمائین
لیکن اعلیحضرت نے لینڈو مین مقبرہ تک جانا پسند فرمایا۔ ساڑھے چار بجے سوار
ہوئے اور قریب پانچ معہ اپنے سرداران وزیر منتظم مہمانداری کے مقبرہ پر پہونچے
اعلیحضرت داخل حجرہ ہوکر قریب پونے دو گھنٹہ کے اندر رہے پونے سات بجے
برآمد ہوئے متولی سے بہت سی باتین کین اور ایکہزار روپیہ عنایت فرمایا۔

ہز مجسٹی نے چھوٹی سی فارسی کتاب مین جسکی جلد مطلا تھی مندرجہ ذیل عبارت
پڑہی۔ واضح ہو کہ اس قبر مین فانی پیر شیخ احمدؒ کی لاش مدفون ہے۔ شیخ احمد رح موصوف
خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کی اولاد سے تھے اور مجدد الف ثانی کے لقب سے مشہور
تھے۔ شیخ ممدوح کے آباو اجداد ترک وطن کرکے عرب سے ترکستان آئے ان کے
دادا امام محمدؒ خاندان مین پہلے شخص تھے جو سرہند مین قیام رکھکر یہین مدفون ہوئے
شیخ احمدؒ غالباً ۹۷۲ھ ہجری عہد اکبری مین پیدا ہوئے۔ انکی شہرت دہلی تک
پہونچی امرا و وزرا کین ارادتمندانہ حاضر ہونے لگے لیکن جب اُنھون نے اکبر کے
خلاف فتویٰ دیا تو بادشاہ معہ اعیان سلطنت کے ان سے پھر گیا اور اہانت
کی گئی۔ عہد جہانگیری مین غیر بہر دلعزیزی کا یہ نتیجہ ہوا کہ شاہی قیدی کی حیثیت
سے چند ماہ تک قلعہ گوالیار مین محبوس رہے اور پھر کچھ عرصہ تک بادشاہ نے

ساتھ رکھا بعدہٗ خلعت دیکر رخصت کیا۔ اس واقعہ کو جہانگیر نے اپنی تزک مین تحریر کیا ہے۔ تریسٹھ سال کی عمر مین اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔ اورنگ زیب کے بڑے شہزادہ شاہ عالم کی صاحبزادی نے مقبرہ بنوایا۔ اور ہر طرح کے سامان سے اراستہ کیا۔ ۱۱۲۲ھ ہجری مین ہنداسکمہ نے اس مقبرہ کو لوٹا پھر ۱۱۸۵ھ ہجری مین تاراج ہوا۔ اب ایک معمولی حالت مین ہے۔ متصل مقبرہ کے پرانا قلعہ وگوروودارہ ہے اس قلعہ مین گورو گوبند سنگھہ کے دو لڑکے فوت ہوئے تھے اعلیحضرت نے گوروودارہ کو دوسو روپیہ عنایت کئے اور فرمایا کہ ما بدولت کابل کے گوروودارہ کا بھی خاص خیال رکھتے ہین۔

بعدہٗ فرودگاہ پر آکر نماز مغرب ادا کی۔ ۱۰ بجے شب کو اسپیشل ٹرین پر سوار ہوئے اہلکاران وکارپردازان ریاست جو پلیٹ فارم پر حاضر تھے اونکا سلام بخندہ جبینی قبول فرمایا اور داخل سیلون ہوئے۔

۹ جنوری ۱۹۰۷ء صبح سات بجے ٹرین جلیسر روڈ پر پہونچی یہان صبح کی چار تھی۔ خفیف خفیف ترشح ہو رہا تھا۔ اسوجہ سے خود بدولت باہر نہ برآمد ہوئے مگر سرداران افغانی و برٹش افسران مین اکثر اوترے اونہون نے انتظامی خوبی پر اظہار مسرت کیا۔ قریب ۹ بجے دن کے ٹرین آگرہ جنگشن پر رکی جہان ہز مجسٹی و مہمانون و افسران ہمراہی نے تبدیل لباس کیا اور وقت سے ایک گھنٹہ بعد ٹرین آگرہ فورٹ پر پہونچ گئی ریلوے اسٹیشن پر۔ سر جے پی ہیوٹ لفٹننٹ گورنر ممالک متحدہ استقبال کے لئے معہ اپنے اسٹاف دہفتہ ہم نیزہ داران کے اسکورٹ و سر جان اسٹنلی چیف جسٹس سر الفرڈ گیلی لفٹننٹ جنرل کمانڈنگ معہ اسٹاف و دیگر معزز برٹش افسران و یورپین لیڈیز و جنٹلمین و نیز چند ہندوستانی عمائد حاضر تھے۔ ریلوے اسٹیشن جھنڈیون و پہولون سے خوب آراستہ تھا

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 52 of 292

رائل بریگیڈ کا گارڈ آف آنر پلیٹ فارم پر سلامی کے لیے موجود تھا - اول مرتبہ ٹرین سے برٹش افسران ہمراہی اوسکے بعد سرداران افغانی اوترے بعدہٗ خود بدولت ہز مجسٹی امیر افغانستان فوجی لباس مین برآمد ہوئے - سر جان ہیوٹ نے ممالک متحدہ مین رونق افروز ہونے پر خیر مقدم کیا - آپ نے ہاتھ ملاکر خیر مقدم پر اظہار مسرت فرمایا - لفٹنٹ گورنر نے اول الفرڈ گیلی اور پھر یکے با دیگرے افسران کو پیش کیا - پیش شدہ افسران کی نسبت آپ نے متعدد سوالات کئے اور ہر ایک سے ہاتھ ملایا - بعدہٗ گارڈ آف آنر کا معائنہ فرمایا - موسیقی نواز دستے نے افغانی فوجی ترانہ بجایا - اور شاہی سلامی دی اسکے ساتھ ہی اسٹیشن کے مراسم کا خاتمہ ہوا -

اس کے باہر شاہی گاڑیان قطار باندھے تیار کھڑی تھین - تماشائیون کے علاوہ سپاہ بھی تہی جو پانچہزار گز کی مسافت مین دورویہ استادہ تھی - ہز مجسٹی امیر کا موسیقی نواز دستہ سواران بھی حاضر تھا جس نے دروازہ اسٹیشن پر پہونچتے ہی قومی ترانہ بجایا - اسکے عقب مین افغانی رسالہ باڈی گارڈ تھا - ابر گھرا ہوا تھا - نزول رحمت باری ہو رہا تھا - ترشح نے کچھ بھینی بھینی پیدا کر رکھی تھی با وصف اسکے سپاہ کے پیچھے تماشائیون کا اژدہام جلوس مین حد درجہ کی دلچسپی لے رہا تھا - ہزار ہا آدمی دونون جانب کھلے مقامات پر استادہ - کمرون کی چھتون اور کھڑکیون سے نگران تھے اہل آگرہ نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا ریلوے اسٹیشن سے پریڈ تک دورویہ آدمی اشتیاق زیارت مین ہمہ تن چشم ہو رہے تھے جہان ادھر جو موقع جسکو ملا تھا - اس منظر کا لطف اوٹھا رہا تھا - جلوس آہستہ آہستہ روان تھا ہر سمت سے نعرہ تحسین و آفرین بلند ہوتے تھے - جسکو ہز مجسٹی مسرت سے قبول فرماتے جاتے تھے - اہل ہنود آگرہ نے اپنے

خلوص عقیدت کے اظہار مین پھول برسائے ہر جگہہ آداب و تسلیمات بجالائے
بتدریج بارش مین زیادتی ہوتی گئی جسکی وجہ سے مہانون میزبانون و تماشائیون
مین بے لطفی پھیلی - ہز مجسٹی نے ہز آنر لفٹننٹ گورنر سے مخاطب ہو کر فرمایا
کہ کابل مین بارش عمدہ شگون ہے - عرض کیا گیا کہ اجازت ہو تو گاڑی کا ٹپ چڑھوا
دیا جائے یا حضور اوور کوٹ زیب جسم مبارک فرمائین - فرمایا کہ شیوہ مردانگی
و مروت کے خلاف ہے کہ سپاہ بھیگے اور مین آسایش چاہون - ہجوم تماشائیان
جو محض میرے اشتیاق مین تکلیف اوٹھا رہا ہے اوسکا خیال بھی مجھے ضرور
چاہیے - آپکی سپاہیانہ طبیعت نے موسم کی مطلق پروا نکی - تمام راستہ نظارون
کی دلچسپی لیتے رہے - کیمپ پہونچنے پر برٹش گارڈ آف آنر نے سلامی دی اکتیس
توپون کی سلامی بھی سر ہوئی - سر لوئی ڈین معہ ممبران وایسریگل اسٹاف کے انتظار
کر رہے تھے - جنسے امیر نے نہایت تپاک سے ملاقات فرمائی اور دوستانہ اخلاق
کا اظہار کیا - اکیس ہزار روپیہ بطور ضیافت حضور مین ہز مجسٹی کے پیش کیا گیا - ہز مجسٹی
نے ہز اکسلنسی وایسرائے کو خوبی انتظامات کے بارہ مین تحریری اظہار مسرت
کیا - جب سر الفرڈ گیسلی رخصت ہونے لگے تو آپنے فرمایا کہ مین خود سپاہی
ہون تمہین اور سپاہ کو جو تکلیف ہوئی اوسکی نہایت قدر کرتا ہون اور اونکے
رویہ کی تعریف کرتا ہون - ہز مجسٹی ان خیمون مین رونق افروز ہوئے جو آپکے
واسطے ہر قسم کی زیب و زینت سے آراستہ کئے گئے تھے - کیمپ کی خوبی و
خوشنمائی قابل دید و ہر طرح لایق تعریف تھی - بعدہٗ حکام انگریزی رخصت ہوئے
سر الفرڈ گیسلی نے کمانڈ آڈر خاص طور پر شایع کیا " ہز مجسٹی امیر نے
جنرل کمانڈنگ ایسٹرن کمانڈ کو ہدایت کی ہے کہ پریڈ پر ظاہر کرین کہ ہز مجسٹی
کے آمد کے اعزاز مین افسوس ہے کہ سپاہ بارش سے بھیگی - ہز مجسٹی سپاہیانہ

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 54 of 292

طریقہ کی قدردانی مین یہ ظاہر فرمانا چاہتے ہین - چونکہ سپاہ اُور کوٹ پہنے ہوئے نہ تھی اسلئے ہزمجسٹی نے بہی بارش مین اورکوٹ نہ پہنا۔ آج کی تاریخ کے واقعات مین روشنی کا واقعہ قابل تذکرہ ہے - روشنی کے لئے کیمپ مین بجلی کا انجن قایم ہوا تہا - بوجہ بارش وتیز نے ہونے کے سبب سے یکایک خراب ہوکر تمام کیمپ مین اندہیرا ہوگیا ہزمجسٹی نے منتظمان مین سے مرزا منظور علیخان کو طلب فرماکر روشنی کے گل ہونے کی کیفیت دریافت فرمائی - جو اصلی واقعہ تھا وہ عرض کیا گیا اور لیمپ وغیرہ کا فی الفور انتظام ہوا تہوڑی دیر مین انجن درست ہوگیا اور برقی روشنی بھی ہوگئی - اسپر طرح طرح کی افواہین اور لغو شہرتین شہر مین پہلین جو بالکل بے اصل تھین - بعض اخبارون نے بھی غلط افواہ کا اتباع کیا -

۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء ہزمجسٹی نے آج ہز اکسلنسی والیسرائے سے ملاقات فرمائی گو آپنے مشرقی فرمانرواؤن کی طرح تکلفات سے کام نہین لیا محض سپاہیانہ لباس مین تشریف لائے - مگر جلوس کی شان وشوکت شاہانہ تھی ہز اکسلنسی والیسرائے نے عین وقت پر سر لوی ڈین فارن سیکرٹری کے ہمراہی مین چند ممبران واسکورٹ رسالہ کو ہزمجسٹی امیر کے حضور مین پیشوائی کے لئے بہیجا - خیمہ کے دروازہ پر افغان سرداران نے نہایت متانت وسنجیدگی سے ان سے ملاقات کی اور باقاعدہ ہزمجسٹی امیر کے حضور مین پیش کرنے کے لئے لے گئے - اوسکے بعد جلوس (پروسیشن) شروع ہوا - راستہ مین دونون کنارون پر جو لوگ استادہ تھے - ہزمجسٹی نہایت مسرت سے اونکا سلام لیتے ہوئے کیمپ والیسرائے تک پہونچے - درباری خیمہ کے دروازہ پر لارڈ منٹو گورنر جنرل استادہ تہے جنہون نے خلوص محبت سے مہمان

محترم کا خیر مقدم کیا - اپنے ساتھ خیمہ مین لے گئے جو نہایت پر تکلف شاہانہ طور
سے آراستہ تھا - ہز مجسٹی امیر نے خدام دربار پر نگاہ ڈالی اور نہ کچھ
خیمہ کی طرف توجہ فرمائی - ہز اکسلنسی سے باتین کرتے ہوئے اون مطلا
کرسیون پر دونون حکمران جاکر جلوہ افروز ہوئے جو ان کے لئے مخصوص تھین
بعد معمولی رسومات کے اعلیحضرت نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنے سردارونکا
آپ سے تعرف کراؤن - پھر باری باری افغانی سرداروں کا تعرف کرایا
گیا - بعدہٗ برٹش افسران مین سے ہر ایک آگے بڑھا اور ہز مجسٹی کو سلام کیا -
اسکے بعد ترجمان کے ذریعہ سے گفتگو شروع ہوئی ایک سے دوسرے نے اپنے
شوق وتمنا کا اظہار کیا - سفر کی دلچسپی و انتظام کی خوبی کا تذکرہ مسرت
و احسانمندی کے طریقہ سے ہوتا رہا - کلکتہ مین تشریف لانے پر وائسرائے نے
بہت ہی خوشی کا اظہار کیا - اس اثنا رمین چاء آئی - چاء نوشی کے درمیان
مذاق ومحبت کی باتین ہوتی رہین - وائسرائے نے بذریعہ ترجمان فرمایا
کہ ہز مجسٹی کے ہندوستان داخل ہونے کی خبر سنکر شہنشاہ بہت خوش ہوئے ہین -
اس اطلاع کا نہایت گرمجوشی سے ہز مجسٹی امیر نے شکریہ ادا کیا - بعدہٗ ہز اکسلنسی
نے نہایت متانت وتہذیب سے کہا کہ مین آج شام کو ہز مجسٹی کے کیمپ مین
بازدید کے لئے مشتاقانہ آؤن گا - جسپر ہز مجسٹی نے فرمایا کہ آپکی تشریف آوری
میرے لئے مسرت کا باعث ہوگی - پھر ہز مجسٹی امیر و وائسرائے اوٹھے در خیمہ
تک ہز اکسلنسی نے آپکو پہونچایا - ہاتھ ملاکر رخصت ہوئے - روانگی کے
وقت ۳۱ توپون کی سلامی ہوئی -
سہ پہر کی بازدید کے لئے وائسرائے کیمپ ہز مجسٹی مین تشریف لے گئے
اعلیحضرت نے بھی اپنے سرداران افغان کو وائسرائے کی خدمت مین پہلے سے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 56 of 292

روانہ کیا تھا۔ درخیمہ تک والیسرائے کا حسبِ دستور مہمانِ خود استقبال کیا۔ والیسرائے نے اپنے اسٹاف کو ہز مجسٹی سے انٹرڈیوس کرایا۔ پھر دوستانہ بات چیت کے بعد واپس ہوئے۔ شام کو والیسرائے نے شاہانہ گارڈن پارٹی دی جسمین قریب ایکہزار مہمانون کے مدعو تھے۔ حضور والیسرائے نے ہز مجسٹی کا استقبال کیا۔ لیڈی منٹو۔ لیڈی ایلیٹ کو انٹرڈیوس کرایا۔ والیسرائے نے فرمایا کہ میرا کنبہ بہت بڑا ہے۔ ہز مجسٹی امیر نے جواب دیا کہ وہ آدمی نہایت متبرک و خوش قسمت ہے جسکا کنبہ بڑا ہو۔ لیکن مسکرا کر کہا کہ نہ اس قدر جسکی تعداد بیسیون تک پہونچتی ہو۔ اسکے بعد والیان ریاست سے تعرف کرایا گیا۔ مگر آپنے انکی نسبت زیادہ دلچسپی نہین لی۔ بعض بعض سے گفتگو کی اور انکے ملکی و تاریخی حالات بھی کچھہ بیان فرمائے۔ تھوڑی دیر چہل قدمی کے بعد ہز مجسٹی ایک خاص مقام پر حضور والیسرائے لیڈی منٹو و دیگر مہمانون کے ساتھ بیٹھ گئے اور سامان چاء وغیرہ حاضر کیا گیا۔ بڑے لطف سے یہ صحبت ختم ہوئی۔

---

۱۱ جنوری کو والیسرائے نے ہز مجسٹی کی دعوت کی۔ دعوت مین ہز مجسٹی کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے والیسرائے نے فرمایا۔

"آج کی شب ہم ہمسایہ ملک کے لائق حکمران دوست کی رونق افروزی کا اعزاز کرین جسکا ملک معظم نے ہندوستان مین تشریف لانے پر خیر مقدم کیا ہے۔ ہز مجسٹی نے ہندوستان مین دعوت قبول فرمائی۔ جب وہ افغانستان معاودت کرینگے۔ تو انہین یقین ہو جائیگا کہ ہند مین انہون نے بہت سے دلی و خاص دوست پیدا کر لیے اور اپنی رعایا کی بہبودی کے لیے نیک خواہشین ساتھہ لیجائینگے۔ جو انہین ہز مجسٹی نے ارشاد کیا " مین اپنے مکان سے اپنے دوست کے گھر آیا ہون اپنا اور اپنی گورنمنٹ کا خاص دوست پایا جو برتاؤ میرے دوستون نے کیا اُس سے مین بیحد خوش ہون

۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-جنوری کو دوران قیام آگرہ مین لارڈ کچنر-سرہیوٹ وغیرہ کی دعوتون
مین شریک ہوئے-فوجی قواعد-مصنوعی جنگ-و دوسرے کرتبون و روشنی وآتشبازی
کو ملاحظہ فرماکر محظوظ ہوئے-

فوجی حالت سے دلچسپی لی-فوج کی تعریف کی-مشہور مقامات کی سیر فرمائی-جامع مسجد
مین خودہی جمعہ کو خطبہ پڑہا-اور امام بنے-ایڈریس لیا-فتحپور سیکری کے محلات
دیکہے-حضرت شیخ سلیم چشتی کے مزار پر فاتحہ پڑہی-

غرضکہ آگرہ کے تفریحی جلسون سے بیحد مسرور ہوئے-اور خوشنودی
ظاہر کی-

یہان کے جلسون مین قابل ذکر عطاے خطاب کا دربار ہے جو شب کے
وقت قلعہ معلّے مین منعقد ہوا-اس موقع پر تمام حاضرین والیان ریاست و دیگر
معززین وعمائدین کا باوقار مجمع تہا-قلعہ مین دربار عام کے نام سے جو مقام موسوم ہی
وہان یہہ پُر رونق و باعظمت جلسہ تہا-

حضور وایسراے گورنر جنرل بہادر ستارۂ ہند گرینڈ ماسٹر کا لباس پہنے اور اعلی تمغہ
لگاے ہوے رونق بخش اور ہز مجسٹی شاہ افغانستان شان شاہانہ سے جلوہ افروز تہے وایسراے
ہند نے یہہ فرماکر کہ مین قیصر ہند کیطرف سے اور اُن کے ارشاد کی تعمیل مین طبقۂ باتہہ کا نہایت
معزز تمغہ و خطاب پیش کرتا ہون-اعلحضرت نے اُسے تعظیم کے ساتہہ قبول فرمایا اور کہا کہ یہ تعظیم
شہنشاہ کے لیے ہے-

فارن سکرٹری نے نئے نائٹ گرانڈ کراس کو نام اور پورے خطاب کا اسطرح اعلان کیا
ہز مجسٹی سراج الملۃ والدین امیر حبیب اللہ خان گرانڈ کراس آف دی موسٹ آنریبل آرڈر آف دی باتہہ
جی-سی-بی نائٹ گرانڈ کراس آف دی موسٹ دشنگو آرڈر آف سینٹ مکائیل و سینٹ جارج
جی-سی-ایم جی امیر افغانستان و ممالک ملحقات-

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 58 of 292

غرضیکہ اپنی دلچسپیون کو ختم کرکے اگرہ کا زمانۂ جشن ختم ہوا اور ہر طرح سے یہان کا اہتمام اطمینان بخش رہا۔ یہان کے حُسن انتظام کے صلا مین مسٹر بورنر صاحب مجسٹریٹ وکلکٹر متعینۂ پیشی ڈپوٹی مسٹر ریلے سپرنٹنڈنٹ پولس۔ سید حبیب اللہ خبٹ مجسٹریٹ۔ مسٹر ڈیس اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس۔ اور مرزا منظور علیخان سیکرٹری نظرثمیٹ کمیٹی اپنے اپنے مرتبہ کے اعتبار و خدمات کے لحاظ سے مستحق تحسین وآفرین ہین۔

۱۶ جنوری ۱۹۰۷ء آج صبح آگرہ سے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہٗ روانہ ہوئے۔ قریب گیارہ بجے کے رونق افروز علیگڈہ ہوئے ریلوے اسٹیشن پر صاحب کمشنر قسمت میرٹھ وصاحب کلکٹر علیگڈہ۔ ممتاز الدولہ نواب فیاض علیخان پریسیڈنٹ ونواب محسن الملک بہادر سیکرٹری و مسٹر آرچبولڈ پرنسپل کالج استقبال کو موجود تھے۔ اسٹیشن سے دروازہ کالج تک مصنوعی کمرون سے تمام راستہ آراستہ کیا گیا تھا۔ دونون جانب مخلوق منتظرانہ شوق دید مین بیٹھے ہوئے تھے۔ دروازہ کالج پر ٹرسٹیان کالج و کالج اسٹاف نے مراسم استقبال ادا کئے۔ نواب محسن الملک نے ہر ایک کا تعرف کرایا۔ اعلیحضرت نے ٹرسٹیون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہم کالج کے اخبارات بڑے بھلے سنتے رہے ہین۔ اچھی خبرین ہمین کم ملی ہین۔ مگر شنیدہ دروغ دیدہ راست پر ہمارا عمل ہے اسی غرض سے مابدولت یہان آئے ہین۔

استقبالی کمیٹی مین ایک بزرگوار شیعہ تھے جن سے اعلیحضرت نے سوال کیا کہ آپ کی راے مین ہنود بہتر ہین یا سنی المذہب مسلمان وہ ہنوز خاموش تھے اور کچھ جواب نہین دینے پائے تھے کہ فرمایا مین متعصب نہین ہون لیکن جانشینان رسول پر جو کوئی طعن کرتا ہے مین اوسے اچھا نہین جانتا۔ اگر یہ بات داخل تعصب ہے تو مین بالضرور متعصب ہون۔ مین نے دل آزاری ہنود کے خیال سے موقع عید الضحیٰ پر دہلی مین بجاے قربانی گاے کے بکرون کی قربانی کو

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 59 of 292

پسند کیا ہے۔ اب کیا اس کو نازیبانہ سمجھین گے کہ جانشین رسول کو بُرا کہکر اپنے بھائی مسلمانون کے بڑے گروہ کی دل آزاری کو جائز رکھا جاے۔ یہ فرماکر آگے بڑھے۔ دروازہ سے اسٹریچی ہال تک دورویہ طلبا صفین باندھے عمدہ و صاف لباس مین استادہ تھے۔ جن کو دیکھکر فرمایا کہ مین ان تکلفات کو دیکھکر خوش ہوا۔ لیکن ان کی عدم موجودگی مین اس سے زیادہ خوش ہوتا۔ میرے آنے کی غرض یہ تھی کہ مین تم سے۔ تمہارے کالج کے رنگ مین ملون اور سب کو جماعتون مین بیٹھا ہوا حالت درس وتدریس مین دیکھون۔ نہ کہ تعطیل کی شان مین۔ پھر مسکراکر فرمایا کہ شاید آپ اس امر کو پسند نہ کرتے کہ مین آپ کی تیاری سے پہلے نکتہ چینی کے لئے آموجود ہوتا۔ پھر ٹرسٹیون سے متعدد سوالات مذہبی کرتے ہوئے۔ اور اون کو ایک حالت یاس و انتشار مین چھوڑکر کھانے کے کمرے مین داخل ہوئے۔ کھانے کے بعد کالج کے مکانات ملاحظہ فرماے پھر نماز ظہر مسجد مین ادا کی۔ غالباً جب سے کالج و مسجد کی بنا پڑی ہے۔ اب تک ایسے پُرشکوہ جماعت کبھی نہ ہوئی ہوگی بعد نماز کالج کی جماعتون کا ملاحظہ کیا۔ کتب خانہ دکھلانا چاہا تو فرمایا کہ مین کتابین دیکھنے نہین آیا ہون پڑھنے والون کو دیکھنے آیا ہون۔ نواب محسن الملک ہمراہی مین تھے۔ اسی دوران مین ایک موقع پر نواب صاحب نے عرض کیا کہ اعلیحضرت کالج کی نسبت اپنی راے کا کچھ اظہار فرمائیے۔ جواب مین ارشاد کیا کہ اس سوال کے نتیجہ پر غور کر لیجئے۔ اوس وقت ایسا کیجئے اسی طرح دوسری استدعا کی کہ ٹرسٹیون کو اعلیحضرت شام کے کھانے مین اپنا شریک فرماکر عزت افزائی فرمائین اس کا جواب دیا کہ کھانا پینا دوستون کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 60 of 292

مین ابھی تک آپ کا دوست نہین اگر پہلو دوستی نکل آیا تو فبہا ورنہ ماںجیرو شما سلامت۔

پھر درجون مین طالب علمون سے اسلامی ارکان و مسائل دین کے متعلق بکثرت سوالات کیے۔ جنکے جوابات سے خوشنودی ظاہر فرمائی۔

ایک درجہ مین علی الدین خلف مولوی رفیع الدین صاحب وکیل علی گڈھ جو بی۔اے کا طالب علم ہے۔ قرآن پڑھنے کا اشارہ کیا۔ جسپر طالبعلم نے نہایت خوش الحانی سے ایک رکوع سُنایا۔ قرآن سُننے پر وجد کی سی کیفیت ہوگئی ضبط گریہ کی قدرت نہ رہی۔ امتحان وغیرہ کے بعد اسٹریچی ہال مین جلوہ فرماز ہوئے۔ یہ وہ واقعہ ہے جو کالج کی تاریخ مین سُنہری حرفون سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ ایڈریس لیا۔ جواب نہایت عاقلانہ و ناصحانہ دیا ارشاد فرمایا کہ "مین اس دارالعلوم کی بابت مختلف اخبار سُنتا تھا۔ لیکن شکر ہے کہ طلباء اخلاق و عقاید اسلامی سے آراستہ ہین۔

آیندہ جو بدگویون کی زبان بند کرنے والا ہو سکتا ہے تو وہ مین ہون۔

نصائح مین اسپر زور دیا کہ تعلیم مذہبی مقدم ہے۔ اور مشرقی علوم لازمی ہین۔ مین مغربی علوم و فنون کو ضروری جانتا ہون مگر درستی عقائد و مذہبی تعلیم کے بعد"۔

اِسی کے ساتھہ پانصد روپیہ ماہانہ برائے دوام و بیس ہزار یکمشت عطا فرمایا۔ اور کہا کہ حقیقت مین جیسا مین چاہتا ہون نہین دے سکتا۔ مین اپنے ملک مین تعلیم کے لیے خود حاجتمند ہون۔ اِسکے بعد ہی ارشاد کیا کہ شام کے کھانے پر پرنسپل ٹرسٹی میرے ہمراہ شریک ہون۔ اب آپ کو امان خدا کہتا ہون۔ یہان کا انتظام ہر طرح قابل تعریف تھا۔

ہم ایک تاریخ بھی جو کالج کی تشریف آوری پر کہی گئی یہان تحریر کرنا مناسب خیال کرتے ہین۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 61 of 292

تو عزت مدرسہ فزودی	اے زیب دہ سریر کابل
امروز بعرض خیر مقدم	کو لائق است کہ ہمصفیر کابل
کعبہ بزمین تراست سایہ	کیوان بفلک وزیر کابل
ما ہم و دعا و حرف آمین	ہر طفل و جوان و پیر کابل

تاریخ ورود ہند این ہست
در ظل ملک امیر کابل

یہان سے دس بجے کے بعد ٹرین روانہ کانپور ہوئی۔

۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء۔ صبح ٹرین کانپور پہنچی۔ سرکاری افسران نے باضابطہ استقبال کیا ملازمان و افسران گورنمنٹ بڑی سرگرمی سے مصروف خدمات تھے۔ گاڑیان بکثرت موجود تھین۔ یہان کے جن خدمات کی انجام دہی مین نواب سیف اللہ خان ڈپٹی کلکٹر خاص طور پر مستحق تعریف ہین۔ لیکن ہمارے انٹرٹیننگ کمیٹی کے انتظام مین بہت بڑا موقع نکتہ چینی و شکایت تھا۔

اکثر جگہہ حقیقت مین مہمانون کو تکلیف ہوئی۔ چار کے ساتھہ دوسری ٹرین کے لیے بکٹ تک نہ تھے۔ زیادہ تعجب یہہ تھا کہ یہان خود ایک ممبر کمیٹی دوسرے ممبر کے ایک بھائی کرسیون پر بیکار بیٹھے ہوئے بے انتظامی کا تماشہ دیکھہ رہے تھے بڑے شور و غل کے بعد بسکٹ آئے۔ جو ضرورت سے کم اور نہایت ذلیل اور ادنے درجہ کے تھے۔ اعلیحضرت جب کارخانہ جات کو ملاحظہ فرمانے کیلئے سوار ہوئے تو راہ مین گاڑی کے ٹپ اُٹھانے چاہے۔ آپ نے فرمایا کیون ایسا کیا جاتا ہے عرض کیا احتیاطاً۔ حکم دیا کہ ہرگز ایسا نہ کرو ہمارا کوئی دشمن نہین ہو

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 62 of 292

اول اونی کارخانے مین قدم رنجہ فرمایا - دستکاری سے خام اون کے کپڑے بُنتے دیکھے جن کی عمدگی کی تعریف فرمائی - پھر کوپر املن کے کارخانے کو دیکھا - بوٹ وشو و دیگر چرمی فوجی سامان کو بنتے دیکھکر نہایت دلچسپی ظاہر کی - یہان فیکٹری کے ایک کاریگر نے تیس منٹ مین بوٹ تیار کردیا اس پر کوئی تعجب نہین ہوا - فرمایا کہ کابل مین بتّیس منٹ مین تیار ہوجاتا ہے - ہر ایک چیز کو ہر جگہ بغور دیکھا - ملون کے انجنیرون سے متعدد سوالات کئے - پانچہزار بوٹون کی فرمایش دی اور بھی بہت سا سامان خرید فرمایا - ایک کارخانے مین ایک برش ہاتھہ مین لیکر دیکھنے لگے ایجنٹ نے احتیاطاً و ادباً عرض کیا کہ یہہ سور کے بالون کا ہے ہنسکر جواب دیا کہ خشک بالون کے چھونے مین کچھہ ہرج نہین -

ایک اسلامی ڈپوٹیشن پیش ہوا - حافظ محمّد حلیم نے ایک قلمی کلام اللہ و دلائل الخیرات پیشکش کئے قرآن مجید کی نسبت عرض کیا کہ عہد عالمگیر مین عارف ہردی نے لکھا تھا جس کے صلہ مین یاقوت رقم خطاب پایا - ان ہدایہ کو اعلیحضرت نے بطیب خاطر قبول فرمایا -

شام کو نمائشی خیمہ کا معائنہ کیا جس مین قسم قسم کے صنعتی اشیاء کے نمونے دکھلائے گئے بعدہٗ شب کو ٹرین روانہ گوالیار ہوئی -

۱۸ - جنوری سنہ ۱۹۰۷ء کو ہز میجسٹی رونق افروز گوالیار ہوئے - ہز ہائنس مہاراجہ صاحب گوالیار نے معہ اپنے سرداران کے شاہانہ استقبال کیا - اپنے سردارون کو پیش کیا - سلامی سر ہوئی - ہز میجسٹی کو خود مہاراجہ صاحب نے سونے کے پھولون کا ہار پہنایا - ریلوے اسٹیشن سے محل تک رجمنٹ رسالہ و ریاست کا کیدٹ کور کا اسکورٹ ہمراہ

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 63 of 292

تھا۔ سڑک پر دورویہ فوج صف بستہ اِستادہ تھی۔ اعلیحضرت
محل مین جاکر فروکش ہوئے۔ کہانے کے بعد اعلیحضرت نے
جامع مسجد مین نماز جمعہ ادا کی۔ شام کو فوجی کہیلون کا تماشہ دیکھا۔
اس موقع پر گوالیار کی فوجی وردی مین شاہانِ مغلیہ کے وقت
سے جواب تک تغیرات ہوئے تھے وہ بھی دکھائے گئے مصنوعی
جنگ بہی دیکھی۔ ۲۰ جنوری کو صبح سپاہ کا معائنہ فرمایا بعدہٗ شکار
کہیلا۔ دو چیتے شکار ہوئے۔ اور دراصل گوالیار آنے کی یہی غرض
تھی۔ شب کو ڈنر پر ہزہائنس نے بیان کیا میرے دارالریاست مین
اعلیحضرت کے تشریف لانے سے مجھے کمال مسرت ہوئی۔ امید
ہے کہ جب ہز میجسٹی اپنی سلطنت مین واپس پہنچ جائین گے
تو یہان کے مختصر قیام کو فراموش نہ فرمائین گے۔ مین اس موقع
کو قابل یادگار اور تاریخی سمجھتا ہون کہ ہندوستان کے والیان
ریاست مین ہز میجسٹی کی مہمانی کا صرف مجھے ہی فخر حاصل
ہوا۔ اعلیحضرت نے نہایت موزون و مناسب الفاظ مین فرمایا کہ
مین گورنمنٹ انگریزی کا مشکور ہون کہ جو میرے یہان آنیکی باعث
ہے۔ اگرچہ میرا قیام گوالیار مین قلیل رہا تاہم مہاراجہ صاحب
ایسے پُرتپاک میزبان کو مین کبھی فراموش نہ کرون گا۔ بعدہٗ مہمانون
کے کیمپ سے لیڈیان پارٹی مین شرکت کی غرض سے آگئین ہز میجسٹی امیر
ڈیوک و ڈچز آف مانچسٹر کے ساتھ دیر تک گفتگو فرماتے رہے نصف
شب کے بعد جلسہ ختم ہوا۔
۲۱ جنوری ۱۹۰۷ء صبح قریب آٹھ بجے ہز میجسٹی امیر دہلی پہنچے۔ حکام انگریزی و رؤسائے ہندوستانی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 64 of 292

نے استقبال کیا۔
پلیٹ فارم پر پنیتیشون سکہ کا گارڈ آف آنر استادہ تہا۔ ریلوے اسٹیشن نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تہا۔ راہ مین جا بجا فارسی مین خیر مقدم کے فقرات نمایان تہے۔ اسٹیشن کے متصل اسلامی مدارس کے طلبا رصف بستہ استادہ تہے اُنہون نے جس اسلامی جوش سے سلام ادا کیا۔ اعلیحضرت امیر نے بہی اُسی محبت و خوشی سے جواب دیا۔
یون تو جہان جہان ہز مجسٹی کا ابتک گذر ہوا اور جہان جہان آیندہ ہوگا ہر جگہہ خیر مقدم کی یہی روشن شالین نگاہ سے گذرین اور گذرینگی۔ مگر دہلی مین جو بات ہوئی وہ اسی شہر کا حصہ ہے۔
مسجد فتحپوری کے قریب یہ ایک شعر خوش قلم آویزان تہا جو مصنف کی قادر الکلامی کا ثبوت اور مایۂ ناز ہے ؎

دیار ہند خوش است از سخای ظل اللہ
رسول پاک بگفت۔ السخی حبیب اللہ

راستون کی آرایش۔ فوجی ترانہ۔ مشتاقون کے ہجوم کا نظارہ ملاحظہ فرماتے ہوے قیام گاہ پر رونق افروز ہوئے۔ سلامی وغیرہ کی مراسم شاہانہ بدستور یہان بہی ادا ہوئیں۔ سرکٹ ہوس کا کیمپ نہایت خوبصورتی سے آراستہ کیا گیا تہا۔ خیمون کے آگے نفیس کیاریان بنائی گئی تہین۔ بکثرت روشنی کا انتظام تہا۔
دوپہر کو موٹر کار پر سوار ہو کر براہ کشمیری دروازہ اول قلعہ معلیٰ کا معائنہ کیا۔
وہان سے براہ دہلی دروازہ درگاہ خواجہ نظام الدین اولیاء مین گئے۔ بچون کے باولی مین کودنے کا تماشہ دیکھا۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 65 of 292

اندرجاکر امیر خسرو و حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے مزارات پر فاتحہ پڑہی خدام نے تبرکات پیش کیے جنمین ایک قرآن مجید نہایت خوش قلم خانقاہ کی ملکیت تہا اُسے وقف فرماکر درگاہ مین دے دیا۔
بائیس ۲۲ اشرفیان بخارا کے سکہ کی خانقاہ مین عطا کین بعدہٗ مقبرہٗ ہمایون کا ملاحظہ کیا۔ وہان کے محافظ کو پانچ اشرفی مرحمت فرمائین وہانسے قطب مینار گئے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر فاتحہ پڑہی۔ چوالیس ۴۴ اشرفی درگاہ مین دین۔ واپسی مین صفدر جنگ کا مقبرہ دیکہا۔

۲۲ جنوری ۱۹۰۶ء۔ کرنال مین بطون کا شکار کہیلا۔ شہر سے ۲۲ میل پر جہیل تہی نواب رستم علی خان نے قابل تعریف انتظام کیا تہا اعلیحضرت اُن کی انتظام سے مسرور اور اُن کی خدمات کے مشکور ہوئے۔
واپسی مین اسٹیشن پانی پت پر چند منٹ ٹہہرے۔ عمائد و عوام کا بڑا ہجوم تہا۔
متولیان و مجاوران مزارات پانی پت تبرکات لیے حاضر تہے صرف ایک حمائل تحفہ مین قبول فرمائی۔ باقی بزرگوار اپنے اپنے تحایف پیش کرنے سے قاصر رہے۔ وقت کافی نہ تہا۔ دہلی پہنچکر اُسی شب اجمیر شریف روانہ ہوے

۲۳ جنوری ۱۹۰۶ء۔ آج پونے نو بجے اجمیر پہنچے۔ اسٹیشن پر صاحب کمشنر و دیگر برٹش افسرون نے استقبال کیا۔ باہر دروازہ اسٹیشن کے ممبران میونسپل و آنریری مجسٹریٹان وغیرہ کا بڑا ہجوم تہا۔ پہلے خیال تہا کہ ہز مجسٹی اول قیامگاہ پر جائینگے وہانسے درگاہ آئینگے لیکن سوار ہوتے ہی دہلی دروازہ سے گذر کر درگاہ پہنچے زینۂ درگاہ پر دیوان جی بلند

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 66 of 292

دروازے پر متولی صاحب بیگمی دالان مین خدام تبرکات لیے حاضر تھے۔ ہز مجسٹی گاڑی سے اُتر کر مع جوتے کے بغیر کسی جانب متوجہ ہوئے یا گفتگو کیے اندر داخل ہوئے۔ مزار کا دروازہ بند کر کے مراقبہ مین مصروف ہو گئے۔ جوتہ اُتارنے کی نسبت نہ مجاورون مین سے کسی نے عرض کیا اور نہ او صاحبون مین کوئی مانع آیا۔

بعد فاتحہ خوانی کے امیر بیگمی دالان مین جلوہ فرما ہوئے۔ خدام وغیرہ طلب کیے گئے تحائف مین ایک قبضہ تلوار قبول فرمایا۔ بعدہ اکبری مسجد مین جا کر مدرسہ و طلبار کا حال استفسار کیا۔ پانچسو روپیہ طلبار کو عطا کیے۔ اس کے بعد ڈہائی دن کی مسجد دیکھی جو شکستہ حالت مین ہے۔

بارہ بجے کے قریب قیام گاہ پر رونق بخش ہوئے۔ یہہ بارہ دری سنگ مرمر زمانہ شاہی کی تعمیر آنا ساگر پر واقع ہے۔ منظر دلکش۔ مقام پر فضا ہے۔ اُسکو نہایت عمدگی سے آراستہ کیا گیا تھا۔

بعد دوپہر کے ایک مندر کا معائنہ کیا۔ زان بعد میو کالج کو دیکھا۔ اور آخر مین ورک شاپ مین تشریف لے گئے۔ دروازے پر ایک یورپین کی لڑکی نے گلدستہ پیش کیا۔ آپ نے دو اشرفی انعام دیا۔ کارخانہ کو بہت غور سے دیکھا۔ کہ ایک گاڑی کی تکمیل مین کتنے مدارج طے کرنے پڑتے ہین۔ چلتے وقت۔ دیوان جی متولی صاحب و خدام کے لیے پانچ پانچسو روپیہ صاحب کمشنر بہادر کو دیتے گئے۔

خدام وغیرہ نے بوٹ پہنکر اندر جانے پر آزردگی کا اعلان کیا۔ مگر یہہ کسی سے نہ ہو سکا کہ اول ہی اسکے متعلق عرض کرتے تا کہ موقع شکایت اُنہین پیش ہی نہ آتا۔ جبکہ ہز مجسٹی غیر اقوام کی دل آزاری

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 67 of 292

سے پرہیز فرماتے ہین تو اپنے بہائی مسلمانون کو ناممکن تہا کہ وہ رنجیدہ کرتے۔ اسکی تائید مین یہہ کافی ہے کہ جب دہلی مین اطلاع دی گئی تو آپ عیدگاہ و جامع مسجد مین جوتہ اُتار کر اندر گئے۔

۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء۔ آج صبح پونے چھ بجے دہلی واپس تشریف لائے۔ مقامی حکام نے حسب ضابطہ استقبال کیا۔ بعد ناشتہ کے برٹش افسران و افغان سرداران کو ہمراہ لیکر گنیش فلور ملز کا معائنہ کیا۔ کارخانہ کا بیرونی دروازہ جھنڈیون و پہریرون و پہولون اور خیر مقدم کے قطعات سے آراستہ کیا گیا تہا۔ منیجنگ دائرکٹر و منیجر وغیرہ نے رسم استقبال کو ادا کیا۔ منیجر نے کارخانہ کی سیر کرائی۔ ہز مجسٹی نے مشین کے متعلق بہت سے سوالات کیے اس کارخانہ کے بعد ہند و بسکٹ فیکٹری و جمنا کاٹن ملز کو نہایت شوق سے ملاحظہ فرمایا

۲۵ جنوری ۱۹۰۷ء۔ آج روز عید ہے۔ ہز مجسٹی شاہ افغانستان نے نماز عید کی عیدگاہ مین اور نماز جمعہ جامع مسجد مین ادا فرمائی امام عیدگاہ و امام جامع مسجد کو خلعت عنایت فرمائے۔ دونون عبادتگاہون مین جوتہ اُتار کر تشریف لیگئے اسکی وجہ یہہ ہے کہ اسکے متعلق بیان عرض کیا گیا تہا۔ سرکٹ ہوس جو قیامگاہ اعلیحضرت ہے اُسکے دروازہ پر قطعہ ذیل نہایت خوش قلم تحریر تہا۔

خوشا عیدے کہ شہ میزبان است | خوش و خوشتر امیرش میہمان است
شہ کابل کہ رونق بخش دہلی است | مقام شکر و جای امتنان است

اہل دہلی مین سے چند معززین ہند و و مسلمانون کو دربار عید مین شرف ملازمت بخشا۔

ہز مجسٹی کے ایڈ یکانگ نے ہر ایک کو پیش کیا۔ پہلے خود اعلیحضرت نے عید کی مبارکباد دی۔ علی الترتیب حاضرین نے کلمات تہنیت ادا کیے۔ شمس العلمار مولوی حافظ نذیر احمد صاحب نے مصافحہ کے ساتھ یہہ شعر پڑھا ؎

عیدٌ وعیدٌ وعیدٌ صرن مجتمعہ   وجہ الحبیب ویوم العید والجمعہ

(آج کے دن تین عیدین جمع ہوگئین   ایک وجہ حبیب (اشارہ بجانب ہز مجسٹی) دوسری عید تیسرا جمعہ

جسکو سُنکر اعلیحضرت متبسم و مسرور ہوئے۔ پہر سب لوگو نکو کُرسیون پر بیٹھنے کی اجازت دی گئی۔

بعدہ دہلی مین عید ہونے سے جو مسرت ہوئی اُسکا اظہار فرمایا۔ اپنے خیالات بے آزاری وبے تعصبی کا ذکر کیا اور یہ شعر پڑہا۔

مباش درپے آزار ہرچہ خواہی کن   کہ در طریقت ما غیر ازین گناہے نیست

ہندو و مسلمانون کو آپس مین اتفاق سے رہنے محبت سے پیش آنے اور آرام سے وہ زندگی بسر کرنے کی تحریک فرمائی۔

کارخانجات کے تذکرون مین یہہ ارشاد کیا کہ مین سیر و تفریح کی غرض سے کارخانون کو نہین دیکھتا پہرتا مسلمانون سے خاص طور پر فرمایا کہ آپ لوگ یہ سُنکر خوش ہونگے کہ افغانستان مین اسلام کی حالت بہت اچھی ہے۔ وہان ممنوعات شرعی کا ارتکاب کوئی شخص نہین کرسکتا۔

بھنگ۔ چرس۔ شراب۔ زناکاری بند ہے۔ ناچ و باجے کے واسطے سازندہ بھی میسر نہین آسکتا۔ محتسب مقرر ہے وہ ان اُمور کی نگرانی کرتا ہے۔

ہندوؤن کو اپنے فرائض مذہبی بجالانے مین آزادی حاصل ہے اُن کے حقوق کی پوری حفاظت کیجاتی ہے۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 69 of 292

پہر مسلمانون کو مخاطب کرکے ارشاد کیا کہ میرا عقیدہ تو اسلام مین ایسا محکم ہے کہ جیسا بڑے سے بڑے عالم کا ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر تم عمل کی بابت سوال کرو تو مین جواب دونگا کہ مجہ سے زیادہ بے عمل دنیا مین شاید کوئی ہو۔ لیکن اسلام کا عقیدہ خوف و رجا کے درمیان ہے۔

انسان کو یہہ عقیدہ رکہنا چاہیے کہ اگر تمام عالم کے واسطے جنت کا حکم ہو اور ایک شخص کو دوزخ کا تو اسکو یہہ خوف رکہنا چاہیے کہ شاید وہ شخص مین ہی ہون۔ اسیطرح اگر تمام عالم کو دوزخ کا حکم دیا گیا اور ایک شخص کو جنت کی امید دلائی گئی ہو تو وہ یہہ امید رکہے کہ شاید وہ مین ہی ہون۔

پہر فرمایا کہ ایسی خفیف باتون مین جیپر در اصل اسلام کا حصر نہو ہمیشہ اس بات کا خیال رکہنا چاہیے کہ اپنے ہمسایون کی دل شکنی نہ ہو۔ البتہ اگر کوئی۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکاۃ یا مساجد مین جانے سے روکے یا اُس کی اہانت کرے تو اس بات پر جان تک دیدینا چاہیے۔

اسی سلسلہ مین کئی مرتبہ برٹش گورنمنٹ کی عطائے آزادی اور ہر فرقہ کے لیے آسانی سے اظہار خوشنودی کیا۔

ہز مجسٹی کی خوش اخلاقی۔ بے تعصبی اور روشن خیالی نے حاضرین کو بیحد محظوظ و مسرور کیا۔ اور خوبی یہہ کہ گفتگو اُردو مین ہی کی۔ سب کے لیے عافیت کی دعا اور امان خدا فرمایا۔

اسکے ساتہہ دربار برخاست ہوگیا۔ درباری اصحاب مین سے ہر ایک کو ایک ریشمی رومال مین شیرنی دروازہ پر افغانی سردارون نے دی۔ یہہ کابل کا خاص دستور ہے۔ بعدہ برٹش افسران متعینۂ کیمپ حاضر ہوے بعد اداے رسم تہنیت و مبارکباد وہ بہی واپس ہوئے۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 70 of 292

۲۶ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو دہلی سے روانگی ہوئی راستہ مین شام کا کھانا جلیسر روڈ پر ہوا۔

۲۷ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء۔ صبح کی چار بھرواری ضلع الہ آباد مین نوش فرمائی۔ الہ آباد اسٹیشن پر چند منٹ گاڑی ٹھہری۔ لیکن پلیٹ فارم پر کوئی اُترا نہین البتہ اسٹیشن نینی پر اُترے۔
سہ پہر کی چاء دلدار نگر مین اور شب کا کھانا داناپور مین ہوا۔

۲۸ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء۔ صبح ہز مجسٹی رونق افروز کلکتہ ہوے گو یہان کی آمد پرائیوٹ تہی۔ مگر ریلوے اسٹیشن پر بنہایت سرگرمی وجوش سی استقبال ہوا ریلوی کمپنی نے شاہی رونق افروزی کو شاندار بنانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا تھا تمام دیوارین پہولون۔ پتّون۔ وجھنڈیون سے مزیّن تہین اسٹیشن سے پُل تک سڑک جھنڈیون پھریرون۔ پہولون و سبزے سے آراستہ کیگئی تہی۔ پلیٹ فارم پر یوروپین جنٹلمینون و لیڈیون کا ہجوم تہا۔ ہوڑا کے پُل پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک تماشائیونکا انبوہ کثیر نظر آتا تہا۔ جسوقت ٹرین پلیٹ فارم پر پہنچی ورود کا نشان بلند ہوتے ہی۔ فورٹ ولیم سے توپون کی سلامی سر ہوئی۔ برٹش حکام و میونسپل کمشنران۔ گارڈ آف آنر نے اپنے اپنے فرایض ادا کیے عام لوگون نے اپنی مسرت کا اظہار بڑے جوش سے کیا۔
ہز مجسٹی کی سواری پُل ہوڑا سے سٹرینڈ روڈ۔ نیپیر روڈ۔ سینٹ جارج روڈ سرکلر روڈ۔ کورٹ روڈ ہوتی ہوئی ہیسٹینگز ہوس مین پہونچی۔ یہان سیزدہم راجپوت کے ایک سو سپاہیون کا گارڈ آف آنر و موسیقی نواز دستہ موجود تہا۔ جس کا معائنہ فرماتے ہوئے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 71 of 292

اعلیحضرت شاہی مہمان خانہ مین رونق افروز ہوے سرلوی ڈین فنارن سکرٹری نے گورنمنٹ کیطرف سے تحائف پیش کیے جسمین اسلحہ ہاے آتش فرشی جہاڑ۔ میز کا سامان آرایشی۔ دیگر خوبصورت وکارآمد ودل خوش کن اشیا تہین

آج ہی ٹکسال۔ عجائب گہر۔ چڑیا گہر کا ملاحظہ فرمایا۔ شیرون وچیتون کو دیکہکر بہت خوش ہوئے۔

ہنگام معائنۂ ٹکسال ایک ضعیف العمر مستری نے بعد ادائے آداب عرض کیا کہ مجہے ٹکسال کابل مین کام کرنے کا فخر حاصل ہے آپ نے نام پوچہا اور انعام دیا۔

شب کو لارڈ کچنر کے ساتہہ شریک طعام ہوئے۔

۲۹ جنوری ۱۹۰۷ء۔ آج صبح میڈیکل کالج کو نظر غائر سے ملاحظہ فرمایا مریضون کے امراض کو دریافت کیا۔ عمل جراحی ہوتے ہوے دیکہا۔ کمرۂ تشریح وغیرہ مین گئے وہان طلبار کے کام کو معائنہ فرماتے رہے۔ انسانی دماغ کا ایک حصہ اور دیگر اجزا جسم انسانی حیرت سے دیکہے۔

کمیکل ڈپارٹمینٹ مین کپٹن بلیک نے ایک تجربہ کرکے دکہلایا۔ کہ کسطرح بیوک سائڈ گیس آگ کو بجہا دیتی ہے۔ بعدہ طب نظری وجسمانی کے صیغون مین خوردبین سے بعض نمونے دکہلائے گئے۔ ہاسپٹل مین پہلے یورپین وارڈ دکہایا گیا۔ دوسرے حصہ کی بابت سوال کیا کہ کسکے لیے ہے جواب دیا گیا کہ ہندوستانیون کیلیے پہر استفسار فرمایا کہ اسمین اور دوسرے مین کچہہ فرق ہے کہا گیا کہ مطلق نہین۔ مگر جب خود دیکہنے گئے تو فرمایا کہ ہندوستانیون کے لیے برقی پنکہے کیون نہین ہین میڈیکل کالج مین امیر کی گاڑی آتے دیکہکر ایک فقیرنی نے قریب پہنچنے کی کوشش کی مگر پولیس نے روکا اسپر ایک شور مچ گیا اعلیحضرت نے آگاہ ہوکر عورت کو طلب کیا اوسکی پُر درد کہانی

سُنکر دو اشرفی عطا کین۔
بعد دوپہر پھر میوزیم کو ملاحظہ فرمایا۔ شب کو مع اپنے دو خاص سرداروں کے حضور وایسرائے کے ہمراہ کھانا تناول فرمایا سر لوئی ڈین بھی شریک دعوت تھے۔
ہز مجسٹی امیر نے کلکتہ منیوسپلٹی کا ایڈریس خیر مقدم لینا اور بہت سی دعوتون کو نامنظور کیا۔

وہ شہر کے نظارون کو حتی الامکان خاموشی سے دیکھنا چاہتے ہین۔ مسٹر کارلائل نے ایڈریس کے نہ لیے جانے کے متعلق غلط فہمی دور کرنے کے واسطے ایک گشتی چٹھی شایع کرائی جس مین تحریر تھا کہ مجھے ۲۹۔ جنوری کی صبح کو اس مضمون کا تار ملا کہ چونکہ بہت سی جماعتون و انجمنون نے ایڈریس پیش کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اسلیے ہز مجسٹی یہہ کہنے پر مجبور ہوی ہین کہ اُنھین کلکتہ مین کسی ایڈریس کے قبول کرنے سے معاف رکھا جائے کیونکہ اسطرح ان کے کلکتہ کے پرائیویٹ قیام مین نقصان پہنچیگا۔

۳۰ جنوری ۱۹۰۷ء۔ آج اسلحہ و سامان حرب سازی کے کارخانونکو معائنہ فرمایا ساڑھے آٹھ بجے ہز مجسٹی مع سر ہنری میکموہن اور اپنے دو سردارون کے موٹر کار پر سوار ہوکر اول کارخانہ کاشی پور مین تشریف لے گئے۔ آنریبل میجر جنرل اسکاٹ وغیرہ نے استقبال کیا۔ ہز مجسٹی نے نہایت غور و توجہ سے کارخانہ کی ہر ایک چیز کو معائنہ کیا۔ بعدہ یہان سے کارخانہ ڈمڈم پہنچے۔ میجر واکر وغیرہ نے استقبال کیا۔ ہز مجسٹی نے گولون و کارتوسون کی ساخت مین بڑی دلچسپی ظاہر کی اُنہون نے کارتوسون پر دھات لپیٹنے کے طریقہ کے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا جب افسر انچارج نے ایک مستری کو دھات کا ٹکڑہ کاٹنے کا حکم دیا تو خود بدولت نے ہتھوڑا

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 73 of 292

اور چینی اُس کے ہاتھہ سے لیکر خود بات کو کاٹا۔ کارخانہ سے روانہ ہونے سے قبل اُن سب کا شکریہ ادا کیا جنہون نے پوری توجہ سے ہر ایک چیز کو دکھلانے کی سعی کی تہی۔

بعدہ ڈمڈم انسٹیٹیوٹ مین ٹھہر کر دوپہر کا کہانا تناول کیا۔ تقریباً ایک بجے عیسیٰ پور کے کارخانہ مین رونق افروز ہوئے۔ میجر بلوک نے استقبال کیا۔ ایک توپ ڈہالکر دکھلائی گئی۔

کارخانہ توپ سازی کو نہایت غور سے دیکھا۔ اُن کی ترکیب سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ کبھی اس معائنہ سے نہ تھکین گے۔ بعدہ ہز مجسٹی نے لارڈ کچنر کے ساتھہ لیڈی منٹو مینا بازار کی سیر فرمائی۔ فوجی نمایش سے نہایت مسرور ہوئے۔ جلالت مآب کی رونق افروزی کی وجہ سے آج مینا بازار کو بارہ ہزار آدمیون نے دیکھا۔

۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء۔ آج اعلیٰحضرت نے خضر پور گہاٹ کا معائنہ فرمایا۔ آٹھہ بجے صبح آپ وارد ہوئے چہہ سردار افغانی و میجر برڈ مسٹر ہنری میکموہن ہمراہ تہے مسٹر الیف۔ ای۔ بلیک چیرمین پورٹ کمشنر وغیرہ نے استقبال کیا گہاٹ خوب آراستہ کیا گیا تہا ہز مجسٹی نے جہازات کے متعلق بہت سے سوالات کیے یہ کہ وہ کہان جائینگے۔ ان پر کیا مال لدا ہے۔ بعدہ ہز مجسٹی امیر حضور و اسیرای کی دُخانی کشتی ماڈ نامی مین سوار ہو کر عجائب خانہ کو روانہ ہوئے۔

یکم فروری سنہ ۱۹۰۷ء۔ آپ کلکتہ مین آزادانہ طور پر سیر فرما رہے ہین کہین آنے جانے کا خاص پروگرام نہین۔ یہان کی سیر سے آپ بہت خوش و محظوظ معلوم ہوتے ہین۔

مینا بازار جانا اور دوکانون سے بمقدار کثیر اشیار خرید فرمانا اُنکے خاص شغلون مین ایک دلچسپ شغل یہہ بہی ہے۔

۲ فروری ۱۹۰۶ء - ہز مجسٹی سر ہنری میکموہن اور ذاتی اشاف کے ممبرون کے ساتھ
مینا بازار مین تشریف لائے - ان کی وجہ سے مینا بازار مین بڑا ہجوم تھا -
چند منٹون موسیقی نواز دستہ کا ترانہ سنکر ہز مجسٹی وایسرایگل دکان کی طرف
تشریف لے گئے - جہان لیڈی منٹو سے ملاقات ہوئی - ہر اکسلینسی نے
دُکان کی عمدہ چیزین بہ نفس نفیس دکھلائین آپ بہت خوش ہوئے -
فیاضی سے اشیاء خریدین - ایک خوبصورت ایرانی قالین بھی خرید کیا -
لیڈیز وائلٹ - ڈربی ایلٹ - اور ڈیوک اور ڈچز آف مانچسٹر بھی
جبکہ ہز مجسٹی خرید اشیاء مین مصروف تھے - اس دوکان پر آگئے - فوٹو
گرافرون کے خاص فائدے کے لیے ہز مجسٹی امیر د ہر اکسلینسی
لیڈی منٹو وایسرایگل دوکان کے سامنے تھوڑی دیر کیلئے ٹھہر گئے -
بعدہ دوکان فوٹو گرافرون کا معائنہ کیا -
پھر لیڈی منٹو کے ساتھ قہوہ خانہ مین چا پی - شب کو لارڈ کچنر
کے ساتھ کھانا تناول فرمایا -
سرحد انگریزی مین داخل ہونے کے بعد صرف لارڈ
کچنر ہی ایسے عہدہ دار ہین جنسے اور ہز مجسٹی سے تپاک کی
گفتگو و ملاقات ہوتی ہے -
۳ - فروری ۱۹۰۷ء کا دن ہز مجسٹی نے حضور وایسراے کے ساتھ بارک پور
مین بآرام بسر کیا - شام کو منٹو مینا بازار مین گئے دُکانون سے اشیاء خرید فرمائین -
۴ - فروری ۱۹۰۷ء - آج ہز مجسٹی نے نو ہزار سے زائد کے اشیاء منٹو مینا بازار
مین خرید فرمائین -
دوپہر کے بعد چورنگی مین وائٹ اوے اینڈلیڈلا کی دُکانپر گئے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 75 of 292

دوکان کے مختلف حصون کو دیکھا۔ پوستین۔ بچون کے کپڑے ولایتی پلنگ خرید کیے۔ ایک وقت کی نماز بھی یہان ادا فرمائی شام کے بعد دوکان سے مراجعت فرما ہوے۔

۵- فروری ۱۹۰۶ء - آج برّی و بحری ذخائر کے معائنہ کے واسطے تشریف لے گئے جہان مزید خریداری فرمائی۔

پھر گرینڈ ہوٹل مین جاکر ڈیوک و ڈچز آف مانچسٹر کے ساتھ ٹفن تناول کیا۔

شب کو اپنے سفارت خانہ مین رونق افروز ہوئے اپنے سفیر کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ سفیر صاحب نے تفریح کی خاطر موسیقی کا جلسہ بھی قرار دیا تھا جب اعلیحضرت کو اسکا علم ہوا تو دل شکنی کی غرض سے بظاہر صاف انکار نہ کیا۔ لیکن شریک صحبت بھی نہوئے۔ وضو کے لیے ایک کمرے مین پانی رکھوایا۔ نماز عشا کی ادا کی۔ اور پھر دوسرے کمرے سے ہوکر موٹر کار پر سوار ہو چکے سے تشریف لیگئے۔ حاضرین کو چلے جانے کا اُسوقت علم ہوا جب موٹر کار کی روانگی کی آواز آئی۔

۶- فروری ۱۹۰۶ء - آج میسرز برون اینڈ کمپنی کے کارخانہ انجنیری کو معائنہ مین بڑی دلچسپی لی ۳ گھنٹہ صرف فرمائے۔ کارخانہ کو کچھ فرمائشات دین جنمین بڑی فرمایش جلال آباد مین معلق پل تیار کرنے کی تھی اسکی درمیانی محراب ۳۵۰ فیٹ اور پہلوؤن کی ڈیڑھ ڈیڑھ سو فیٹ ہونگی۔ مزید بران دیگر کئی چھوٹے پلون۔ اور آہنی اشیاء کے آرڈر دیے۔

ہوڑا یارڈ کے صیغہ خشت سازی مین اینٹون کے متعلق معلومات حاصل کرنیکی نسبت ہز مجسٹی نے بڑا اشتیاق ظاہر کیا۔ اور کابل مین خشت سازی کا کارخانہ قایم کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ بعدہٗ مینا بازار تشریف لیگئے جہان موٹر کارونکا معائنہ کیا۔

۷- فروری سنہ ۱۹۰۷ء- آج بہی دوکانون کی سیر فرمائی- ہز مجسٹی کی خریدکردہ اشیاء آمدہ کیمپ مین فوجی و بحری کارخانہ کی تین کشتیان ہین- جو ہز مجسٹی نے شکار و تفریح دریا کے لیے خرید فرمائی ہین- آج سہ پہر کو پرنسپ گہاٹ تشریف لے گئے اور مارگویریٹہ نامی خوبصورت کشتی مین دریا عبور فرمایا کشتی کی تیز رفتاری سے بہت مسرور ہوئے- ڈیوک آف مانچسٹر بہی ہمراہ تہے-

بعدہ مینا بازار تشریف لے گئے- شب کو ہز آنر لفٹنٹ گورنر بنگال کے ساتہہ کہانا تناول فرمایا-

۸- فروری سنہ ۱۹۰۷ء- آج ہز مجسٹی اعلیٰحضرت نے ذکریا مسجد مین نماز جمعہ ادا فرماکر جمعہ گذشتہ کی تلافی کی- اور مسلمانون کو کمال مسرور فرمایا- دوسری مرتبہ نواب لفٹنٹ گورنر بنگال کے یہان مہمان ہوئے- سر ہنری میکموہن- مسٹر ڈابس اور متعدد افغانی سردار ہمراہ تہے کہانے کے بعد چند اشعار خوش الحانی سے آپنے پڑہے- حاضرین کمال محظوظ ہوئے جب انگریزون نے اسکاچ رقص کیا تو آپ نے بہی خوش ہو کر داد دی-

۹- فروری سنہ ۱۹۰۷ء- آج گہوڑ دوڑ دیکہی آج ہی روز روانگی تہا شب کو کمانڈر انچیف کے یہان دعوت تہی دعوت مین دیر تک بیٹہے رہے لفٹنٹ گورنر بنگال نے بیان کیا کہ شب کو ہگلی کا پل کہول دیا جاتا ہے جسکی وجہ سے ادہر کا آدمی اسطرف اور ادہر کا اسطرف رہجاتا ہے اسپر بجاے اسکے کہ اعلیٰحضرت کو کچہہ گہبراہٹ ہوتی نہایت متانت سے فرمایا کہ کچہہ مضایقہ نہین مین ایک سپاہی ہون- فورٹ ولیم کے کنارے گہاس پر

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 77 of 292

پڑکر رات بسر کرلون گا۔ لارڈ کچنر بھی سپاہی ہین انہین بھی اسکی کچھ پروا نہوگی البتہ سویلین حکام جو نرم و گرم بچھونون پر جلد سو جانے کے خوگر ہین اُن کو اسکا تردد ہونا چاہیے۔ یہہ سُنکر پھر روانگی مین تعجیل کی کسیکو جرأت نہ ہوئی۔ اور یہہ امر ہز مجسٹی کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔

کلکتہ کے خاص واقعات دلچسپ حالات

مینا بازار مین مندر و مسجد کے طرز کی برابر دو کانین دیکھکر ارشاد کیا کہ کوئی مقام ایسا نہین کہ جہان ہند و مسلمان باتفاق نہ رہ سکتے ہون۔

نمایشگاہ مین نذرین قبول فرمانیسے انکار کر دیا۔ ان کی روانگی پر ہندے ماترم اور امیر صاحب کی جے کے نعرے بلند کیے گئے۔

فریمین لاج مین شرکت فرمائی۔ اسکے متعلق مبسوط بحث ہمنے اسی مضمون مین جدا گانہ لکھی ہے۔ یہان صرف اسقدر لکھنا ہے کہ آپ کے فریمین لاج مین شریک ہونیسے پہلے ڈیوک آف کناٹ جو ہند کے لاجون کے گرینڈ ماسٹر ہین اور اُسوقت کلمبو (سیلون) مین تھے اُن سے اجازت چاہی جنھون نے اظہار مسرت کے ساتھہ بذریعہ تار اجازت اور اطلاع دی کہ ہز مجسٹی کو بہ لحاظ اُن کے مراتب کے اعلیٰ مدارج جو عام ممبران لاج کو تدریج مدت مدید مین دیے جاتے ہین شرکت کے وقت ہی دیدیے جاوین۔

مینا بازار کلکتہ مین جب لیڈی منٹو ہز مجسٹی امیر کو ہاتھہ لیے دوکانون کی سیر کرا رہی تھین تو پھولون کی کمیٹی کی ممبر مس کیمبل نے ہز مجسٹی کے فراک کوٹ کے داہنی جانب ایک پھول لگا دیا۔ آپ نے ایک اشرفی انعام دی۔ پھولون کی نمایش کے سامنے مس رم پنی۔ دوسری ممبر نے بائین طرف دوسرا پھول لگا دیا۔ اسے بھی ایک اشرفی دی۔ اسی دوران

مین مسز ہرنگٹن نے جنکا تعلق بہی پہولون کی کمیٹی سے تہا۔ پہولون کی ایک ٹوکری بہری ہوئی مین سے ایک پہول پیش کیا۔ آپ نے قیمت دریافت کی خوبصورت بیچنے والی نے جواب دیا کہ صرف دس روپیہ۔ آپ نے ہنسکر فرمایا بہت زیادہ ہے اور اپنے ایک مصاحب خاص کو طلب فرماکر قیمت کے بارہ مین رائے پوچھی اوسنے عرض کیا کہ بہت ہی ارزان ہے۔ اسپر سر مجٹی خوب ہنسے اور مسز ہرنگٹن سے کہا کہ دو پہول لگادو۔ مسز ہرنگٹن نے پہول لگاکر کہا کہ اب آپ بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہین آپنے دو اشرفی مرحمت فرمائین مسز ہرنگٹن نے شکریہ ادا کیا۔

یہ کیفیت و رنگ دیکہکر میرزا محمد اکبر علیخان صاحب نے فی البدیہہ یہ شعر موزون فرمایا

بہند ہم شہ کابل جلالتے دارد
بتان بگرد حبیب آمیگ وند

جس کو سرداران افغانی سُنکر پہڑک گئے۔ ۱۰ بجکر ۳۰ منٹ پر کلکتہ سے روانگی تہی مگر ایک بجے کے بعد ٹرین روانہ ہوئی۔

۱۰۔ فروری ۱۹۰۷ء۔ راہ مین باڑہ۔ داناپور۔ دلدار نگر۔ الہ آباد مین کہانا و چار وغیرہ ہوئے۔ الہ آباد مین مسٹر میکنیر کلکٹر الہ آباد کی میم صاحبہ کو ایک انگوٹہی عنایت کی جنہون نے ہندوستانی زبان مین رسم سلام ادا کی تہی۔ مہاگ پور کا انتظام جو بابو سری رام کے سپرد تہا کلکتہ کے زیادہ قیام نے درہم وبرہم کردیا اس انتظام کے متعلق ایک خاص امر قابل تحریر ہے کہ اس ہندو منتظم نے اعلیٰحضرت کے زہد و اتقا کا پاس ملحوظ رکہکر اطراف وجوانب کے میلون تک شراب خانے دیسی بند کروادیے تہے۔

۱۱۔ فروری ۱۹۰۷ء۔ بمبئی جاتے ہوے سیتارام پور مین کوئلہ کی کان کا معائنہ

ف [illegible]

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 79 of 292

نہ فرما سکے کیونکہ شب کو اس جگہہ ٹرین پہنچی تھی۔

۱۳۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء۔ ہز مجسٹی کو ان کی اسپشیل ٹرین کے بمبئی پریسیڈنسی مین داخل ہونے پر ہز اکسیلنسی گورنر بمبئی کا مندرجۂ ذیل تار خیر مقدم موصول ہوا۔

مین ہز مجسٹی کو بمبئی پریسیڈنسی مین تشریف لانے پر تہ دل سے مبارکباد دیتا ہون اور توقع کرتا ہون کہ یہان ہز مجسٹی کی سیاحت خوشگوار ہوگی۔ بجواب اسکے ہز مجسٹی نے مندرجۂ ذیل تار دیا

آپ کے پر محبت خیر مقدم کے جواب مین شکریہ ادا کرتا ہون اور متوقع ہون کہ بمبئی کے چند روزہ قیام کو مین خوش آیند پاؤن گا۔

ٹھیک ساڑھے تین بجے ٹرین وکٹوریہ اسٹیشن پر داخل ہوئی۔ استقبال کیلئے ہز اکسیلنسی لارڈ لیمنگٹن گورنر و دیگر جلیل القدر برٹش حکام موجود تھے ہز مجسٹی مسکراتے ہوئے ٹرین سے اُترے اور ہز اکسیلنسی کیطرف بڑھے اسکے بعد سر ہنری میکموہن کے ذریعہ سے باقاعدہ تعرف ہوا۔ امیر البحر۔ چیف جسٹس۔ ممبران کونسل اور لفٹیننٹ جنرل کمانڈنگ ویسٹرن کمانڈ یکے بادیگرے پیش کیے گئے ہز مجسٹی نے ہر ایک سے تپاک کے ساتھ ہاتھ ملایا امیر البحر نے بحری افسرون کی ملاقات کرائی چیف جسٹس نے ججون کو پیش کیا چیف سکرٹری گورنمنٹ نے زاید ممبران کونسل کو ہز مجسٹی سے انٹرڈیوس کرایا لفٹننٹ جنرل کمانڈنگ نے فوجی افسران کی نسبت اس فرض کو ادا کیا۔

بعدہ ہز مجسٹی امیر و ہز اکسیلنسی لارڈ لیمنگٹن و سر ہنری میکموہن ایک ساتھ قیامگاہ کو روانہ ہوے حاضرین نے بڑے جوش سے نعرہ خوشی بلند کیے۔ اہل بمبئی اس جلوس سے نہایت محظوظ معلوم ہوتے تھے ہر طبقہ و ہر فرقہ کے ہزارون آدمی خیر مقدم کیلیے بہت تیز موجود تھے اسلامی حصہ آبادی مین خوب زیب و زینت کیگئی تھی۔ ہز مجسٹی سمندر دیکھتے ہوے اپنی کوٹھی مین جو موقع و منظر کے لحاظ سے بہت ہی دلکش جگہہ واقع ہے وارد ہوے۔

پانچ بجے شام کے ہز مجسٹی نے گورنمنٹ ہوس مین ہز اکسیلنسی گورنر سے شاہی ملاقات فرمائی

اپنے استقبال کے اعلیٰ انتظام پر شکریہ ادا کیا۔ اور بمبئی کے دیکھنے سے جو خوشی ہوئی تھی اُسکا تذکرہ فرمایا۔ آج مغرب کی نماز ایک چھوٹی سی مسجد مین ادا فرمائی۔

شب کو شاہی دعوت دی گئی۔ دعوت مین لارڈ ولینگڈن نے جام صحت اعلیٰحضرت امیر کا نوش کرتے ہوئے بیان کیا۔

"کہ ہم سب کے سب یور مجسٹی کو بمبئی تشریف لانے پر خیر مقدم کہتے ہین۔ ہمارے پُر تپاک خیر مقدم کی صرف یہی وجہ نہین ہے کہ یور مجسٹی نہایت عالیمرتبہ مہمان ہین بلکہ اخبارات کے ذریعہ سے ہم یور مجسٹی کے حالات سیر و سیاحت ہند سے آگاہ ہوتے رہے ہین۔ ہمنے آپ کی تقریرین پڑھی ہین اور آپ کی کارروائیون و طریق پر غور کیا ہے جو ویسا ہی ہمدردانہ ہے جیسا کہ پُر زور ہے اور معلوم ہوا ہے کہ یور مجسٹی کیسے غور و خوض سے ہندوستان کی جدید زندگی کی تعلیمی۔ تجارتی۔ علمی ترقیون کو ملاحظہ فرماتے ہین اور انہین خود اپنی آنکھون سے دیکھنے اور ان کے حالات کانون سے سُننے کے مشتاق ہین۔ نیز یور مجسٹی کی سپاہیانہ صاف دلی اور دلآویز تقریرین یہ تمام باتین اسپر دال ہین کہ یور مجسٹی کی رونق افروزی پر تہ دل سے اظہار مسرت کیا جاوے۔ ہمین امید ہے کہ اس شہر مین یور مجسٹی کو بہت ہی دلچسپ باتین ملینگی۔ صرف بندرگاہ اور سمندر جو ہمین گھیرے ہوئے ہے یہ ان کے لیے ایک نئی چیز ہوگا ہمین امید ہے کہ ہز اکسیلنسی امیر البحر یو ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے جنگی جہازات کی قابلیت اور ان کی کلون وغیرہ کے کچھ نمونے آپ کو دکھانے مین کامیاب ہوسکیگے۔ مین امید کرتا ہون کہ ہم لوگون مین آپ کا قیام فرحت و مسرت کا موجب ہوگا اور ہماری تمنا ہے کہ کراچی (جو اس پریزیڈنسی کا ایک بارونق حصہ ہے) کا سفر بھی خوشگوار ہو۔ مین آخر مین دعا کرتا ہون کہ سفر آئندہ مین صحت و سلامتی آپ کی رفیق ہو۔ اور یور مجسٹی کی یہ سیاحت اس ملک

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 81 of 292

اور افغانستان کے درمیان اتحاد مزید تقویت کا باعث ثابت ہو۔

اب لیڈیز وجنٹلمین سے درخواست کرتا ہون کہ آپ ہز مجسٹی امیر افغانستان کی صحت وسلامتی اور وطن کو بمسرت مراجعت کی نسبت جام بھر کر نوش فرمائین"

جواب مین اعلیحضرت نے فارسی مین تقریر ذیل فرمائی۔

"ہندوستان مین کیا آیا مین اپنے مہربان دوستون کے ملک مین آگیا ہون ہندوستان آنے سے پیشتر ہم اپنے آپ کو دوست کہتے تھے۔ اب مین یہہ کہنے کے قابل ہون کہ پہلے ہماری دوستی جو بمنزلہ ایک پودے کے تہی اب بڑے درخت کے مانند ہو گئی ہے یہہ ایسا معتم بالشان درخت ہے کہ ہم سب اس کے سایہ مین بیٹھہ سکتے ہین اور پہل جمع کر سکتے ہین۔ مین اپنے مہربان دوستون کی عنایتون اور شفقت آمیز برتاؤ کا کسی طرح شکریہ ادا نہین کر سکتا۔ مین نے ہندوستان مین بہت سا تجربہ حاصل کیا ہے۔ اور توقع ہے کہ مین آیندہ اس سے اپنے ملک کو فایدہ پہونچا سکونگا۔

مجھے یہہ کہنے دیجئے کہ افغانستان کبہی ہندوستان کی دوستی سے مُنہ نہ موڑے گا۔ جبتک کہ سلطنت ہند دوستی کو قایم رکھنے کی خواہان ہوگی۔ تب تک افغانستان وبرطانیہ باہم دوست ہونگے۔

دوران سیاحت ہند مین میرے اس قدر ذاتی دوست ہو گئے ہین کہ مین کہہ سکتا ہون کہ بجائے کسی غیر ملک کے مین اپنے ملک مین ہون

آج ہم سب ہز اکسلینسی گورنر کے مہمان ہین۔ مین آپ سے درخواست کرتا ہون کہ میرے مہربان دوست لارڈ ولینگٹن کا بہترین جام صحت نوش کرین۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 82 of 292

۱۳- فروری ۱۹۰۶ء - ہمراہی برٹش افسران کے شمالی و جنوبی توپ خانون کا
معائنہ کیا - توپون کی گولہ باری سے بہت خوش ہوئے - اور خود بہی ایک
توپ چلائی - چند گہنٹے بری و بحری اسٹور مین بسر کیے اور کچہ خریداری بہی فرمائی
پہر میدان گہوڑ دوڑ مین جا کر وہان کی سیر کی - گہوڑون پر جنرل
رچرڈسن کے ساتہہ بازیان لگائین - مگر آپ کا انتخاب کیا ہوا کوئی گہوڑا نہ جیتا
شرط ہارنے پر آپ خوب ہنسے اور جنرل رچرڈسن کو جیتنے پر مبارکباد دی
گہوڑ دوڑ کے میدان ہی مین نماز ادا کی -
بعد نماز لارڈ لیمنگٹن و لیڈی جنکنس کی پارٹی کے ساتہہ چا مین
شریک ہوئے - رات کو سر لارنس جنکنس چیف جسٹس کے یہان مہمان ہوئے
شہر مین شب کو چراغان ہوا آپ کو بدیر اطلاع ہونے سے آپ
نہ جا سکے مگر اپنے جملہ سرداران کو جانے کا حکم دیا -

۱۴- فروری ۱۹۰۶ء - آپ کے ملاحظہ کے لیے آج یونیورسٹی - ہائیکورٹ - سکرٹریٹ
کے دفاتر آراستہ کیے گئے لیکن ہز مجسٹی بری و بحری کارخانہ کو تشریف لے گئے
بہت سی اشیا تہوڑی تہوڑی مقدار مین خرید فرمائین - سہ پہر کو
اپالو بندر پر بیڑۂ جہازات کا ملاحظہ فرمایا - کمانڈر نے استقبال کیا
جہازون سے اتواپ سلامی سر ہوئین - جہاز ڈانڈم پر برقی بٹن دبانے سے
آپنے ایک توپ چلائی - آپ بہ نسبت بری ساز و سامان کے بحری سامان حرب و
کلون مین بہت دلچسپی لیتے ہین -
جہاز ہرمز پر آپنے فرمایا کہ میرے ملک مین سنتری نہین جب مین حکم دے دیتا ہون کہ
کوئی بازار مین نہ چلے تو اسکی تعمیل ہوتی ہے - رات کو سرکس کا کرتب معائنہ فرما کر بہت محظوظ ہوئے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 83 of 292

۱۵-فروری ۱۹۰۶ء - احمد دلوجی نجار کے کارخانہ فرنیچر مین ایک نہایت نفیس بیاہ چوبی فرنیچر جو ایک ہندوستانی والی ریاست کی فرمایش سے کارخانہ نے تیار کیا تہا اُس کی قیمت دریافت کرکے آپ نے فرمایا کہ فرنیچر کابل بہیجدینے کے لیے فروخت کر دیا جاوے اور مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ ایسا بڑا کارخانہ ہندوستانی والی ریاست کے محل کے لیے فرنیچر کا دوسرا سٹ بہت جلد تیار کر سکتا ہے عرض کیا کہ سٹ بہت جلد کابل بہیجدیا جاویگا۔

آپ اور آپ کے ہمراہی - ہندوستانیون کو لکڑی کے کام مین ایسا ماہر اور اعلےٰ درجہ کا صناع و کاریگر پاکر بہت خوش ہوئے اور وعدہ فرمایا کہ وقت ملا تو پہر کارخانہ مین ہم آئینگے۔

بعدہ جامع مسجد مین نماز جمعہ ادا فرمائی - وہان سے ٹریجر اینڈ کمپنی کے کارخانہ مین گئے پہر قیامگاہ پر تشریف لائے۔

۱۶-فروری ۱۹۰۶ء - آج عربی گہوڑون کے اصطبل کا معائنہ فرمایا بارہ گہوڑے خریدے - وہان سے گہوڑدور مین تشریف لائے - رات کو مسٹر سر ارچبالڈ ہنٹر کے یہان مہمان ہوئے۔

۱۷-فروری ۱۹۰۶ء - آج پونا تشریف لیگئے - اوّل یہان گنیش کنڈ مین اُترے - بعدہ روشرول تشریف لیگئے - جو دریا کے کنارے واقع ہے اور پونا کا بہترین مقام ہے شام کو واپس بمبئی ہوئے اور شب کو پہر چیف جسٹس کے مہمان ہوئے۔

۱۸-لغایتہ ۲۵-فروری ۱۹۰۶ء غرضکہ بمبئی مین خوب سیر کی سرکس کا تماشہ دیکہا دوکانون مین آزادانہ جاجاکر ضروری اور خوشوضع و خوبصورت چیزین خرید فرمائین - مختلف لباسون مین اپنی تصویرین اُتروائین - اعلیٰ عہدہ داران برٹش کے مہمان ہوئے خوش ہوئے اور اُن کو

خوش کیا۔خصوصاً لارڈ لیمنگٹن گورنر سر لارنس جنکنس چیف جسٹس ولیڈی جنکنس وغیرہ نے ہز مجسٹی کو محظوظ و مسرور کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مسجدون مین جاکر نمازین ادا کین۔ غار الی فینٹا کا معائنہ کیا۔ مشہور مخیرہ عجیب و غریب عورت مسماۃ جانکی سے ملکر غریب حاجیون کی امداد و اعانت کے متعلق اُس کی کوششون کا شکریہ ادا فرمایا۔

۲۵۔فروری ۱۹۰۷ء۔ سہ پہر کو ساڑھے تین بجے بقصد روانگی کراچی اپولو بندر پر تشریف لائے۔ شاہی گاڑی پہنچتے ہی بڑے جوش و خروش سے چیرز دیے گئے۔ دُخانی کشتی مین سوار ہوکر جنگی جہازات کیطرف تشریف لے گئے۔ سلامی سر ہوئی۔ ہر ہر جہاز کو معائنہ کیا۔ بعدہٗ اسٹیمر ڈفرن پر سوار ہوے جہاز کے متحرک ہوتے ہی دیگر جہازون نے سلامی کی توپین سر کین۔

۲۶۔ فروری ۱۹۰۷ء دریا مین گذرا

۲۷۔ فروری ۱۹۰۷ء۔ کو ایک بجے دن کے کراچی مین ورود ہوا۔ التواپ سلامی سر ہوئین۔ کمشنر سندھ و کمانڈنگ افسر فوج مع اپنے اسٹاف کے استقبال کے لیے موجود تھے۔

پونے پانچ بجے کیپٹن بلیک ڈائرکٹر صیغۂ بحر اور دیگر افسران جہاز ڈفرن ہز مجسٹی کے وداعی سلام کو حاضر ہوئے۔ آپ نے جہاز ڈفرن پر آرام و آسایش کے اعلےٰ انتظام پر خوشنودی ظاہر کی ملازمان جہاز کو فیاضی سے انعام عطا فرمایا۔ اسکے بعد موٹر کار مین سوار ہوکر بندرگاہ کی سڑک سے سرکاری باغات گیے چڑیا گھر دیکھا۔ ایچیلی کی دوکان سے چند اشیا خریدین اور یہین نماز شام ادا کی بعدہ ریلوی اسٹیشن پر وارد ہوے، روانگی سے پہلے کمشنر سندھ اور انکی میم صاحبہ کو اپنی ایک ایک تصویر اور میم صاحبہ کو ایک مالا بھی عنایت کی پونے نو بجے کراچی سے ٹرین نے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 85 of 292

۲۸ فروری ۱۹۰۷ء۔ راہ مین اسٹیشن بہاولپور پر کچھہ ٹہرے نواب مرحوم کی تعزیت فرمائی۔

یکم مارچ ۱۹۰۷ء۔ لاہور پہنچے۔ اسٹیشن خوب آراستہ تہا۔ ٹرین سے ہز مجسٹی اُتری یورپین حکام وہندوستانی رؤسا استقبال کے لیے موجود تہے۔ اسٹیشن کے باہر کیمپ کی سڑک پر خلقت کا اژدحام تہا۔ آج شاہی مسجد مین نماز جمعہ ادا فرمائی مسجد مین عیدین سے بہی زیادہ مجمع تہا مسجد کو عمدہ طریقہ سے آراستہ کیا گیا تہا امام مسجد نے خطبہ پڑہا اور نماز پڑہائی آپ نے امام کی قرأت سے خوش ہو کر خلعت مع زر نقد مرحمت فرمایا موذن کو بہی ایک دوشالا بخشا۔

مسجد سے نکلنے پر لوگون نے آپ پر پہول برسائے۔ مسجد سے سیدہے آپ شہنشاہ جہانگیر کے مقبرہ پر گئے۔ فاتحہ پڑہی چند منٹ مراقبہ مین رہے کچھہ اشرفیان قبر پر رکہکر اُٹہہ کہڑے ہوئے۔ مالی باغ نے بہی انعام پایا اُس کے بعد چیف کالج گئے جہان پرنسپل وممبران اسٹاف نے استقبال کیا۔ معززین طلباء مین خوردسال مہاراجہ پٹیالہ۔ کم سن راجہ فرید کوٹ۔ ولیعہد چمبہ۔ خیرپور سندہ کے خوردسال میر سے ملاقات فرمائی پرنسپل کے ساتہہ تمام عمارات کالج کا معائنہ کیا۔ کچھہ سوالات کیے اور کتاب مین اپنے معائنہ ومسرت کا تحریری اظہار فرمایا۔

کالج کے بعد آپ چہاؤنی میانمیر مین تشریف لائے۔ لفٹننٹ جنرل والٹر کچنر نے استقبال کیا۔ سر چارلس ریواز ادرشہر وچہاؤنی کے جنٹلمین ولیڈیان بہی موجود تہین۔ لیڈیون کی ایک کمیٹی جو خیر مقدم کے لیے بنائی گئی تہی وہ حاضر ہوئی۔ آپ ہر ایک سے نہایت خوش خلقی سے پیش آئے۔ لیڈیون کو جگنیان۔ انگوٹہی۔ چہلے وغیرہ عنایت کیے۔ شب کو لفٹننٹ گورنر پنجاب کے مہمان ہوئے۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 86 of 292

۲- مارچ ۱۹۰۶ء- آپ کے پروگرام مین تہا کہ اعلیٰحضرت آج دوپہر کو سنگ بنیادی اسلامیہ کالج نصب فرمائین گے- جسکی وجہ سے اطراف وجوانب سے بکثرت عمائد وخواص جمع ہوے تہے- عین وقت پر خبر ملی کہ آپ بجائے آج کے کل شام کو پانچ بجے تشریف لائین گے- آج گیارہ بجے تک کیمپ سے کہین باہر تشریف نہین لے گئے-

بعدہ مسرز لگ اینڈ کلوس جوہری کی دوکان پر گئے وہان دس ہزار کا مال خرید فرمایا- جسکو ہمراہ لائے- سہ پہر کو لارنس حال مین ٹینس اور کرکٹ کے کہیل ملاحظہ فرمائے- شب کو لفٹنٹ گورنر کے مہمان ہوئے-

۳- مارچ ۱۹۰۶ء- آج امرت سر تشریف لے گئے- اسٹیشن سے اُتر کر سیدہے دربار صاحب پہنچے- حسب معمول عام جوتہ اُتار کر اندر گئے- اندر جانیسے پہلے جیب سے سگار نکال کر پہینکدیا- خدام دربار نے وہ چتر جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کے سر پر لگایا جاتا تہا اور کرسی حاضر کی آپنے ان تکلفات کو منظور نفرمایا اور کہا کہ مین فقیر کے دربار مین آیا ہون مجہے یہان شان وشوکت درکار نہین- پہر آپ گوروصاحب کے اُس تخت تک گیے جہان آج تک کوئی سکہ بہی نہین جاسکا-

یہہ آپ کی خصوصیت باعتبار رعایا پرور بادشاہ کے ہے- جس کی شان ہر مذہب وملت کی حمایت وپرورش ہوا کرتی ہے- تمام اہل دربار نے بارہا دلی جوش کیساتہہ سری ست اکال ہلبی مہاراج کی جے اور برہمنون نے اشیرباد اشیرباد کے دعائیہ نعرے لگائے (ہلبا حبیب اللہ کا مختصر ہے) آپ نے علاوہ خدام کے دربار کے لیے بہی معتدبہ رقم عنایت فرمائی- یہان سے آپ خالصہ کالج تشریف لے گئے وہان بہی کچہہ عطا فرمایا- بعدہ واپس لاہور ہوئے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 87 of 292

ٹرین سے اُتر کر ساڑھے پانچ بجے کے قریب اسٹیشن سے سیدھے اُس موقع پر جہان اسلامیہ کالج کے بنیادی تپھر رکھنے کا جلسہ تہا پہنچے۔ خلقت کا ازدہام خیال سے بہت زیادہ تہا۔ جلسہ کیطرف سے ایڈریس دیا گیا۔ آپنے جواب مین جو تقریر فرمائی اُسکے لفظ لفظ سے راستبازی۔ مذہبی جوش۔ اسلامی محبت ٹپکتی تہی یہہ شعر ارشاد کیا۔

ہچو پرکاریم یکپا در شریعت مستقیم
پائے دیگر سیر ہفتاد و دو ملت میکنم

آپ نے روز گذشتہ کے نہ آنے کی تلافی ایسی فرمائی کہ مسلمان فرط خوشی سے بلغ باغ ہوگئے۔ جوش ارادت مین ہر متنفس کا دل آپ پر قربان ہونے کو چاہتا تہا۔ اس کے بعد لوگون نے نظم پڑہنے کی اجازت چاہی جسپر فرمایا کہ کام کی باتین کرنا چاہیئن۔ فوراً اُٹھکر وہان آئے جہان سنگ بنیادی نصب کرنا تہا سنگ مرمر کے کتبہ کو اپنے ہاتہہ سے نصب فرمایا۔ اور سوار ہو کر تشریف لیگئے

۴۔ مارچ ۱۹۰۵ء۔ آج شالامار باغ تشریف لے گئے وہان بعض عمدہ درختون کے بیج افغانستان ہمراہ لیجانے کی خواہش ظاہر کی۔

شب کو مسٹر ڈابس ڈپٹی فارن سکرٹری جو ہز مجسٹی کے ساتہہ شروع سفر سے تہے اور جنکا رتبہ بعد سر ہنری میکموہن کے برٹش پارٹی ہمراہی مین تہا۔ اُن کی شادی مین شریک ہوئے جو سر چارلس ریواز کی بہتیجی کے ساتہہ ہوئی۔ اور آج کا قیام اسی تقریب کی وجہ سے عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ شب کو اکونٹنٹ جنرل کے مہمان ہوئے اور قریب ایک بجے شب کے لاہور سے روانگی ہوئی۔

۵۔ مارچ ۱۹۰۵ء۔ شام کے بعد ٹرین پشاور پہنچی رات کی تاریکی کیوجہ سے مراسم و تکلفات کا نقد لحوظ نرہ سکے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 88 of 292

۶ - مارچ ۱۹۰۶ء - شب کی بارش نے راستون کی حالت بدتر کر دی تھی - آج صبح سے بھی خفیف ترشح برابر ہوتا رہا تھا -

کیچڑ پانی سے پیدل چلنے والون کی مٹی خراب تھی زبان حال سے ہر راہگیر یہ کہتو تھو

پاؤن نیچے سے پکڑتی ہے یہان کی کیچڑ
دُھولین اوپر سے لگاتا ہے تڑاتڑ پانی

دوپہر کو کچھ مطلع صاف ہوا - اُسوقت ہز مجسٹی موٹر کار مین سوار ہوئے (پھسلنے کی وجہ سے موٹر کار کو تیز نہین چلایا جاسکتا تھا -) اور آپ اُس مقام پر پہنچے جہان کئی دن سے فوجی کھیل ہورہے تھے - ہائلینڈر - بریگیڈ کے کرتب ملاحظہ فرمائے - بالخصوص تلوارون کے ناچ سے بہت محظوظ ہوئے - شب کو سر ہرلڈ ڈین چیف کمشنر کے مہمان ہوئے -

۷ - مارچ ۱۹۰۶ء - آج زمانۂ سیاحت ہند ختم ہوا - صبح آٹھ بجے آپ اسٹیشن پشاور پر وارد ہوئے - پلیٹ فارم پر فوجی و ملکی عہدہ داران کا بہت بڑا ہجوم تھا حاضرین مین ہر شخص سے بقدر مراتب رخصتی اخلاق فرمایا اور ٹرین مین سوار ہوئے نو بجے سے پہلے گاڑی جمرود پہونچ گئی - سرحدی توپخانۂ قلعہ نے سلامی سرکی ہز مجسٹی کے اُترنے پر مقامی افسران خیبر رائفل نے استقبال کیا رخصت ہوتے وقت ان لفظون مین اظہار مسرت و خوشنودی فرمایا -

جمرود در وقت مراجعت از سفر ہندوستان و داخل شدن بخاک افغانستان از دورۂ ہندوستان کہ در شصت و چہار ۶۴ روز بدورۂ مذکور بودم آنقدر محظوظ ہستم کہ از حد بیان بیرون است - انچہ از گورنمنٹ انڈیا خود و جناب وایسرائے صاحب و کمانڈر انچیف صاحب وغیرہ افسران نظامی و حکام ملکی ہندوستان ملاحظہ کردم - ہمہ محبت و دوستی بود - و ہمہ شان را

دوست دولت افغانستان و دوست خود یافتم۔ من میتوانم گفت کہ درین قلیل زمان گردش خود در ہندوستان آنقدر دوستہاے صادق براے دولت افغانستان و براے شخصی خود پیدا کردم کہ اگر از افغانستان ہم در ہندوستان فی آدم یکسال پیدا کردہ نمی توانستم پس امروز ملت افغانستان و خود را سزاوار مبارکباد میدہم کہ یک ملک خوب دوستہا ہستم۔ دوست من سر ہنری میکموہن این مضمون نوشتہ براے مدیر اخبارات را خبر بدہند تا در اخبار خود شایع کنند کہ تمام عالم واقف شود امضاء سراج الملة والدین

سر ہنری میکموہن کی خدمات کے صلہ مین شکریہ کے ساتھہ تمغہ حرمت وخطاب سردار اعطا فرمایا۔ اور میجر برڈو میجر بروک کو بھی تمغہ حرمت عنایت کیا۔ کپتان ٹرنیند۔ میجر ڈیوک و کپتان بیری کو تمغہ عزت اور سر فیلڈ و سردامی کو تمغہ خدمت مرحمت فرمائے۔

اسٹیپیان کے لیئے ایک رقم بالمقطع سر ہنری میکموہن کی تفویض کی کہ آپ علی قدر مراتب جسکو جس قابل سمجہین انعام کے طور پر ہدایہ بخشین۔

بعدہ ہزمجسٹی اور اُن کے ہمراہی متعدد گاڑیون مین سوار ہوئے خیبر کے راستہ کا انتظام کافی تھا۔ ساڑہے بارہ بجے رونق افروز لنڈی کوتل ہوئے قلعہ سے سلامی سر ہوئی۔ یہان دوپہر کا کہانا تناول فرمایا۔ بے تار کی تار برقی کا کچھہ تجربہ کیا۔ ساڑہے چار بجے ایک اسپ سرنگ پر سوار ہو کر اور لنڈی خانہ سے انگریزی اسٹاف کو واپس کر کے مع الخیر اپنے ملک کو تشریف لیگئے

ہزمجسٹی شاہ افغانستان کے اخلاق وصفات اعلیحضرت مین جو جو قابلیتین و خوبیان پائی جاتی ہین وہ ایک ایشیائی فرمانروا کی ذات واحد مین بمشکل سے جمع ہوتی ہین۔ خداوند عالم نے خوبیان وصفات عطا فرمانے مین اُن کے ساتھہ اپنی فیاضانہ عنایت سے کام لیا ہے۔ وہ دانشمند۔ ذہین و ذکی رحمل۔ روشن خیال۔ حلیم۔ خلیق۔ مستقل مزاج۔ متین۔ متواضع۔ غیر متعصب۔ ظریف۔ سخی جری۔ صاحب علم۔ خوش بیان۔ علوم وفنون کے شایق۔ اسلامی خیالات و مذہبی عقائد کے لحاظ سے وہ ایک پاکباز اور نیک کردار مسلمان ہین۔

اون مین دو صفات اعلیٰ درجہ کی ہین۔ اوّل یہہ کہ جو بات دل مین ہے وہی زبان پر

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 90 of 292

ظاہر و باطن یکسان ہے۔ ریاکاری جو بدترین خصائل انسانی مین سے ہے اُن مین نہین۔ دوسرے حسد نہین بہانہ ڈھونڈھکر کسی کو سزا نہین دیتے بلا وجہ کسی کے خواہان زوال نہین مسائل دینی کی بصیرت مین اُن کا مرتبہ کسی طرح ایک فقیہ سے کم نہین۔ طلبا علیگڈہ کالج و ٹرسٹیان سے متعدد سوالات مذہبی کا دریافت کرنا ہمارے اس بیان کی قوی حجت ہی قرآن پاک سننے پر رقت طاری ہونا اور گریہ کا ضبط نہ کرسکنا نرمی دل و خوف خدا کی بیّن دلیل ہے۔

بیان مین روانی۔ راستی وسلاست ہے جس موقع پر جو کچھ فرمایا وہ نہایت صاف و سچا و مناسب وقت تھا۔ اون کی گفتگو مین بناوٹ کو دخل نہین۔ اُن کا بیان راست و سنجیدہ ہوتا ہے۔ اونہون نے بعد ملاحظہ علیگڈہ کالج جو تقریر فرمائی وہ ہر طرح حیرت انگیز تھی۔ وہ ایک فقرہ اسپیچ کا فارسی مین فرماتے تھے۔ ترجمان اُسکا ترجمہ اُردو مین سُناتا تھا۔ اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر اسپیچ ختم ہوئی مگر تسلسل واقعات و خوبی بیان مین فرق نہ آنے پایا یہ وہ صفت ہے جس کی تعریف مشکل سے ہوسکتی ہے۔

تعلیم و تربیت

ابتدائی تعلیم آپ کی مملکت روس مین ایسی ہوئی جیسی کہ حالت و زمانہ کے اعتبار سے ہونی چاہئے جب امیر مرحوم سریر آرائے تخت کابل ہوے تو پھر باقاعدہ تعلیم مذہبی اخلاقی۔ عربی و فارسی زبانون مین شروع ہوئی اور ساتھ ہی انگریزی بھی سکھلائی گئی۔ تعلیم سے زیادہ آپ کی تربیت ہوئی۔

فارسی و پشتو تو آپ کی مادری و ملکی زبانین ہین۔ عربی کے بھی ماہر ہین۔ روسی و انگریزی زبانون کو بقدر ضرورت جانتے ہین۔ اُردو کو بخوبی سمجھ لیتے ہین۔ اور اُسمین مطلب بھی ادا فرما لیتے ہین۔

امور سیاست کی تربیت جس خوش نصیب شخص نے امیر عبدالرحمٰن خان مرحوم جیسے مدبر حکمران سے پائی ہو اُس مین کیا کمی رہ سکتی ہے۔ جس سعی بلیغ سے مرحوم مغفور نے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 91 of 292

معاملات سلطنت و پولیٹیکل مصالح سے آپ کو باخبر کیا ہے۔ اُس سے بہتر ناممکن نہین تو دشوار یقینی ہے۔

تہذیب وشائستگی اعلیٰحضرت کی تہذیب وشائستگی نے اہل مغرب کو متحیر بنا دیا۔ آپکی صحبت ذی علم اشخاص مین سے ملاؤن کے ساتھ رہی لیکن سفر ہندوستان مین ہر موقع پر آپنے ثابت کر دیا کہ آپ پکّے مسلمان ہین۔ مگر تنگی خیالات کے مسلمان نہین جس قوم مین آپکی پرورش ہوئی اُس پر نئی تہذیب کا سایہ نہین پڑا مگر مہذّب قومون سے تسلیم کرا دیا کہ آپ کی تہذیب ہر گز کسی اعلیٰ درجہ کے مہذب تعلیم یافتہ شخص سے کم نہین۔

شاہ افغانستان کی شائستگی نے اُن کے ہر ملازم کو شائستہ بنا دیا ہے افغانی سپاہی مغربی سولجرون سے زیادہ مہذب ہین اُن کی تہذیب وشائستگی ترکون کی تہذیب کا کچھ دنون مین دعوے کرے گی۔

افغانی جنگجو بدویانہ زندگی بسر کرنے والی قوم جسپر نہ ہنوز مغربی سایہ پڑا اور نہ جسکو دنیا کی سیر وسیاحت کا موقع ملا اُسکا اس حالت تہذیب پر اسقدر جلد پہنچنا محض اعلیٰحضرت کی کرامت تہذیب کہنا چاہیئے۔ ورنہ کہان ملک افغانستان اور کہان یہ موجودہ تہذیب و شائستگی۔

اخلاق ہز مجسٹی امیر خلق محمدی کا نمونہ ہین۔ عام طور پر اخلاق برتنا۔ لوگون کیساتھ خندہ جبینی سے پیش آنا۔ یہ صفت اُن کی طبیعت ثانی ہے۔ گفتگو مین ایسی دلکشی ہے کہ مخاطب ہمہ تن شوق بنجاتا ہے۔ ایک انگریزی اخبار رقمطراز ہے کہ ہز مجسٹی امیر کابل ایسے اعلیٰ پایہ کے شخص ہین جنپر ایشیا بھر کو فخر کرنا چاہیئے ایک اور انگریزی اخبار کا بیان ہے کہ ظاہر کی طرح آپ کا باطن بھی نہایت شاندار ہے۔ وہ فطرتاً تواضع۔ مہربانی خلق۔ اور تمام انسانی خوبیون سے آراستہ ہین۔ وہ مطلق متکبر نہین۔ وہ تمام امتحانون مین پورے اُترے اُنکا خلق امیرون وغریبون کے ساتھ یکسان ہے۔ مسلمان۔ عیسائی۔ بنگالی۔ پارسی اور عام ہندو سب ہی ایک زبان ہو کر اُن کے اخلاق کے ثناگر ہین۔

ذہن وذکا ذہانت وذکاوت کیلئے یہ دلائل کافی ہین کہ لنڈی کوتل پر بے تار کی خبر رسانی کے متعلق اور کانپور مین کارخانون کے انجنیرون سے جو سوالات آپ نے کیے اُن کے جواب مین ماہرین فن نے بھی اپنی عاجزی کا اعتراف کیا۔

مستعدی ہز مجسٹی نہایت محنتی اور جفاکش ہین۔ تمام زمانۂ سیاحت ہند سے اسکا ثبوت ملتا ہے کاروبار سلطنت مین جب آپکی مصروفیت ہوتی ہے تو ایک مستعد وباخبر حکمران کے شل ہوتی ہے بغیر ختم کیے کام کے وہ آرام نہین فرماتے۔ بعض کا بیان ہے کہ وہ کام کم کرتے ہین مگر جب اور جسقدر کرتے ہین وہ تمثیل کرتے ہین۔ سفر ہند سے جاتے ہی اُنہون نے دورۂ ملک شروع فرما دیا اور یون بھی وہ ہمیشہ اور اکثر دورہ فرماتے رہتے ہین۔ لوگون کی شکایتون اور عرضداشتون کو سنتے ہین لیکن احکامات کے اجرا مین تعویق سُنی جاتی ہے اگر یہہ سچ ہے تو اس نقص کو رفع فرمانا چاہیے۔ بہی خواہان اسلام کی آرزو ہے کہ کسی قسم کا نقصان نہ باقی رہنا چاہیے۔ اصول قانون ہے کہ انصاف مین دیر کرنا حکومت کو ضرر پہونچانا ہے۔

تواضع وتمکنت مامون الرشید اعظم کا قول ہے کہ شریف کی بڑی پہچان یہہ ہے کہ چھوٹے سے دب جائے اور بڑے کو دبالے۔ تواضع وخودداری مین امیر کی یہی شان ہے تمکنت شاہی کو عاجزون کے مقابل کام نہین فرماتے۔ برابری کے موقع پر اعتدال رکھتے ہین۔ ایک غریب لڑکے سے بے تکلف باتین کرنے مین مضائقہ نہین کیا۔ مسجد مین اپنے لیے امتیازی جگہہ کو گوارا نہین کرتے۔ عام مسلمانون سے زیادہ مستحق اپنے آپ کو نہین جانتے دوستون کی صحبتون مین بے تکلف جانا۔ ملاقاتیون سے مسرت کے ساتھہ ملنا اُن کا خاص طریقہ ہے۔ لیکن افسرون سے سرکاری طور پر ملنے کا جب اتفاق ہوتا ہے تو اُس وقت امتیاز مدنظر رکھتے ہین۔ چنانچہ والیسرائے کی بازدید ملاقات پر اسکا پورا ثبوت دیا۔ جیسے کہ خودداری کو خود عزیز رکھتے ہین ویسے ہی دوسرے کی واقعی عزت کا لحاظ

فرماتے ہین۔ اگرہ کا ذکر ہے کہ حضور والیسراے نے تقریر کی ہز مجسٹی کا ترجمان اُس کا ترجمہ فارسی مین سُنانے لگا اور والیسراے کے ہر قول کے آغاز مین کہا کہ والیسرای عرض میکنند تو امیر نے سرزنش کی کہ بگو فرمانروائے ہند مے فرمایند۔ دوبارہ ٹوکنے پر ترجمان سنبھلا اور اُس نے عرض میکنند نہ کہا۔

جو اعلیٰ خطاب برطانیہ اعظم و ملک معظم قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کیطرف سے امیر کو دیا جانا قرار پایا تہا وہ اعلیٰ خطاب خود والیسراے کو حاصل نہ تہا اس اعتبار سے والیسرای عطائے خطاب کا منصب نرکہتے تہے۔ لہذا فارن سکرٹری نے ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کا ایک خاص فرمان پڑہا جس مین حضور والیسراے کو بہ نیابت خود خطاب دینے کا اختیار دیا گیا تہا جب فرمان پڑہا جاچکا اور فارن سکرٹری نے فرمان حضور والیسرائے کو دے دیا تو لارڈ کچنر و لفٹننٹ جنرل سر چارلس ایجرٹن ہز مجسٹی کو عطائے خطاب مین مدد دینے کو حسب ایمار والیسراے اُٹہے۔ اُسوقت ہز مجسٹی اپنے تخت سے جو حضور والیسراے کی دہنی جانب تہا ایک دو سیڑہی نیچے اُترے اور بآواز بلند انگریزی زبان مین یہ فقرہ فرمایا کہ "یہ تعظیم ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے لیے ہے"۔ جو لوگ رموز سلطنت و کلام ملوک سے واقف ہین وہ اس برمحل فقرہ کا مطلب بخوبی سمجہ سکتے ہین۔

یورپ کے شاہان ہمعصر بہی ایسے موقعون پر عطا کنندہ خطاب بادشاہ کا اسی طرح احترام کرتے ہین۔ اپنی لاعلمی کی وجہ سے عوام کا کوئی دوسرا خیال ہو تو اُن کی نادانی کا نتیجہ ہے

دلیری اور شجاعت

امیر مرحوم اپنی تزک مین لکہتے ہین کہ جب مین قندہار اور ہرات کے قبضہ کو پاک کرکے کابل پہنچا تو مجہے پروانہ خان و حبیب اللہ خان کی خدمات سے نہایت خوشی ہوئی۔ ان دونون حبیب اللہ خان بالکل بچہ تہا لیکن اُس نے بڑا کام کیا کہ میری غیبت مین سپاہیون مین جاکر میری طرف سے جوش دلایا۔ نہ پریشان ہوا نہ لڑائی کا خوف کیا بلکہ ہر بات و مشورے مین پروانہ خان۔ عبد الحمید خان و دیگر افسرون کے جن کو مین نے اسکی

نگرانی کے لیے مقرر کیا تھا برابر شریک ہوتا رہا اور کوہستان حسارک کے قبیلوں محمود کتاک
عبدالرشید۔ جمعہ خان۔ محمود حسین کو نہایت جسارت کے ساتھہ غدر سے باز رکھا۔

جب ہز مجسٹی امیر جوان ہوے اور امیر مرحوم کے زمانہ مین بغاوتین ہوئین یا کافرستان پر
حملہ کیا گیا اُن مین سے جس معرکہ مین ہز مجسٹی شریک ہوئے نہایت شجاعت سے خود لڑے
اور فوج کو لڑایا کبھی جنگ اور دشمن کی طاقت کے وسوسہ کو دلمین نہ آنے دیا۔ جلال آباد
مین بندوق پھٹ جانے سے اُنگلیون مین سخت صدمہ پہنچا عمل جراحی کے وقت ڈاکٹر
لے جب اُنگلیان قطع کین تو آپ اخبار پڑھتے رہے اور چتون پر بل نہ آنے دیا۔ دریای
اٹک کے پل کا واقعہ سب کو معلوم ہے۔

ان واقعات سے اُن کی دلیرانہ طبیعت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ وہ شجاع و شجاع
دوست و دلیرانہ دلیرانہ صفت کے شیدا ہین انہین صفات نے اونہین سپاہ مین
نہایت عزیز بنا رکھا ہے۔

بے تعصبی | جب کوئی شخص اپنے مذہب کا احتیاط و سختی سے پابند ہوتا ہے تو مخالف کو
اُس سے ضرور ایذا پہونچتی ہے۔ اسی ایذا رسانی کا نام تعصب ہے۔ پادشاہ کے حق مین یہ
تعصب خراب نتائج پیدا کرتا ہے۔ حکمران مین جو ہر دلعزیزی کی صفت ہونا چاہیئے جس
کو نقصان پہونچتا ہے۔ اعلیحضرت کا دامن اس عیب سے پاک ہے۔ افغانستان مین سُنی
شیعہ۔ ہندو۔ سکھہ۔ پارسی وغیرہ اپنے مراسم مذہبی کو نہایت آزادی سے بجا لاتے ہین
اُن کے معاملات و تنازعات اُنہین کے مذہبی قانون کی رو سے فیصل ہوتے ہین۔

عہد امیر مرحوم مین سیاسی و ملکی بناء پر قبائل ہزارہ سے جو مذہباً شیعہ ہین جنگ
ہوئی اس لڑائی کو گو مذہب سے کوئی علاقہ نہ تھا تاہم شیعہ قبائل کے اکثر افراد کو یہ
شکایت رہی کہ اختلاف مذہب اس خونریزی کا باعث ہوا۔ اِس لیے اُنہون نے باوجود
اطاعت کے اس خیال کو دل سے دور نہ کیا لیکن امیر موجودہ نے سریر آرای سلطنت

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 95 of 292

ہوکر اُن کے ساتھہ وہ بے تعصبانہ حسن سلوک برتا جس سے وہ پُرانا خدشہ اُن کے دل سے دور ہوگیا۔ آپ صرف اپنی سلطنت ہی مین بے آزار و بے تعصب نہین ہین۔ بلکہ دل آزاری و تعصب سے آپ کو طبعی نفرت ہے۔ موقع عید الضحی پر بمقام دہلی بجاے قربانی گائے کے بکرے و دُنبے کی قربانی کو ترجیح دینا بے تعصبی کی کافی تائید ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دہلی کے ہندوؤن کے دل خصوصاً اور ہندوستان کے ہندوؤن کے عموماً ایک سرے سے دوسرے سرے تک اُن کی بے تعصبی شاہانہ کے ثبوت مین گواہی دے رہے ہین۔ اس صفت نے بنگالیون کا بھی اُنہین ممدوح بنا لیا۔ اس بات کا صحیح اندازہ کہ غیر قومون کو مذہبی آزادی۔ رسومات مذہبی ادا کرنے مین آسانی جان و مال کی حفاظت کیسی ہے وہی شخص خوب کرسکتا ہے جسکو افغانستان جانے۔ اور وہان کی غیر قومون کی آسایشی زندگی دیکھنے کا موقع ملا ہو۔ تاہم واقعات سفر ہندوستان سے بھی اسکا پتہ چلتا ہے۔ وہ تعلیم یافتہ ہندو جو مسلمان بادشاہون کی شکایتون کے راگ گایا کرتے ہین۔ وہ بھی تو ہز مجسٹی امیر کی تشریف آوری و بے تعصبی کا حال سنکر اپنے جوش مسرت کو نہ دبا سکے۔ خیر مقدم مین بڑی خوشی سے شریک ہوئے۔ جا بجا آپکی بے آزارانہ پالیسی پر اظہار شکر گذاری مین رگولیشن پاس کیے۔ تارون کے ذریعہ سے اپنی شکر گذاری کی اطلاع دی۔ اکثر جگہہ سواری پر پہول برسائے۔ اُن کی وجہہ سے مکانات کو آراستہ کیا۔ بلا تحریک غیرے روشنی کی۔ یادگارین قایم کرنے کی تجویزین ہوئین۔ اس سے زیادہ ہز مجسٹی کی بے تعصبی اور ہندو صاحبون کی مسرت کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

عفو یہہ صفت ہز مجسٹی مین خاص پایہ کی ہے۔ اس بارہ مین وہ اپنے پدر عالیقدر کی سیاست سے جداگانہ طرز عمل رکہتے ہین۔ خاص خوبی یہہ ہے کہ جن لوگون کے قصورون سے درگذر فرماتے ہین وہ اِسکے مستحق بھی ہوتے ہین۔ عفو و درگذر کے موقع کو جیسا کہ آپ سمجھتے ہین کوئی مدبر سے مدبر بادشاہ سمجھیگا تو اُن سے بہتر نہ سمجھہ سکیگا۔ اُن کے

درگذر کی روشن مثالین یہ ہین کہ جلا وطن و فراری افغان اسی صفت کی بدولت افغانستان مین جلیل القدر مناسب پر معمور ہین۔

ایک دانشمند بادشاہ کی حکایت ہے کہ تین مجرم ایک ہی جرم کے اُس کے روبرو پیش ہوے۔ بادشاہ نے تینون مجرمون کے قیافہ کو بغور دیکھا۔ اُن مین سے ایک شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہہ بات تمہارے لیے نا زیبا تھی۔ دوسرے کو خفیف سرزنش کی۔ تیسرے کو پوری سزا دی۔ دوسرے دن معلوم ہوا کہ جسے زبانی فہمائش کی تھی وہ مرگیا۔ جسکو خفیف سزا دی تھی اُس نے جلا وطنی اختیار کی۔ اور جسکو پوری سزا دی تھی وہ شہر مین خوش پھر رہا تھا۔

اعلیٰحضرت کا درگذر ایسے لوگون کے ساتھ ہے کہ جو اپنے معافی قصور کی قدر کرتے ہین نہ اُن گنہگارون کے ساتھ جو معافی کے بعد جسارت کرین۔

ترحم امیر عبدالرحمٰن خان مرحوم کی نسبت داستانین قہاری و جباری کی مبالغہ کے ساتھ مشہور تھین مگر وہ حقیقت مین ایسے نہ تھے۔ افغانستان کی حکومت جس حالت مین اُن کو ملی تھی اوسکا اقتضا اور ملکداری کا تقاضا یہہ تھا کہ کسیقدر سختی سے کام لین اسوجہہ سے امیر مرحوم کی نسبت شہرتین رحم کے خلاف تھین۔ لیکن ہز مجسٹی امیر موجودہ شروع سے ہی رحیم مشہور ہین۔ جو مجرم امیر مرحوم کے سامنے آنے مین خوف کرتے تھے اُن کو موجودہ امیر کا رحم درگذر کے لیے حاضر کر دیتا ہے۔

آپ کے رحم کی ایک حکایت قابل سُننے کے ہے۔ اگست سنہ ۱۹۰۶ء مین ہنگام شکار ایک ضعیف العمر شخص کو آپنے اپنے ہاتھہ سے کٹی کرتے دیکھا۔ اُس کے پاس جا کر از راہ مراحم شاہانہ فرمایا کہ تم اس عالم پیری مین کیون اتنی تکلیف گوارا کرتے ہو۔ کیا کوئی اولاد نہین۔ اُس نے عرض کیا کہ مین گھر مین تنہا ہون۔ ایک لڑکا ہے وہ فوجی خدمت انجام دیتا ہے۔ یہ سُننے کے بعد آپ اُس کو اپنے ساتھ جائے قیام

پر لائے اور اپنا شریک طعام کیا۔ بعدہ اُس کے لڑکے کو بُلوا کر بڈھے کی خدمت مین مامور فرمایا اور ساتھہ ہی دو ہزار روپیہ عنایت کیا۔ لڑکے سے ارشاد فرمایا کہ جب تم اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے ہو تو تمپر ملازمت سے زیادہ تمہارے ضعیف باپ کی خدمت کا حق ہے

فیاضی اعلیٰحضرت امیر مین صفت سخا اعتدال کے ساتھہ ہے وہ سخی ہین لیکن اہل استحقاق و اہل حاجت کو دیتے ہین اُن کی فیاضی و اُلو العزمی کے کارنامے نگاہ قدر سے دیکھے جانے کے قابل ہین اور تاریخ مین سنہری حرفون سے جگہہ پانے کے لایق۔ ہز مجسٹی نے یہہ بتا دیا کہ حکیمانہ مصارف خیر کے کیا موقع ہوتے ہین۔

تعلیم مین محمڈن کالج علیگڈھ و حمایت الاسلام لاہور مین یتیمون کی پرورش کے لئے ایک رقم کثیر دوامی و نیز یکمشت عطا فرمانا اور اوس کے ساتھہ راستبازی سے یہ کہنا کہ مین اپنے ملک مین تعلیم کے لئے خود حاجتمند ہون اور جو کچہہ دیتا ہون وہ میری خواہش سے بہت کم ہے۔ یہہ اُن کی اصلی فیاضی۔ وجدانی خیر اور نیک نیتی کا کافی ثبوت ہے۔ یہہ آپ کا وہ صدقہ جاریہ ہے جس سے ہندوستان مدت العمر فیضیاب و مرہون منت رہے گا۔

ہز مجسٹی نے جہان معابد و مزارات اسلامی کے محافظون کو عطیات عنایت کئے وہان ہندوؤن و سکھون کے مناور و گورو دوارون کو بہی نظر انداز نہ کیا اور نہ مسیحی مصارف خیر کو ہاتہہ سے جانے دیا۔ (مشتوفیت) مینا بازار کلکتہ مین جو فیاضی برتی وہ بہی مصارف خیر کا کافی ثبوت ہے۔ تہذیب یافتہ قومون کی ہر بات مین جدت ہوتی ہے۔ مغربی قومون کو جب کبہی مصرف خیر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو وہ چندہ کے علاوہ ایک نمایش کے طور پر بازار قایم کرتی ہین۔ جسمین بڑے بڑے امرا و روسا حتےٰ کہ فرمانرواؤن کی لیڈیان وسین اپنے اپنے ہاتہہ کی مصنوعات و نیز دیگر خوشنما اشیا سے دوکانین سجاتی ہین۔ وہان کہیل و تماشے بہی کیے جاتے ہین۔ خوشحال

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 98 of 292

صاحب مقدرت لوگ شریک ہوتے ہین۔ اس ذریعہ سے جو منافع ہوتا ہے وہ سب غربا و حاجتمندون کے مصرف خیر مین صرف کیاجاتا ہے۔ اقبالمند قوم کی ہر ادا دلفریب اور ہر کام دانشمندانہ ہے۔ کس خوبصورتی و آسانی سے نیک کام انجام دیے جاتے ہین

اسی طرح سرہند کا گورودوارہ۔ امرت سر کا دربار۔ قطب مینار کے قریب مندر جوگ باباجی وغیرہ۔ خدام مزارات مجدد الف ثانی۔ حضرت سلطان الاولیا۔ حضرت خواجہ بختیار کاکی۔ حضرت خواجہ الہند اجمیری وغیرہ و خادمان و امام جامع مسجد دہلی۔ پرانے قلعہ کی مسجد مین کنوئین کی درست۔ مسجد مہابت خان پشاور وغیرہ وغیرہ مین عطیات۔ ہندو و مسلمانون کے لئے روشن فیاضیان ہین۔ ہندو و عیسائیون نے اس عطیہ کو نگاہ قدر سے دیکہا۔ لیکن مجاوران مزارات چندان خوش نہ پائینگے۔ اسکا سبب یہہ دریافت ہوا کہ امیر صاحب کی تشریف آوری پر جہان مختلف خیالات پہیلے ہوے تہے وہان شعرا و مجاوران مزار مین بڑی شد و مد سے چرچے تہے کہ جہان امیر کا گذر ہوجائیگا اور جسکو شرف حضوری ملجائیگا وہ پشتون تک۔ ورنہ کم از کم اپنی زندگی کے لیے تو ضرور معاش سے بے نیاز ہوجائیگا۔

مگر امیر جہوٹی تعریف کے مخالف اور شاعری کو مد فضول خیال فرماتے ہین۔ علماءٔ یونان نے بہی اپنی جمہوری انتظام مین شاعرون کے گروہ کو بیکار محض سمجہکر آبادی سے خارج رکہا تہا۔ اور دلیل یہہ کہ ان سے کوئی غرض وابستہ نہین۔ حالانکہ ہر ادنی سوادنی اہل حرفہ کسی ضرورت کو نکالتا ہے۔ اور شاعری بیکاری کے سوا کسی کام نہین آتی۔ مگر ہم کو اس سے پورا اتفاق نہین۔ بعض بعض موقعون پر جو کام شعرا نے دیا ہے وہ فوجون سے بہی نہین بن پڑا۔ پہر فنون[له] لطیفہ مین شاعری کا مرتبہ سب سے اعلی ہے۔ اس لیے کہ بعض مین ظاہری خوبیان ہین اور بعض مین باطنی۔ مگر شاعری مین دونون خوبیان بدرجۂ کمال پائی جاتی ہین۔ ظاہری۔ خوبی موسیقی کی اور باطنی خیال کی وسعت و جذبات کے اظہار کی

له فنون لطیفہ مین شاعری۔ موسیقی۔ نقاشی۔ مصوری ٥ فن آرایستگی شامل ہین موجودہ زمانہ مین رقاصی و ایکٹ کرنا بہی اسمین داخل کرلیا ہے ۱۲

دونون اس مین ملی ہوئی ہین۔ زندگی خوشگوار نہین ہوسکتی جب تک کہ شعرا اوسکو خوشنما کرکے نہ دکھائین۔ بحر کی خوبیان تمہارا دل نہین لبھا سکتین جبتک کہ شعرا اُس کے حُسن و جمال کی تصویر کھینچکر نہ لائین۔ قوم کی محبت دلون مین پیدا نہین ہوسکتی جب تک کہ شعرا تمہارے اندرونی جذبات کو نہ اُکسائین۔

موجودہ زمانہ مین ایشیائی شاعری نگاہ قدر سے نہین دیکھی جاتی۔ امیر بھی اسیوجہ سے اسکے دلدادہ نہین۔

مجاوران مزارجن کی طبیعت مین بزرگان دین کی قربت معنوی کا افتخار سمایا ہوا ہے وہ اپنے مقابلہ مین دیگر تمام مستحقین کے ساتھہ احسان کرنا خیرات بےمعنی خیال کرتے ہین۔ ان خیالات کے ساتھہ جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ ایک ایشیائی با اختیار حکمران ہماری گورنمنٹ کا مہمان بنکر آرہا ہے اُسکے تمام اخراجات سفر و مہمانداری گورنمنٹ نے نہایت فراخ حوصلگی سے اپنے ذمہ قبول فرمائے ہین۔ بادشاہ مہمان بھی خزاین کے صندوق اپنے ہمراہ لیے ہوئے ہے جس نے پشاور پہنچتے ہی جامع مسجد مین دس ہزار روپیہ عطا فرمادیا۔ علی گڈھ کالج کو چھہ ہزار سالانہ دوامی اور بیس ہزار یکمشت بخشدیا۔ وہ خوش عقیدہ مسلمان بادشاہ مجاوران و متولیان مزار کو جو کچھہ بھی نذر کرے وہ کم ہے۔

یہ رودادایک تمنائے بیجا کی محرک تھی۔ مگر نہ وہ امیر کی دانشمندانہ خیرات سے باخبر۔ نہ اُن کی روشن دماغی سے آگاہ نہ ملکی آمدنی واخراجات سے واقف نہ اُن کی قابلانہ پالیسی سے مطلع تھے۔

مقربان مزارات زائرین سے اپنا حق وصول کرنا واجب جانتے ہین اور یہہ عادت اُن کی طبیعت ثانی ہوگئی ہے اس لحاظ سے وہ معذور بھی ہین۔ مانا کہ خاص عام کے مقابلہ مین جو وہ اپنا حق سمجھتے ہین وہ کسیقدر بجا نہو یا اخلاق اعتبار سے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 100 of 292

وہ ہمارے لیے مایۂ ناز بہی ہون۔ مگر اس سے یہہ لازم نہین آتا۔ کہ ہم شکایتون کا الزام اپنے ذمہ لین۔ اگر ہم سے ہوسکے تو ہمپر واجب ہے کہ اُن کی اصلاح حالت وخیالات مین سعی کرین اُن کے بہتر بنانے مین امکانی کوششین بجالائین۔ وہ اُن بزرگان دین کے چشم وچراغ وخدام ہین۔ جن کے طفیل ہندوستان مین رونق اسلام ہوئی غیر اقوام ہمارے سامنے انہین حضرات کو نمونتاً پیش کرینگی۔ اور جو خوبیان ان مین ہونگی وہی ہماری جماعت کا معیار حسن وقبح قرار دیاجائیگا۔ لہذا ان کے حالات ومزارات کی اصلاحین ایک خیرخواہ اسلام وبہی خواہ مذہب کے لیے بہت کچھ محتاج توجہ ہین اگر بموقع عرس پر زوایدات کا ترک ہوکر مسلمانون کی صلاح وفلاح پر تہوڑا غور ہوتا رہے اسلامی بہتری کی تدابیر سوچی جائین۔ آمدنی نذر ونیاز واوقاف کے ایک حصہ سے مدارس قایم ہون جنمین یتیمون مسکینون کو تعلیم مذہبی کے ساتہہ صنعت وحرفت سکہائی جائے۔ اختلاف مٹائین۔ اتفاق پہیلائین۔ اقتضاے زمانہ ومصلحت وقت سے کام لین۔ صوفیاے کرام کے ملفوظات کو بیکار نہ ہونے دین۔ عوام جہلا کو تعظیم و پرستش مین فرق بتائین۔ تاکہ ناواقف زائرین مزارات کو صنم خانہ نہ بنائین۔ تو آج یہہ مزارات مسلمانون کے دینی ودنیاوی اغراض کے سرچشمے نہ بنجائین اور میلون کے بجای اُن کو اسلامی کانفرنس ومذہبی ایگزبیشن کے نام سے موسوم کرین۔

ایک عیسائی فاضل کنان ٹیلر نامی کہتا ہے کہ۔ اس بات کا سمجھنا آسان ہے کہ کیون یہہ اصلاح شدہ یہودی مذہب (یعنی اسلام) اسقدر جلد افریقہ وایشیا مین شایع ہوگیا۔ افریقی وشامی علمار نے مسیح علیہ السلام کے دین کی جگہہ دشوار فلسفی مسائل پیدا کردیے۔ اپنے زمانہ کی بدکاریون کا مقابلہ اُنہون نے اس طرح کیا کہ تجرد کی آسمانی خوبیون کو اور کوارپنے کے ملکی اوصاف کو پیش کیا۔ ترک دنیا تقدس کی راہ ٹہیری اور میل مٹی آسمانی پاکیزگی کا خاصہ۔ سب لوگ مشرک تہے شہیدون۔ ولیون کو پوجتے۔ ملائکہ کی پرستش کرتے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 101 of 292

تھے بڑے درجہ کے لوگ عیش پرست و بدراہ تھے۔ متوسط الحال محصولون کے بار مین دبے تھے۔ غلام ایسے تھے جنکو حال و استقبال دونون سے مایوسی تھی۔ خدا کی جہاڑو یعنی اسلام نے ان فرخرفات و اوہام کے کوڑے کو جہاڑ دیا۔ اسلام ان خالی خولی مناظرون کے خلاف ایک ہنگامہ تہا۔

اسلام۔ تجرد کے پُرزور دعوے کے مقابلہ مین کہ وہ تقدس کا تاج ہے ایک مردانہ اعتراض تہا۔ اسلام نے دین کی لازمی اصولون کو یعنی توحید و خدا کی بزرگی اُس کے رحم و انصاف کہ اس بات کو کہ وہ اپنی مرضی پر سب کی اطاعت یعنی توکل و ایمان چاہتا ہے۔ سب کے سامنے پیش کیا۔ اسلام نے انسان کی ذمہ داری کا اعلان کیا۔ آنیوالی زندگی انصاف کے دن۔ اور سخت عذاب کو جو گنہگارون پر ہوگا پکار کر بتا دیا۔ نماز۔ روزے۔ زکاۃ و سخاوت کے فرائض کا فرمان جاری کیا۔ بناوٹ کی نیکیون۔ دینی فریبون منقلب اخلاقی خیالات اور کٹھ حجتیون کی باریک لفظی حجتون کو اسلام نے دہکے دیکر نکال دیا۔ رُہبانیت کی جگہہ مردانہ روش پیدا کی۔ غلام کو امید بخشی۔ بنی نوع انسان کو اخوت دی اور انسانی فطرت کے اصلی شرائط کو پہچانا۔

اسلام محکمہ مسیحی عالمون اور ملاؤن وغیرہ کا رد کرنیوالا تہا۔ یہہ محکمہ قیصر کے دربار کو خدا کی آسمانی دربار کی نقل سمجہتا تہا۔ امید ہے کہ زمانہ شناس مصلحان قوم ان باتو پر غور فرمائینگے کہ موجودہ اسلام اور خصوصاً زنگ مزارات کن اصلاحون کا محتاج ہے۔ اور اصلاحون کے بعد کیا کیا فوائد دینی و دنیوی مسلمانون کو پہونچ سکتے ہین۔

بچون پر شفقت ہز مجسٹی امیر کو بچون کے ساتھہ غیر معمولی الفت ہے۔ زمانۂ قیام آگرہ مین تاجگنج کی سیر فرماتے ہوے ایک انگریزی رجمنٹ کے اسکول ماسٹر کی چار پانچ سالہ لڑکی کو گود مین اُٹھا لیا دیر تک پیار اور پیار کی باتین اُس سے کرتے رہے ایک قیمتی ہار اُسے منگوا کر دیا علی گڈھ مین کالج کا گشت کرتے ہوئے خان بہادر مولوی سید زین العابدین صاحب جج مرحوم

نواسی کو دیکھکر شفقت فرمائی اور ایک اشرفی عنایت کی۔ کلکتہ مین فوجی و بحری کارخانہ مین ایک یورپین بچہ کو اُٹھا لیا۔ انگریزی مین باتین کین پانچ اشرفی کھلونے خریدنے کے لیے عطا کین۔ گھوڑ دوڑ بمبئی مین ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو لیڈی جنگنس امیر کے حضور مین لائین آپ نے ایک اشرفی لڑکے کو اور دو اشرفیان لڑکی کو عنایت کین۔ اسٹیشن بکسر پر تماشائیون مین ایک چھوٹی سی لڑکی کو نوکر لیے ہوئے تھا۔ امیر لڑکی کو دیکھکر اُس کے قریب گئے اور مسکرا کر اُسے ایک اشرفی عنایت کی اور فرمایا کہ جو شفقت مین اپنے ملک مین بچون پر ظاہر کرتا ہون وہ یہان کیون نہ ظاہر کرون۔

بچے حقیقت مین دل کی برابر عزیز ہوتے ہین۔ عزیز کیون نہ ہون۔ ان کے ننھے سے قد اصل مین دل کی برابر ہین۔ جب سامنے آجاتے ہین تو گود مین اُٹھائے اور پیار کیے بغیر نہین رہا جاتا۔

روسار ہند اور والیان ملک۔ شاہ افغانستان کی دانشمندانہ فیاضی سے عمدہ سبق حاصل کر سکتے ہین۔ ہمارے ملک کے روسار و امرا بخیل نہین۔ وہ بہت کچھ صرف فرماتے ہین لیکن موقع خیر و محل نیک کا لحاظ نہین رکھتے۔ اُن کے صرف کا زیادہ حصہ بے ضرورت بےموقع ہوا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اُن کی فیاضی کے کارنامون پر حجاب پڑے ہوئے ہین۔

سیاست امیر مرحوم اکثر بد خواہان امن و مخالفان سلطنت کو آہنی پنجرون مین بند کروا کے درختون مین لٹکوا دیتے تھے۔ آپ نے بھی باوجود صفات حلم و ترحم و عفو کے چند راہزنون کے حق مین جو راستون کے لیے خوفناک ہو رہے تھے پدرانہ طریقہ کا عمل جائز رکھا مجرمون کو آہنی پنجرون مین بند کرا کے جن راستون کو لوٹا کرتے تھے انھین راستون پر عبرتاً درختون مین لٹکوا دیا۔

مشرقی ممالک مین عبرتاً جو سزا تجویز ہوتی ہے وہ موثر ہوتی ہے بعض اس قسم کی سزائین عمل مین آتی ہین جنکا تذکرہ مہذب ملکون کے قانون مین صاف طور پر نہین پایا

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 103 of 292

جاتا مگر اثر وصورت کے لحاظ سے ایسی سزائین عبرتناک اور حقیقت مین زیادہ موثر ومفید ہوتی ہین۔

ظرافت باوجود علم وفضل ومتانت۔ مزاج مین خوش طبعی بہی ہے۔ باتون مین ظریفانہ جہلک پائی جاتی ہے۔ پشاور مین بموقع دعوت سرہرلڈڈین چیف کمشنر۔ باجہ بجانیوالے امیر صاحب کی کرسی کے پیچہے کہڑے تہے۔ سر ایڈورڈ بیرونے عرض کیا کہ مجہے امید ہے کہ یور مجسٹی کو یہہ باجہ ناگوار خاطر نہ ہوا ہوگا۔ اعلیحضرت نے فرمایا کہ نہین کابل مین میرے یہان ایسے باجہ بجانیوالے موجود ہین مین اسکو پسند کرتا ہون لیکن مسکرا کر فرمایا کہ مین اپنی کرسی کے اسقدر قریب نہین کہڑا ہونے دیتا۔

موقعہ دربار عید بمقام دہلی رائے بہادر شیو پرشاد منیجنگ ڈائرکٹر ہند وبسکٹ فیکٹری سے فرمایا کہ کل آپ نے ہمین عمدہ بسکٹ کہلائے۔ یہہ حسن اتفاق تہا کہ اشتہا کے وقت ہمارا جانا کارخانہ بسکٹ مین ہوا۔ جس سے آنکہ اور پیٹ دونون کو راحت پہنچی۔ اگر لوہے یا لکڑی کے کارخانہ مین جاتے تو وہان کیا کہا سکتے تہے نہ لکڑی نہ لوہا۔

دہلی مین مزار حضرت نظام الدین اولیا پر باولی مین لڑکون کے کودنے کا تماشہ معائنہ فرمارہے تہے ازراہ مذاق ایک معزز یورپین حاکم کو لڑکون کی جانب دہکا دیکر فرمایا کہ حوالۂ شما کردم جس سے حاضرین وبچے بیحد مسرور ہوے۔ ساتہہ ہی متانت ووقار بہی اس پایہ کا ہے کہ باوصف ظرافت کے مخاطب حد وادب سے قدم باہر نہین رکہہ سکتا۔

پابندی مذہب اعلیحضرت کی پابندی مذہب ایک راستباز وصاف باطن مسلمان کی سی ہے۔ زمانہ حال مین امارت وپابندی مذہب ایک دوسرے کی ضد خیال کیے جاتے ہین۔ اس زمانہ کے امرا اپنے آپ کو اگر شریعت سے مستثنیٰ نہین بیان کرتے۔ تو عملاً مستثنیٰ ثابت ہوتے ہین۔ یہہ ظاہر ہے کہ جس کے مذہبی عقائد ٹہیک نہین

اُس کے دوسرے معاملات بہی درست نہین ہوتے۔ امیر مین یہہ بڑی خوبی ہے کہ نہین کوئی دنیوی دلچسپ مشغلہ یادخدا و مذہبی احکام سے غافل نہین کرسکتا۔ باوجود مشاغل سلطنت کبہی اور کسی حالت مین نماز قضا نہین فرماتے۔ حالت سخت بیماری مین جبکہ طاقت نقل وحرکت نہ تہی نماز ترک نہین کی۔

پشاور مین ایک کہیل کے موقع پر وقت نماز عصر تنگ ہوگیا اوسوقت کی بےچینی امیر کا اندازہ صرف دیکہنے والے ہی کرسکتے تہے۔ نماز کے ساتہہ دیگر مذہبی احکام کا اطباع ایک روشن خیال سچے پابند مذہب کی طرح کرتے ہین۔ امیر نہایت وسیع الخیال ہین۔ جن باتون کو مسلمان تشبہ باغیر سمجھکر معترض رہے اور قومی ترقی کی رفتار کو دہیما کردیا امیر ایسے اوہام مین نہین پڑنا چاہتے۔ نعلین پہنے نماز ادا کرنے مین وہ کوئی ہرج شرعی نہین جانتے۔ دہوپ و فوجی قواعد کے وقت وہ انگریزی ٹوپی کو کارآمد سمجھکر پہنتے ہین۔ غیر قومون کی مجالس تفریح مین شامل ہونے سے تکلف نہین کرتے۔ نمائشی تورع و ریاے زہد سے اُن کو ویسی ہی نفرت ہی جیسے کہ سچے اتقا سے صادق شغف۔

کابل مین ایک مقام ہے جسکا نام پات خاؤشانہ ہے۔ یہان دو مزار ہین۔ مزارات کے قریب دو پہاڑی چشمے جاری ہین جنہین مچھلیان بکثرت ہین۔ مجاوران مزار و نیز عوام مچھلیون کے پکڑنے کے مانع ہوتے ہین اور خود بہی احتیاط کرتے ہین کہتے ہین کہ انگریزون نے مچھلیان شکار کین اسلیے وہ یہان حکومت نہ کرسکے۔ ایکمرتبہ امیر کے آنے کا اس جگہہ اتفاق ہوا۔ مچھلیون کا شکار کرنا چاہا مجاور حسب عادت مانع ہوئے۔ آپنے فرمایا کہ مچھلیون کو صاحب مزار سے کیا نسبت۔ خیر تمہاری خاطر سے ہم قریب مزار کے شکار نہ کرینگے دوسری سمت سے سہی۔ چنانچہ مچھلیان پکڑوائین۔ کباب بنوائے اور خوب کہائے۔

علی گڈھ ولاہور مین جو اسپیچین کین اُس سے اُن کے مذہبی عقائد کا کافی ثبوت ملتا ہی وہ مذہبی تعلیم کو سب پر مقدم و فرض خیال کرتے ہین۔ اُن کا مضبوط عقیدہ ہے کہ انسان اسلامی عقائد پر مطلع ہونے کے بعد جادۂ راستی سے منحرف نہین ہو سکتا۔ آپ نے زور کیساتھہ طلبار کو ہدایت کی کہ تم کو اول مذہبی تعلیم حاصل کرنا چاہیے بعدہ کچہ خوف نہین جس طرف چاہو جاؤ۔ وہ علوم و فنون مغربی کے شائق فلسفہ و سائنس کے قدردان ہین مگر علوم دینیہ کے بعد اسکی تعلیم کو ضرور جانتے ہین۔ یہ بالکل سچ ہے کہ جب انسان کے دل مین ایک بار مذہبی عظمت قایم ہوجاتی ہے تو پہر اُسپر کسی تحریک خلاف کا اثر نہین پڑسکتا۔ تمام یورپین مورّخ اور فاضل مصنّف اس امر پر متفق ہین کہ مذہب اسلام جہان پہونچگیا پھر وہان سے نہ نکلا۔

امیر منشی اشیار کے سخت مخالف ہین۔ شرابی کے لیے عبرت انگیز سزا مقرر ہی کوئی دوکان شراب کی کابل مین نہین۔ ورک شاپ کے انجنیر و دیگر کاریگر جو دوسری قوم و مذہب کے اشخاص ہین اُن کے لئے شراب بنائی جاتی ہے۔ مگر کسی مسلمان کی نسبت پتہ چل جائے کہ وہ شراب خواری کا مرتکب ہوا تو ایسی سزاے سخت دیجاتی ہے جس سے اُسکا جانبر ہونا دشوار ہے۔

قبل از ورود بمقام لنڈی کوتل منتظمان دعوت کو جو حکم ہز مجسٹی کا ملا وہ یہہ تہا کہ میز پر وہ ظروف جو مخصوص شراب کے کام مین آتے ہین ہرگز نہ آنے پائین۔ غالباً اس حکم سے یہہ منشا و اشارہ تہا کہ برٹش افسران جو منتظم مدارات ہین وہ خود باخبر ہوجائین اور انگلش پارٹی کو خاص طور پر مطلع کردین کہ موقع دعوت کو کوئی ایسی چیز جو مذہب اسلام مین ممنوع ہے میز پر نہ آنے پائے۔ یہ ایک حکیمانہ ہدایت و مہذّب طریقہ ممانعت کا تہا۔ ہز مجسٹی جیسے کہ خود احکام شریعت بجالاتے ہین ویسے ہی اپنی رعایا و فوج اور ارکان سے چاہتے ہین۔ اسی کا نیجہ ہے کہ افغانی اصحاب اداے فرائض مین

تساہل نہین کرتے اُن کے جملہ ہمراہی کیا سردار کیا سپاہی کسی کو بھی ہمنے تارک الصلوٰۃ
نہ پایا۔ بازارون۔ سیرگاہون۔ میلون۔ تماشون مین جہان وقت نماز آیا اور انہون نے ادا
کی۔ جسقدر، اعلیٰحضرت ترک نماز سے نارضامند ہوتے ہین اسدرجہ دوسری غلطی سے
نہین۔ تارک الصلوٰۃ کی یہ سزا ہے کہ جیب خاص سے کچھہ دیکر بانس منگوائے جاتے ہین
اور حکم دیا جاتا ہے کہ ان بانسون کو تارک الصلوٰۃ پر توڑ دو اگرچہ وہ جان بحق کیون نہو جائے
ایسی سزائے سخت کی حالت مین ترک نماز کی جرأت کیونکر ہو سکتی ہے۔
غرضکہ اعلیٰحضرت امیر مجموعی خصائل وعادات حسنہ مین کل فرمان روایان کابل پر گوئی سبقت
لے گئے ہین۔ رفتار زمانہ سے باخبری وتدبر مین وہ اپنے پدر بزرگوار کے پہلو بہ پہلو ہین
امیر عبدالرحمٰن خان مرحوم کے پر زور ہاتھون نے جسطرح افغانستان کے زبردست و
سرکش قبایل کو رام کیا۔ اسی طرح اب امید ہے کہ اُن کے خلف الصدق ہز مجسٹی امیر کا نرم سلوک
وفرزانہ برتاؤ انہین ہمیشہ کے لیے مطیع ومنقاد بنائے رکھے گا۔ موجودہ حالت ملک بحد
اطمینان وہ ہے رہزن وقطاع الطریق۔ ڈاکو وُنکا نام ضرور ہے مگر وجود بمنزلہ عدم کے ہے
جلسازی کو وہان لوگ نہین جانتے۔ زنا کا نام تذکرہ کے طور پر زبانون پہ آتا ہے لیکن
مرتکب کا وجود شاید ہی ملے۔ اسکا سبب سزاؤن مین سختی۔ اصلی مزمون کی سزا پالی۔
جھوٹی شہادت کی عدم موجودگی۔ اور وکلا کی کمیابی ہے جسطرح اہل ملک کسی بیگناہ
کے پھانسنے سے متنفر ہین اوس سے زیادہ گنہگار کے بچانے کو گناہ جانتے ہین۔
پھر وہان کی پولیس مین مقدمہ سازی کا عیب نہین۔ سب سے بڑی بات یہہ ہے کہ
جوش انتقام بے قصورون کے پھنسانے کا محرک نہین۔ اگر انتقام لینا چاہتے ہین
تو جان لیکر یا جان دیکر فیصلہ ہو جاتا ہے مگر کوئی متنفس جھوٹا مقدمہ نہین دائر کرتا اور
اس سے زیادہ عیب کسی اور بات کو نہین جانتا۔ برٹش گورنمنٹ کے اصول کی نظیر دنیا
مین نہین مگر ہماری شامت اعمال اور ہماری ہی بدولت عمل اصول کے پہلو بہ پہلو

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 107 of 292

نہین۔ دوسرے ممالک مین جو اصول ہین اُن سے عمل بہتر ہین۔
امیر کی تاریخ دانی و واقفیت حالات بڑے پایہ کی ہے۔ اعلیحضرت نے والیان ملک و روسار ہند مین جس سے گفتگو کی اوس کے ملکی و ذاتی حالات بہی بیان فرمای اور وہ ایسے واقعات تہے جن کی صحت مین صاحب حالات کو کلام نہین ہو سکتا گو کیسقدر بے خبری ہو۔

جناب بیگم صاحبہ بہوپال دام اقبالہا کے موقع ملاقات پر غالباً گارڈن پارٹی مین یہ شعر بہی پڑہا ؎

نہ اجنبی شد نام ہر میوہٗ ٭ نہ مثل زبیدہ ہست ہر بیوہٗ

مصرع اول محتاج بحث نہین لیکن مصرع ثانی کسیقدر ضرور صراحت چاہتا ہے۔ حضرت زبیدہ خاتون خلیفہ ہارون الرشید اعظم کی عزیز بی بی نہایت پاکدامن صاحب عفت و عصمت زاہدہ۔ بڑی عابدہ اعلیٰ درجہ کی سخی و کریم تہی۔ نسب خاندان نبوت سے وابستہ تہا۔ زبیدہ خاتون کی ایک سو کنیزون کو قرآن پاک حفظ تہا۔ اُن سو کنیزون مین سے ہر ایک تین پارے روز پڑہا کرتی تہی حضرت زبیدہ کا محل ہر وقت قرآن خوانی کی صدا سے گونجتا رہتا تہا۔

یہہ بات حضرت زبیدہ خاتون ہی کی فیاضی و سخاوت کا صدقہ ہے کہ پاک شہر مکہ مین اول ہی مرتبہ بکثرت پانی بہم پہنچا یا گیا۔ اور اب تک وہ فیض نہر زبیدہ کے نام سے جاری ہے اور امید ہے کہ قیامت تک جاری رہیگا۔ علاوہ ازین اُس سڑک پر جو بغداد سے مکہ معظمہ کو جاتی ہے زبیدہ خاتون نے بہت چاہات کہُدوا دیئے۔ حجاج کی راحت و آرام کی غرض سے متعدد کاروانسرائے بنوائے مین یہہ بیان مسٹر پامر انگریز فاضل مؤرخ کا ہے۔ مثل اسکے ہزارہا فیاضیان و جو بیان حضرت زبیدہ خاتون کی ایسی ہین جنکی تفصیل کو ایک مطول تالیف درکار ہی جسکی یہان گنجائش نہین

اب حضور بیگم صاحبہ بھوپال کے حالات پر ایک سرسری نظر ڈالیے اُن کی قومی وملکی احسانات سے قطع نظر صرف اُن کا سفر حجاز ہی اس مسئلہ کو صاف کر دیگا۔

اس موقع مبارک پر کیا باعتبار احترام وعزت اور کیا بلحاظ مدارات واحسانات وکیا بنظر تحایف وہدایہ شرفای عرب وترک واہل حجاز نے اُن کے ساتھ جو رعایتین ملحوظ رکھین وہ بات والیان ملک مین سے جو ہندوستان سے اب تک حجاز گئے جنمین اُن کی جدۂ مرحومہ بھی شامل ہین کسیکو نصیب نہین ہوئی۔

اس کے عیوض جو کچھہ جناب بیگم صاحبہ ممدوحہ نے کیا۔ اُس سے انگریزی وترکی دونون گورنمنٹین۔ برٹش سفارت استنبول۔ کونسلیٹ برطانیہ جدہ۔ تمام اہل حجاز بعض بعض اہل مصر وترک۔ خدیو۔ جناب ممدوحہ کے ہمراہی اور خود اُن کی ذات عالی ہمسے زیادہ واقف ہے۔ ہم صراحت سے بہتر اسی اجمال کو خیال کرتے ہین۔

ہمکو بیگم صاحبہ کی قابلیت وخوبیون کے اعتراف مین تامل نہین وہ اپنی ریاست کے ماسبق فرمان رواؤن مین سے کسی بات مین کسی سے کم نہین ہین۔ اب امیر نے اُن کو حضرت زبیدہ خاتون سے تشبیہ دی ہے تو اُن کو زیبا ہے کہ وہ ملکی وقومی کوئی ایسی خدمت فرمائین جو پبلک اُن کو زبیدۂ ہند کہنے پر مجبور ہو جائے ہم اُنکے حضور مین دو صلاحین پیش کرتے ہین ایک حجاز ریلوے مین معقول چندہ عطا فرمانا جس سے اسلام واسلامیان تاقیام قیامت مرہون منت رہینگے۔ جو بات نہر زبیدہ نے حضرت زبیدہ کے حق مین پیدا کی وہ اس چندہ سے بیگم صاحبہ کے لئے قایم ہوگی

دوسری۔ پھر تکلیف سفر حجاز گوارا فرماکر شرف حج دوبارہ حاصل کرین اور ابکی بار اپنی جدۂ مرحومہ کی سخاوت کو یاد دلادین۔ دنیا مزرعہ آخرت گذشتنی وگذاشتنی ہی سب بر سر راہ سفر ہین جس سے جو کچھہ اور جسقدر جلد بن پڑے کر لے۔ مذہبی اصول پر نیک صلاح دینا کسی غلطی کی تلافی پر اصرار کرنا داخل سخاوت ہے۔ جو شخص دوسرے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 109 of 292

کو نیکنام بنانے کی تدبیر بتائے اور خود غرضی شامل نہو وہ خیر خواہ ہے اُس کی صلاح منظور کرنا دانشمندی ہے۔

بیگم صاحبہ کے ملکی انتظامات بہت سی دیسی ریاستون سے بہتر ہین وہ جو کچھ اپنے ملک کے لیے تکلیف گوارا فرماتی ہین وہ قابل تعریف ہے۔ لیکن تنہا والی ملک کا قابل ہونا اور تکلیف اُٹھانا بہبودی ملک کے لیے اُسوقت تک کارآمد نہین ثابت ہوسکتا جبتک تمام ارکان ریاست دلسوز۔ خیر خواہ اور اپنے کارنصبی کے اہل نہون اور اُن سے بھی ویسی محنت نہلی جائے جیسی کہ خود فرماتی ہین۔

اکبر اعظم۔ ہارون الرشید کو جس نے نامور بنایا۔ وہ ارکان سلطنت کی قابلیت اور اُن نامورون کی قدر افزائی تھی۔ اس اصول کو مدنظر رکھین اور اپنی ریاست مین مناسب مقامون پر ضروری کارخانہ کھلوائین جس سے رعایا کی مفلسی دور ہو۔ بے شغل عیت کاروبار مین مصروف ہوجائے۔ تعلیمی حالت پر بہت توجہ درکار ہے۔ صنعتی۔ حرفتی مدارس کی بنیادین ڈالنا خوشحالی ملک کے لیے ایک مہتم بالشان مسئلہ ہے۔ تاکہ ریاست کی ضرورتین۔ ملکی صنعتون سے پوری ہون۔ ہمسایہ ریاستون سے دولت کھچکر آئے۔ معدنیات کی تلاش مین مقامی افسر مصروف رہین وغیرہ وغیرہ

یہان پر اس بارہ مین بحث کو طول دینا بے محل ہے زمانہ نے اجازت دی تو کسی دوسرے وقت اِسکے لیے محنت کی جاویگی۔

یہان ہم ہز مجسٹی شاہ افغانستان دام ملکہ وحشمتہ کے حضور مین بھی ایک التماس رکھتے ہین۔ اعلحضرت نے جہان سفر ہند فرمایا برٹش گورنمنٹ کی مہمانداری کے لطف اُٹھائے وہان لبیک کہتے ہوے خدا کی مہمانی کا شرف حاصل کرین۔ یہان شاداب ملک دیکھا وہان خشک و دہوپ سے جلے ہوئے صحرائے ملک کو معائنہ کرین۔ کلکتہ و بمبئی کی نمایش و سیرگاہین ملاحظہ کین۔ حجاز جاکر۔ اسلامی کانفرنس۔ مذہبی اکزیمیشن

(حج بیت اللہ وزیارت مدینۂ طیبہ) کی شرکت سے جہولیان بہر بہر ثواب لائین۔ یہان ہر فرقہ کو اپنی دانشمندانہ تہذیب وحکیمانہ ترکیب کا مداح بنایا۔ وہان بہی اپنے قابلانہ خیالات کا اثر ڈالین جس سے روئی زمین کے مسلمان مستفیض ہون۔

اپنی اُلو العزمی اور استقلال کا ثبوت دین۔ مصائب سفر جو بلحاظ حالات ملک پیش آئے ہین برداشت فرمائین۔ وہان کی اصلاحین سوچین۔ حضور شریف مکّہ و دیگر شرفائے عرب کو تعلیم وصنعت وحرفت کی رغبت دلائین۔ اگر ہماری یہہ عرض درجۂ قبولیت کو پہونچی تو روئے زمین کے مسلمان مرہون احسان ہونگے۔ اور جو اجر مذہبی طور پر ملیگا اُسکا تو حساب ہی نہین۔ یہہ بارحکومت انعام الٰہی ہے اس عطیۂ بزرگ کا شکریہ بندگان خدا کے ساتھہ احسان اور خصوصاً اپنی قوم کیساتھہ جو دنیا کی تمام قومون مین سب سے زیادہ حاجتمند ہے سلوک کرنا ہے۔

دربارِ عید الضحیٰ دہلی

ہندو مسلمان دونون کو دل آزاری کی ممانعت اور آپس مین موافقت سے زندگی بسر کرنے کی ہدایت

بروز عید الضحیٰ شاہ افغانستان نے دہلی کے عمائدین ہندو مسلمانون مین سے بعض کو شرف ملازمت بخشا۔ وقت ملاقات فرمایا کہ آج ہمکو معظم ترین شہر ہند مین نماز عید ادا کرنے سے بڑی مسرت اپنے دوست کے گھر مین عید ہونے سے نہایت خوشی۔ اپنے مسلمان بھائیون کے ساتھ نماز پڑہنے سے کمال فرحت وعید ہوئی۔

اہل ہنود صاحبان کو مخاطب کرکے ارشاد کیا کہ افغانستان مین دربار عید کے موقع پر ہم نہایت خوشی سے ہندوؤن کو شریک کرتے ہین۔ آج قربانی گائے کو محض دل شکنی ہنود کا باعث سمجھکر ملتوی کیا اور اُسکے بجائے دُنبہ وبکرے کی قربانی مناسب خیال کی ہم اخبار پڑہتے رہتے ہین ہمنے افسوس کے ساتھ اُن خبرون کو پڑہا جو ہندو مسلمانون نے ایک دوسرے کی آزار دہی وتوہین کی غرض سے حرکات لغو کین۔ مسلمان۔ ہندو ایک ملک کے باشندے ہین ایک گورنمنٹ کی رعایا ہین جس نے اُنہین ہر طرح کی انسانی ومذہبی آزادی دے رکہی ہے۔ ہندو ومسلمانون کے تعلقات ملکی تجارتی وغیرہ جسمین ایک دوسریکا نفع ہے بکثرت ہین۔ دونون فریقون کو ہرگز ایسی بات نہ کرنا چاہیے جو کسی کی دل آزاری اور دلشکنی کا باعث ہو۔ آپس مین موافقت کے ساتھ رہنا اُن کی بہتری کا سبب ہے۔"

اس نصیحت کو بڑی مسرت سے لوگون نے سُنا اور اعلان کیا۔ آپس مین اتفاق کی بنیادین مستحکم کرنے کے لیے انجمنین تجویز ہوئین۔ خدا کرے یہہ ہدایت کارگر ہو۔ دنیا مین اتفاق سے بڑہکر کوئی خوبی نہین۔ کون شخص ہے جسکو اتفاق کی خواہش نہ ہو۔ اُس سے زیادہ بد اندیش ملک وقوم نہین جو اسکا مخالف ہو۔ گر حالات ملک اسکے

گواہ حال ہین کہ ہمکو ادہر سے مایوس رہنا چاہیے۔

کیا اتفاق ممکن ہے؟ انتظام عالم اسکا مقتضی نہین کہ تمام انسان یکدل ہوکر اپنی زندگی بسر کرین۔ اختلاف شروع دنیا سے چلا آتا ہے اور ختم دنیا تک اسی طرح چلا جائے گا۔ خیر یہہ تو ایک جداگانہ بحث ہے ہندوستان مین ایک صوبہ تو بڑی چیز ہے۔ ایک شہر ایک قصبہ۔ ایک قریہ ایک محلہ۔ ایک خاندان کا تو پتہ دیجئے جسمین اتفاق ہو۔ اس زمانہ مین تو دو حقیقی بہائیون مین محبت پائی جائے تو وہ بہی حسن اتفاق ہی سمجہی گاؤکشی۔ اردو ناگری۔ انتخاب میونسپل ولوکل بورڈ کے جہگڑے۔ مشرقی بنگال کے آپس کے فسادات صاف بتا رہے ہین کہ ہندو مسلمانون کے خیالات ایک دوسرے کیطرف سے کشیدہ ہین۔ تعجب اسکا ہے جو اپنے آپ کو حامی اتفاق بیان کرتے ہین اُنہین کی ذات سے یہہ جہگڑے پیدا ہوتے ہین اس قسم کے جہگڑون کی ابتدا سر برآوردہ ہنود یا مشیران کانگریس کیطرف سے ہوتی ہے۔ دعویداران اتفاق زبانی فسانہ تو الفت کی بہت کچھہ سناتے ہین مگر عملاً ثابت کر رہے ہین کہ وہ مسلمانونکی قومی خاصیت بلکہ اُنکو صفحۂ دنیا سے مٹا دینی یا جلاوطن کر دینی مین اپنی بہلائی سمجہتے ہین۔ بعض ہمارے ہموطن بہائی فرماتے ہین کہ مسلمان بن بلائی ہندوستان مین آئے جو بن بلائے آئے اُنکو دہرا بنانا مناسب نہین جبکہ اہل ملک نا رضامند ہون تو اپنا بوریا بدہنا باندہین اور چلتے پہرتے نظر آئین ملک سے ہندو دوگنا تعداد مین ہنود زیادہ جب یہہ کم تعداد جماعت متحد ہوکر رہنا۔ مکر کام کرنا پسند نہین کرتی تو بہتر ہے کہ اپنے ہم مذہب بہائی حکمرانون کی آبادی کو بڑہا ئین۔ انہین بہی آرام۔ ہندوؤن کو بہی آسایش۔ یہہ ہر خطرے سے بچ جائین گے۔ بات تو معقول ہے مگر شدنی نہین ہم جائین بہی تو گورنمنٹ مانع ہوگی۔ مطیع فرقہ تو گورنمنٹ کا قوت بازو ہوا کرتا ہے جلاوطنی باغیون کا حق ہے جنہین خوف ہو وہ اپنا بند وبست کرین ہمین کوئی خطرہ نہین۔ بن بلانے کی بہی ایک ہوئی۔ جو قوم کسی وقت فاتح کی حیثیت سے آتی ہے اُسے کسی کی اجازت کی کیا ضرورت جو مار کر آئے گا وہ مر کر بہی نہ جائیگا۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 113 of 292

خطرہ کی بابت ایک امریکن اخبار کی رائے ہے۔ اگر انگریز انتظام چھوڑ دین تو ہندوستان کے پانچ کروڑ چیتے ہندوؤن کو پھاڑ کہا ئین۔ اسپر ایک نیک خیال مسلمان نے جواب دیا کہ پانچ کروڑ چیتے کیسے چھ کروڑ شیر ہین مگر شریف ومحسن پرست۔

اس سے سمجھ جایئے کہ بیرونی دنیا مین کس سے کسکو خطرہ سمجھا گیا اور سوچئے کہ آپ کے خیال سے باہر آپ کی طاقت کا تخمینہ کیا جاتا ہے۔

روشن خیال مسٹر گوکھلے نے اس کمزوری کو اسطرح تسلیم کیا ہے کہ ہندو گو تعداد مین زیادہ ہین مگر نیچ قوم جنکا چھونا درکنار اونکی سایہ سے ہندو بھاگتے ہین جن مین ایک ہی جنگجو نہین اُن کو تشنی کر دینا چاہیئے۔ پس دوسرے ممالک مین جس گروہ کی کمزوری کا خیال ہو اور جسکو اُس قوم کے لیڈر تسلیم کرین جو موجودہ بامن سلطنت کی قدردان نہو۔ اب خیال کیجئے کہ کافر نعمت ناشکر گذار۔ کمزور کون ہے۔ اور کس کے خیالات ہموطن۔ ہمسایون کی محبت واتحاد کی بیخکنی کر رہے ہین اور کس کی ریائی پالیسی کی گردن پر اتفاق نہ ہونے دینے کا خون ہے۔

اُردو ناگری کی بحث نے اچھی طرح ثابت کر دیا کہ آپس مین کسقدر اجنبیت وبے لطفی ہے۔ اُردو زبان جسکے متروک ہوجانے سے مسلمان اور ہندوؤن کو برابر نقصان پہنچیگا۔ کل ہندو تعلیمیافتہ جماعت جنکی تعداد مسلمان تعلیمیافتہ گروہ سے بہت بڑی ہے اُردو زبان بولتے اور اپنے تمام علمی اور روزمرہ کے کامون مثل خط وکتابت وغیرہ مین اُردو حروف ہی کو استعمال کرتے ہین۔

اُردو زبان مسلمانون کی میراث نہین۔ ضرورت زمانہ سے ہندوؤن اور مسلمانون کو ایک زبان اختیار کرنی پڑی۔ اب وہ زبان کل باشندگان کی مادری زبان ہوچکی ہی ہندی سیکھنے مین دونون قومون کو برابر دقت ہے۔

خاص گروہ ہنود جو اُردو کو مٹانا اور پھر بہاشا کو بجاے اُردو کے عدالتون مین

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 114 of 292

جاری کرانا چاہتا ہے۔ اُسکی کوششین وگر مجوشی دو وجوہ پر مبنی ہین۔ اول وجہ محض خیالی اور سخت افسوس کے قابل ہے۔

ایک روشن خیال محب ملک کو سفر ریل مین دو تعلیمیافتہ ہند وصاحبون کی گفتگو سُننے کا اتفاق ہوا۔ ایک صاحب نے جو غالباً کایستھ قوم کے تھے اپنے ساتھی کو دریافت کیا کہ آپ لوگ اُردو زبان کی مخالفت پر کیون اسقدر آمادہ ہین۔ آخر ہم لوگون کی بھی تو مادری زبان اُردو ہی ہے۔ اور اس تبدیلی سے ہم لوگون کو بھی اسیقدر دقتین برداشت کرنا پڑینگی جسقدر مسلمانون کو۔ دوسرے صاحب نے جو یقیناً برہمن قوم کے تھے جو جواب دیا اُسپر نہ صرف مسلمانون بلکہ ہند وصاحبون کو بھی افسوس کرنا چاہیے۔

برہمن صاحب نے فرمایا کہ اصلیت تو یہہ ہے کہ مسلمانون نے ہمارے ساتھہ جو جو ظلم و تعدی کی تھی اُن کو بھولنا ہمارے اختیار سے باہر ہے اُن کی حکومت کی تاریخ ایک خار ہے جو ہر وقت ہمارے پہلو مین چبھتا ہے۔ اُردو اُسی نامبارک زمانہ کی ایک نشانی ہے۔ اُسکو دیکھکر ہماری آنکھون مین خون اُترتا ہے جب تک وہ صفحہ ہستی سے نیست و نابود نہ ہوے اُسوقت تک ہم کو چین نہین۔ یہہ خیال ہے جسنے اُردو کی مخالف ہندی کے حامی گروہ کو اپنی کوششون مین دیوانہ بنا رکھا ہے۔

گو مسٹر سرنیدر ناتھہ بینرجی نے اپنے خط مین جو ڈیلی ٹیلیگراف مین شائع ہوا ہے مفصلۂ ذیل الفاظ مین اپنی قوم کو نصیحت کی ہے "گذشتہ مسلمانون کی فوقیت کی ہر ایک نشانی کو مٹا دینے کا خیال۔ جو ہماری طرف منسوب کیا جاتا ہے ایک ایسا خیال ہے جو سواے ایک مجنون آدمی کے اور کسیکے دماغ مین نہین آسکتا بخیال اُن یادگار کو قایم رکھنے والی عمارات کے جو دہلی اور آگرہ مین باقی رہ گئی ہین اور بنظر اس دیرپا مدبرانہ یادگار کے جو آئینہ اکبری مین محفوظ ہے۔ اور بلحاظ اُس مفید پالیسی کے جو سب سے بڑھکر شریفانہ یادگار ہے اور جو اگرچہ کسی کتاب مین نہین پائی جاتی لیکن

جسکا نقش ہمارے دلون پر بہت گہرا ہے اور جو اُس محبت آمیز عزت مین مضمر ہے جو ہم گذشتہ زمانہ کے اکابر اہل اسلام کی نسبت اپنے دلون مین پاتے ہین۔

اور جو موجودہ زمانہ کے ہمارے ہموطن مسلمانون کی اس خالص محبت کے پیرایہ مین ظاہر ہوتی ہے جو ہمکو اُن سے ہے"

جس تعصب کا علاج اس قسم کی مصلحت آمیز نصیحتون سے بہی ناممکن ہو اُس کو اُردو کے مخالف گروہ کی ایسی بیماری کیطرف منسوب کرنا چاہیے جو لاعلاج ہو۔

دوسری بڑی بہاری وجہہ جو معاوضین ناگری اور مخالفین اُردو کو اپنی قوم مین جوش پہیلانے کے لئے مستعد کر رہی ہے۔ وہ میدان مقابلہ مین مسلمانون کو زک دینے کا خیال ہے۔ بقائے زندگی کی کشمکش اور فوقیت نوع کا جد وجہد دن بدن بڑہتا جاتا ہے۔ ایک قوم یا گروہ دوسری قوم یا گروہ کو پس پا کرکے آگے بڑہنا چاہتا ہے۔ اگر مقابل قوم یا جماعت بودی یا غافل ہوئی تو لامحالہ وہ اُسکو روندتی ہوئی آگے نکلجائیگی دنیا ایسے بہیڑ کا مقام ہے جو ہمسے آگے ہین ہماری راہ روک رہے ہین۔ جو پیچہے ہین وبا رہے ہین۔ اگر ہم آگے نہ بڑہے تو پچہلے روندتے ہوئے نکلجائین گے۔ اس لیے بغیر آگے بڑہے مفر نہین۔ مگر ہم خواب ناز کے متوالے پڑے ہوئے باد سحر کے مزے لے رہے ہین بڑہنا کیسا اُٹہنا دشوار ہے۔

مسلمانون مین اگر کوئی بات رہ گئی ہے جس سے اُن کی قوم مین زندگی کی رمق باقی ہے وہ اُردو زبان ہے اُسی زبان مین اُن کا لٹریچر ہے۔ اُسی زبان کے ذریعے اُن کو مذہب کے اصول سکہلائے جاتے ہین۔ زمانہ موجودہ کے روشن خیال مصلحان قوم کی تصانیف جو بیدار کرنے والی بجون کے لیے فرائض کی کتابین اسی زبان مین ہین۔ ان کتابون کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے جو مسلمانون کو کچہہ دن اور زندہ رکہنے کے لئے کافی ہے۔ اگر کوئی ایسی تدبیر ہو کہ اُردو زبان بالکل کمزور اور متروک

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 116 of 292

ہوجائے تو اُس کیساتھہ ساتھہ اُن کے قومی ولولے و مذہبی جوش بہی رخصت ہوجائین گے تو پہر میدان جیت لیا۔ مسلمان انگریزی مین ہمسے پیچہے ہین۔ اُردو زبان محض ملازمت کی لالچ مین پڑہتے ہین۔ نوکری پیشہ لوگ ہندی حروف مجبوری سے حاصل کرینگے لیکن اس زبان مین کوئی بات ایسی اُن کو نہ ملیگی جو اُن کی غفلت پر تازیانہ کا کام دے۔ یا اُن کو اپنی تاریخ یاد دلا دلا کر پہر اُبہرنے پر آمادہ کرے۔ اور عوام النّاس تو بنگال اور دیگر صوبجات ہند کے مسلمان کاشتکارون کیطرح اپنی اصلیت کو بہی رفتہ رفتہ بہولجائینگے اور شودرون کیطرح اعلیٰ اور متمول قومون کی خدمتگزاری مین نہ اُن کو کسی قسم کی عار ہوگی اور نہ کبہی ہمسری کا دعویٰ۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہندوؤن کا مطلب مسلمانون کو زک دینا یا پامال کرنا نہین ہے بلکہ ضرورت کی وجہ سے کوشش کر رہے ہین تو اسکے جواب مین بجز اسکے اور کچہ عرض نہین کیا جاسکتا کہ وہ شخص یا تو دانستہ غلط بیانی کرتا ہے یا اصلی واقعات سے بیخبر ہے اُسکے خیال کی تردید اس سے ہوسکتی ہے کہ آج تک کسی اہل ضرورت نے کبہی کوئی شکایت اُردو زبان کی نسبت نہین کی۔ اب وہ لوگ اُردو زبان کے ماہر جن کے گہر مین اُردو زبان مروج ہے جن کی مادری کے علاوہ کاروباری زبان بہی ہے ان کا گورنمنٹ مین شاکی ہونا اور واویلا مچانا قوم مین جوش پہیلانا کسی ضرورت پر مبنی نہین ہوسکتا۔

اِس کو ہم قبول کرتے ہین کہ نہ مسلمان ہندوستان مین آتے نہ اُردو کا وجود ہوتا۔ تو محض اس خیال سے کہ اُسکے باعث مسلمان ہوئے کوشش کرکے نیست و نابود کردینے اور اُس یکجہتی کے پاکیزہ خیال کو جو دو متضاد مذاہب اور اجنبی قومون مین اس زبان کے طفیل پیدا ہوا کہو دینے سے بڑہکر کوئی دردناک بات مسلمانون یا شریف دل انسانون کے لیے ہوسکتی ہے۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 117 of 292

۱- ترقی انسان کی بڑی باعث حمیت ہے۔ جس قوم مین یہہ نہین وہ بالکل مردہ قوم ہے۔ جو نشانیان جس قوم سے منسوب ہین اُن کی حمایت کرنا اُس قوم کا فرض ہے صفحہ دنیا سے جب وہ یادگارین مٹ جاتی ہین تو وہ قوم ایک تاریخی واقعہ رہجاتی ہی اُردو زبان اور حروف مسلمانون کی قومی عظمت کی زندہ یادگار ہین اُن کا سٹ جانا قومی زندگی اور قومی حمیت کے خاتمہ کی علامت ہے۔

۲- اُردو مین جو علمی ذخیرہ ہین وہ بنگالی۔ مرہٹی۔ گجراتی اور دیگر زبانون مین نہین۔

۳- ہندو مسلمان۔ انگریز جس زبان کو بآسانی حاصل کر سکتے ہین وہ اُردو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امتحان سول سروس مین اُردو داخل ہی۔

۴- اُردو عام ملکی زبان ہے اُس مین عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ سنسکرت۔ بھاشا۔ انگریزی حتٰے کہ دیہاتی سب قسم کے الفاظ موجود ہین۔ یہی ایک ایسی زبان ہے جسکے ذریعے ہندوستان کے خاص باشندے خواہ ہندو ہون خواہ مسلمان علمی ترقی بآسانی حاصل کر سکتے ہین۔

۵- برج بھاشا ایسی زبان ہے جو اسوقت ہندو مسلمان سب کے لیے اجنبی ہے

۶- سنسکرت کی نسبت یورپ کے عالمون کا خیال ہے کہ وہ کبھی ہندوستان مین بولی نہین گئی ہمیشہ کتابی زبان رہی۔

سر انٹونی میکڈانل نے جو رزولیوشن ۱۸ اپریل ۱۹۰۰ء کو پاس کیا اُسکی پابندی مین وکلا متعصب نے ناگری دان محرر رکھے عرائض نویس تنخواہ دار مقرر کیے تاکہ درخواستین بلا اجرت ناگری مین لکھا کرین۔ سیکڑون آدمی وعظ کرتے پھرے کہ اُردو کو بالکل بھول جاؤ۔ اُردو پڑھنا قوم سے عداوت کرنا ہے۔

اس کارروائی سے مسلمان وکلا، و اہل اسلام فریق اور ججون کو سخت ایذا پونہچی اور بجائے آسانی کے دقتین پیش آئین۔ مخالفین کو فائدہ نہ ملا۔ ہار تھک کر انھین

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 118 of 292

خود ہی کمی کردی۔اب بجز دشمنان اتفاق اور بدخواہان ملک کے کوئی اس وقت خیز عمل کو پاس نہین پھٹکتا۔

ملکی بھلائی پر ذاتی اغراض کو ترجیح دینا اور جس صورت مین فائدہ ذاتی نہ ہو ایک نہایت کمینہ خیال ہے۔گورنمنٹ ایسے لوگون پر کیا اعتماد کرسکتی ہے جو ذاتی عناد و متعصبانہ خیال سے ملکی اتفاق۔ قومی بہبودی کو چھوڑ دین۔ جو ذلیل نفع پر برادران ملکی کی دل آزاری پر آمادہ ہون۔ جو پرائے شگون پر اپنے خوبصورت شکل کو بدنما بنائین۔ جو محبان وطن کو روحی ایذا پہنچائین۔ وہ آڑے وقت مین گورنمنٹ کا کیا ساتھ دے سکتے ہین اور کیونکر ملک مین اتفاق پیدا کرا سکتے ہین۔

بعض کوتہ اندیشون کا یہہ بھی خیال ہے کہ ایسے جھگڑے جو ہندو مسلمانون مین نااتفاقی کا باعث ہین بمصلحت ملکی کی بنا پر بعض حکام گورنمنٹ خود ان کے بانی مبانی ہوتے ہین بفرض محال اسکا کوئی وجود ہے تو وہ گورنمنٹ کی کمزوری کو ثابت کرتا ہے۔ رعایا کی شکایات پبلک کی نارضامندی حکومت کی غیر اطمینانی کا سبب ہے۔جن حکام کا ایسا ذلیل خیال ہو وہ بنیاد حکومت کو نقصان پہنچاتے ہین۔اب یون لیجیے کہ ایسے جھگڑے جو آپس مین نااتفاقی پھیلاتے ہین کسی زبردست قوت کی تحریک ہی سے پیدا ہوتے ہین جسکو تسلیم کرنے مین ہر ذی شعور کو تامل ہوگا۔

تو ہماری کسدرجہ حماقت و کمزوری اخلاق ہے کہ ہم جان بوجھکر اُن تحریکون کی تائید کرین۔ اس لحاظ سے تو خود بچنا چاہیے تاکہ تیسری قوت کو ہم مین نااتفاقی پھیلانے اور ہمارے زوال قوت کا موقع ہی نہ ملے۔

گر یہہ صرف کہنے کی بات ہے مقصد اور ہی کچھ معلوم ہوتا ہے۔ہم اُردو ناگری کے متعلق ایک روشن خیال شاعر کی نظم لکھتے ہین جو اس بحث پر عمدہ روشنی ڈالتی ہے۔ ﮦ

بعضون کی یہ ہے رای کہ مسدود ہو اُردو — اور دفتر سرکار سے مفقود ہو اُردو
دفتر سے نہین ہند سے نابود ہو اُردو — ہندی کی ہو توسیع تو محدود ہو اُردو

تا شیخ رہے کوئی نہ اور خان ملازم
تھوڑے بہت اب ہین جو مسلمان ملازم

جب لشکر اسلام مین اُردو ہوئی شائع — شامل ہوئین ان کے بھی بزرگون کی طبائع
سعی اپنی بزرگون کی عبث کرتے ہین ضائع — بھاشا نے ترقی کے دیے اسکو ذرائع

صرف ان کی گلستان کی نہین فاختہ اُردو
ان کی بھی تو ہے ساختہ پرداختہ اُردو

جب یہ ہوا اُردو خط ہندی مین ہو تعلیم — صد شکر زبان ہند کی اُردو ہوئی تسلیم
ہر فارسی حرفونکی اگر لکھنے مین کچھ بیم — بہتر ہے کہ انگریزی ہی حرفون مین ہو ترمیم

کچھ سچ ہی کا ثمرہ ہو نہ کچھ جھوٹ کا پھل ہے
اس کھیت مین گر ہے تو یہی پھوٹ کا پھل ہے

دنیا مین رقابت نہین یورپ کی برابر — تلوار نے لیکن نہ دکھائے کبھی جوہر
ہنگامہ نیا روز ہے یہان گاؤکشی پر — تیار ہین سر پھوڑنے کو مندر و ممبر

کے جنگ برادر بہ برادر ہمہ آمد
در جنگ دو کس فائح تیر گر آمد

ہندی مین ہی واقع ہو اگر نقطہ کی تاخیر — تقصیر کو پھر آپ ہی پڑھ سکتے ہین تکبیر
کاتب نہ کرے ماترہ یا نقطہ جو تحریر — کاتب کی ہے تقصیر زبان کی نہین تقصیر

اجمیر گیا کوئی تو غلطی سے مہاراج
کیا آپ سمجھ لینگے کہ وہ مر ہی گیا آج

ہندی ہو کہ ہندی کی فقط حرف ہون مسدود — ممکن ہی نہین کل کام ہوا اور عملہ بدستور

دو گھنٹہ کا کام ایک پہر مین ہو نہین جو
سرکار کا بفائدہ نقصان نہین منظور

پڑہنے مین بہی اور لکھنے مین بہی طول سوا ہے
کاغذ کی بہی مقدار ز معمول سوا ہے

از فرش زمین آج ہی تا عرش برین ہوم
ہر ایک کی تقدیر ہو ہر ایک کا مقسوم
اور ہوتی ہی کل کیا یہ کسیکو نہین معلوم
ممکن نہین دنیا سے مسلمان ہون معدوم

یہ زعم سراسر غلط اور محض خطا ہے
اس معرکہ مین ہم بہی ہین جبتک کہ خدا ہے

ابتک ہین مسلمانون سے خونریزی کی دہوکا
کیا وجہ کشن جی کی ہدایت ذکر ائی
اور بہولگئی اپنی مہا بہارت کی قصّہ
کیون کورون پر پانڈون کی ہاتہ سے حملہ

اور برہمن و بدہ کی بہی ہی غور طلب بات
ہر بات یہی ہے کہ ہو بنیا ہی کی سب بات

ہم ذمہ کش اسکے نہین اگلون ذکیا کیا
وہ لوگ کہان اب جو ہوی معرکہ آرا
بیفائدہ اس ذکر کا آپس مین ہی چرچا
بے ہی عبث آپ کی یہہ رنجش بیجا

وہ وقت گئے جن پہ بیان گیت پڑے ہین
اور ہمتو کبہی تسے لڑے تہے نہ لڑے ہین

عالم مین ہی کیا چیز جو انسان مین نہین ہے
ہی وید مین کیا بات جو قرآن مین نہین ہے
ہندو مین ہی کیا شے جو مسلمان مین نہین ہے
کیا کفر مین لذت ہے جو ایمان مین نہین ہے

ہے جلوہ گر اس بزم مین جز نور قدم کیا
موجود کلیسا نہین معبود حرم کیا

اتفاق ممکن ہی سب سے پہلے اُس زبان کو جسے ہندو مسلمان بولتے ہین جس سے دونون کو یکسان تعلق ہی جو دونون کے اتحاد سے قایم ہوئی ہے جسمین عربی سے زیادہ

سنسکرت کا عنصر موجود ہے جسمین دونون کے بلکہ اورون کے لٹریچر و خیالات کے سمانے کی گنجایش
ہے جسمین بڑہنے پہیلنے اور ہر قسم کی صلاحیت ہے اُسے نہ مٹائین ضد کو چہوڑین۔ یہہ پچہلی
غلطیون کی تلافی کا وقت ہے۔ یہہ تدبیر اتفاق کی بہت آسان و مفید ہو۔ آسانی تو ظاہر ہے کہ
زبان کے لحاظ سے دونون قومین ایک حالت مین ہین اور مفید اسلئے ہے کہ اس سے دونون
قومون مین بہت جلد مضبوط اتحاد کی توقع ہے۔ اسکے سوا پُرانے قصون کو فسانہ سمجہین۔ محمود غزنوی کی
حملون کو مہابہارت سے بہی پہلے کا خیال کرکے بہولجائین۔ بزرگان دین پر طعن و بادشاہان اسلام کی
توہین سے احتراز کرین۔ ہز مجسٹی شاہ افغانستان کے اخلاق سے سبق لین۔

بابر۔ ہمایون۔ اکبر اعظم۔ جہانگیر۔ شاہجہان کے چہوڑیئے ایک اورنگ زیب کا تذکرہ ہی کیا۔
اگر اورنگ زیب ہی کو یاد کرنا ہے تو اسطرح یاد کیجئے کہ اُسکے سفری خیمہ گاہ کے ہمراہ کم و بیش
تیرہ سو ۱۳۰۰ ہندو امرا و اہل دفتر ہمیشہ رہتے تہے جن کو مناصب کچہہ ذات سی لیکر چار ہزاری
پنجہزاری ششہزاری ہفتہزاری ہوا کرتے تہے۔ اورنگ زیب نے بیشتر امرا ہنود کو بات کی
بات مین دس دس لاکہہ روپیہ اور اشرفیان انعام مین دیدین۔ کابل کے صوبہ پر راجہ جسونت سنگھ
کو حکمران کر دیا۔ جس نیک نیت راجہ نے اپنے لیاقت و اخلاق سے اہل کابل کے دلون کو تسخیر کرلیا کہ
سلاطین بابریہ نے نہ فقط ہمارے ہموطن بہائی ہنود کے اجداد کو مثل امرا اسلام کے
مناسب عالی پر ترقی دیکر اُن کا اعزاز و پایۂ اعتبار بڑہا دیا نہ فقط ایک بڑے رقبۂ ملک پر اونکو حکمران و
فرمانروا بنا دیا نہ فقط لاکہو کہا اہل ہنود کو راج کے راج۔ تعلقہ کے تعلقہ دوامًا عطا کرکے زر مالگذاری
و مطالبہ سے ہمیشہ کیلئے بری کر دیا جسکی وجہہ سے آجتک ہمارے ہموطن ہندو بہائی راج کر رہے ہین
بلکہ انہین سلاطین نے مذہب ہنود کی بنیاد کو بجد قوی اور دنیا مین منوار کر دیا۔

سب کو معلوم ہو کہ اہل ہنود مین مذہبی تعلیم براہمہ کے علاوہ اورون کیلئے ممنوع تہی اسلئے
عام طور پر نہ اسکا رواج تہا۔ نہ مذہبی کتابون کی اشاعت۔ یہان تک کہ جب بودہ مت کی حکومت
ہندوستان مین چارطرف پہیلی اور جابجا جنگ و جدل نے مذہب قدیم کا تسلط معدوم کر دیا تو اُس کی

ساتھہ مذہبی کتابین بھی معدوم ہوتی چلین۔ علم سفینہ منحصر علم سینہ بسینہ پر ہوگیا۔ مرورِ دہور نے جب ورق زمانہ کا پلٹا اور بودھمت کی حکومت کو مذہب تعلیم ہنود نے پیچھے ہٹایا تو اسوقت بھی یا تو کلہا براہمہ نے قصداً یا محض غفلت و کاہل انکاری ہی یا مجبوری اپنی مذہبی کتابون کو نہ تو جمع کرنیکی تکلیف اُٹھائی اور نہ مفید طور پر مذہبی فلسفہ کو شائع کیا۔ صدہا سال یہہ حالت مستمر رہی خاص خاص مشہور عبادتگاہون مین بعض بعض متبرک پنڈتون اور ذی علم بچاریون کو مذہبی کتابون کی متفرق طور سے احکامات و مسائل کے کچھہ اشلوک یاد تھے یہہ بھی ممکن ہے کہ کبھی مہاتما تارک دنیا کی پاس بعض مذہبی کتابین تین ہون مگر وہ ایسی نایاب تہین کہ عموماً اہل مذہب کا اُن کتابون پر کہان دسترس ہوتا۔ خاص خاص براہمہ بھی اس سے مستفید نہ تھے۔ تعجب یہہ ہے کہ اس ابتدائی زمانہ سے لیکر مسلمانون کے زمانہ بلکہ اس سے صدہا سال بعد تک بھی ابھی ہندوستان کے اکثر حصون مین بڑے بڑے راجہ مہاراجہ فرمان روا گذرے جنکو واقعی اپنے مذہب کا بڑا جوش بھی تھا لیکن کسی نے بھی اپنی مذہبی کتابون کی تدوین کی ضرورت نہ دیکھی اور یہہ نہ سوچا کہ آگے بڑھکر عام اہل ہنود کے بے ٹہور ٹہکانے اعمال مذہبی کو دیکھکر لوگون کے دلون پر کیسا برا اثر پڑیگا اور عوام ہی کے اعمال کو لوگ عین مذہب سمجھکر اس فلسفیانہ مذہب کو جاہلانہ مذہب سمجھنے لگین گے۔ غرضکہ باوجود اختیار و باقتدار و صاحب ثروت ہونیکے ہندو بھائیون نے دیو ہرے اور مندر تو خوب بنوا دیے اور لاکھون روپیہ کے اوقاف بھی کر دیے لیکن جس سے جڑ مذہب کی قایم ہوتی یعنی کتب کا مرتب کرکے شائع کرنا یہہ کسی ایک سے بھی عمل مین نہ آیا اگر معدومیت کتب فلسفہ مذہب کی یہی نوبت آج تک باقی رہ جاتی تو اس روشن زمانہ مین اس مذہب کا کیا حال ہوتا۔

یہہ اکبر اعظم کا احسان ہے کہ بہزار کوشش و کاوش سری بھاگوت۔ راماین۔ مہابھارت جوگ بشسٹ اور گیتا کی سی نادر کتابون کو جمع کیا۔ اور نہایت سلیس ترجمہ کراکے عوام مین پھیلا دیا۔ چنانچہ مذکورۂ بالا کتابین جو آج ہمارے ہموطن بھائیون کے مطالعہ مین ہین یہہ اسی فیاض شہنشاہ کا فیض دایم ہے۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 123 of 292

اورنگ زیب کا بڑا بھائی داراشکوہ اس بارہ مین اکبر اعظم سے بڑھا ہوا تھا۔ اکبر اعظم نے باوجود تسلط تمام صرف چند ہی مذہبی کتابون کے ترجمے کرائے جو بلاشبہ نہایت کمیاب تھین۔ لیکن اُولوالعزم داراشکوہ نے تو وہ کام کیا کہ شاید ہی کسی علم دوست سے بن پڑے۔ اُسنے سوچا کہ مذہب ہنود اسوقت تک لعام بے نمک ہے جبتک اس مذہب کی کتاب بید مقدس جمع کرکے حسب لخواہ نشائع ہو۔ اُسنے خیال کیا کہ اصل اصول مذہب ہنود بھی توحید ہے اور وید کے معدوم ہوجانیسے چونکہ توحید بھی اس مذہب سے رخصت ہوگئی یا ہوتی جاتی ہے اسلیے بہت سی غلط فہمیان ہندوؤن کو مسلمانون سے اور مسلمانون کو ہندوؤن کے مذہب سے ہوگئی ہین اور یہی بڑا سبب ان دونون قومون کے تفرقہ کا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی مثنوی کے ایک شعر مین کہتا ہے ؎

کفر و اسلام در رہش پویان — وحدہٗ لاشریک لہ گویان

اور یہہ اشارہ ہے وید مقدس کے اس فقرہ کی طرف۔ "ایکو برہم دوتیو ناستی" یہہ فقرہ بعینہ لا الٰہ الا اللہ کا ہم معنی ہے۔

داراشکوہ عنفوان شباب زمانہ ولیعہدی مین اپنے آسایش و آرام سے دست بردار ہوکر محض نیک نیتی اور ایک قوم کی فلاح مذہبی کی دہن مین بنارس آیا۔ مدتون قیام کرکے زبان سنسکرت کو حاصل کیا۔ پنڈتون اور مہاتماؤن کو بڑے بڑے وظیفے اور بیش قرار جاگیرین مرحمت کین جسکے پاس جتنے اشلوک زبانی یا تحریری وید کے تھے سب کے لیے فقط اتنی ہی محنت اور جفاکشی پر قناعت نہین کی بلکہ جب کاشی سے اس دولت بے بہا کو جمع کرچکا تو دکن۔ کشمیر و کوہستانی شمالی ہند کے سفر کی برسون زحمت گوارا فرمائی۔ اورجس مہاتما تارک الدنیا کوہ و صحرا نشین سے جو جو اشلوک پائے سب جمع کیے اور نہایت وقت نظر و سیکڑون علمای مذہب براہمہ کی اعانت سے چارون ویدون کی تدوین کرکے اسکا ترجمہ زبان مروجہ سلیس فارسی مین کیا اور ستر اکبر نام رکہا جس سے یہہ بات کہل گئی کہ ہندو مسلمانون کے باہم جتنا تفرقہ نسبت اصل اصول مذہب سمجھا گیا ہے وہ صحیح نہین۔ چنانچہ ستر اکبر کو دیباچہ مین خود لکھتا ہی۔ طالعہ قدیم ہند را بر وحدت انکارے و بر موحدان گفتارے نیست۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 124 of 292

غرض اسوقت جو وید مقدس کے ترجمون کی اشاعت اس کثرت سے ہے اور مذہب ہنود کے فلسفہ کو رونق وہ سب اسی محسن بنی نوع انسان شہزادہ دارا شکوہ کے گران بہا احسان کے سبب ہے۔

مذکورہ بالا کے اگرچہ اور بھی شواہد و سندین ہین لیکن طوالت کے خوف سے صرف کتاب الکھ پرکاش مولفہ رای کنہیا لال الکھ دہاری کے دیباجہ کے چند فقرات نقل کیے جاتے ہین وہ کتاب مذکور کے صفحہ ۱۱ مین لکھتے ہین "جب ہند سے سنسکرت کی تعلیم و تلقین جاتی رہی سمجھنا چاہیئے کہ وید مجوب و مفقود ہوگئی تھی اس عرصہ مین ہزارون راجے مہاراجے ہند و پت ہوگذرے مگر کسیکو اسطرف توجہ نہ ہوئی کہ اس آبحیات کو خاص و عام کیواسطے سبیل کرتا۔ آفرین صد آفرین شہزادہ عالی ہمت اور بلند مرتبت دارا شکوہ بہادر دارین کو کہ جو نعمت و دولت پہلے خاصون کو نصیب نہ تھی وہ عام کو بے منت بخشدی یعنی تمام اوپ نکہدون کا جوگیان کے متعلق تھین محنت گوارا۔ لاکھون روپیہ خرچ اور صدہا پنڈت اور سنیاسیون کو جمع اور کشمیر و کاشی کی سیر و سیاحت۔ اور متعصبان کے طعن کو تحمل کرکے سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کیا گویا دسترخوان صلائے کل عام وخاص کیواسطے بچھا دیا اور دروازہ جیون مکت وبدیہ مکت کا کرونا کس کیلئے کھول دیا اور نفسانیت کو مطلق دخل نہ دیا اور مجلس کو شہنشاہ دارین کا بنا دیا اور اپنے پردادا اکبر بادشاہ کے نام کو روشن کیا ۔

ناظرین انصاف دوست ملاحظہ کرین کہ مذکورہ بالا بے تعصبی و رفاہ طلبی سے بڑھکر کیا ہو سکتا ہے کہ غیر مذہب کی بنیاد باوجود تخالف اعتقادات کے کسطور سے بہزار کوشش و کاوش جما جائے کہ ابد الاباد تک قایم و دایم رہے۔

اگر سیواجی عالیشان مندر تعمیر کرجاتا اور کرورون روپیہ کی جائداد اُن کے لیے وقف کردیتا تو بھی اس مسلمان شہزادہ کے اس نہایت پایدار و مفید کام سے بڑھکر نہ ہوتا۔ کاش جہان جہان کسی مسلمان بادشاہ کے تعصبات مذکور کیے جاتے ہین وہان اس گرانقدر حال کو بھی یاد رکھین تو بعید از انصاف نہین ہے اورنگ زیب پر مذہبی عناد و تعصب کا الزام دلیل کوتاہ نظری اور تاریخ سے بیخبری کی ہے۔ اسکو سنیئے۔ پنڈت وبچاری ظیفہ خوار دارا شکوہ کے بے انتہا معترف

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 125 of 292

ودعاگو تھے جب اُن کو دارا شکوہ کے حالات کی خبر ملی تو بیحد صدمہ ہوا۔ اور اپنے بھجنون مین اورنگ زیب کے مظالم اور دارا شکوہ کی نیکیان و مظلومیت کے مضامین دخل کر کے گانا شروع کر دیا۔ اسکی خبر اورنگ زیب کو لگی۔ چنانچہ تاریخ مراۃ العالم مین لکھا ہے۔

ہنگامیکہ رایات ظفر آیات باستحصال شورش شہزادہ شجاع بہمت دیار شرقی بحرکت آمد کہ اندریاز وظیفہ خواران و خیر طلبان شاہزادہ دارا شکوہ اند معتقدان خود را باظہار مظالم بادشاہ جمجاہ بیعت و اعانت شہزادہ شجاع می کشند و شجاع نیز بالیشان رسل و رسائل دارد۔ قہر و غضب سلطانی زبانہ کشیدن گرفت بہ منعم خان سپہ سالار حکم محکم بہ نفاذ پیوست کہ بتعجیل ہرچہ تمامتر با فوج قاہرہ بہ شہر بنارس آورد آن بیچارگان را با تمامی بتکدہ ہا با خاک عدم برابر سازد۔ بہار امل جبارت نمودہ عرض کرد کہ اگر بہان بتکدہ ہا و پنڈتان را بیاسا رسند کہ مرتکب این ہنگامہ پردازی و فساد اند قرین انصاف است عرض او بذیرای یافت۔ باصغای این خبر معیبت اثر کل معتکفان و برہمنان بمقتضای الفرار مما لا یطاق بتکدہ ہا را خالی گذاشتہ رہ پیمای ادبار شدند منعم خان چند بتخانہ ہا را کہ مشہور بہ وظیفہ مالی بود شکستہ از سنگ و خشت آنہا مسجد آراست۔

اس بیان سے بخوبی ثابت ہے کہ بنارس کے بعض بتخانون کے توڑ ڈالنے کا سبب بھی مذہبی تعصب نہین بلکہ پولیٹیکل وجہ تھی۔ اسکے ساتھ ہی یہہ ہویدا ہے کہ سردار بہار امل کی وجہی استدعا قبول ہو کر حدود انصاف کے اندر کارروائی کا حکم دیا گیا اور ہر بتخانہ کے بجای ہی عبادتگاہ ہی تعمیر ہوئی۔

لہذا حرکات مورث اختلاف سے پرہیز۔ خلوص محبت کی حاجت۔ اور منافقانہ دوستی سے حذر واجب ہے۔ اتفاق ناممکن ہے جب تک ہمارے دل صاف نہ ہون۔

ہندو مسلمانون کے پولیٹکل اغراض و حقوق یکسان نہین۔ اگر کوئی فریق بلا مزاحمت و ضرر رسانی دوسرے کے اپنے حقوق کے تحفظ کی معقول تدبیر کرے تو وہ مورد الزام نہین تمدن و معاشرت مین برادرانہ تعلقات ہون اور اتنا لحاظ ہمیشہ رہے کہ بالقصد ہم دوسرون کو

نقصان نہ پہونچائیں۔

اگر اتفاق سے مراد خودغرضی۔ مذموم طریقہ سے سودیشی تحریک۔ ناعاقبت اندیشوں کے اقوال کی تائید۔ گورنمنٹ کی مخالفت مین اپنے جتھے کو بڑہانا۔ پبلک مین بُرے خیالات پہیلانا۔ حکومت کے جوے کو گردن سے اُتار پہینکنے کی آرزو۔ خانہ داری کی صلاحیت نہین ملک گیری کا دعوے۔ اسے اتفاق نہین نفاق فرمائیے۔ مسلمانون کو جو صدمات اپنے ہموطن احباب سے ظاہری ہمدردی کے پہنچے اور پہنچتے رہے ہین اُسکا اقتضا ہے کہ احتیاط سے کام لین۔

اور پہر جس قوت سے ہماری دینی و دنیوی اغراض وابستہ ہین اُنکا تقاضہ ہے کہ اُسکی طرف ہمارا حُسن اعتقاد قدرتاً ہونا چاہیے جسے اُس خیال کی امید رکہنا جو ہمکو کافر نعمت بنائے یا احسان فراموش ٹھہراے قطعاً بیجا ہے۔ وفاداری ایک فیاض دلسوزی ہے جو انسان کے شریف طبقہ کو اپنی جان و مال کی۔ انصاف دوست حکمران یا خاص ذات پر وقف کرنیکی ترغیب دیتی ہے۔

برٹش گورنمنٹ موجودہ زمانہ مین اسلامی دنیا کی بڑی فرمانروا ہے از روے تحقیق جس قدر مسلمان حکومت برطانیہ کے زیر فرمان ہین حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے نہین۔ اس لحاظ سے ہمین کتنا بڑا تعلق اپنی گورنمنٹ سے از روی مذہب ہوگیا۔ تمام دنیا سے زیادہ اسلام کو ہر طرح کا واسطہ برٹش گورنمنٹ سے ہے۔ جہان جہان عملداری برطانیہ عظمیٰ کی ہے علانیہ تعلیم عقاید اسلامی کیجیے کوئی معترض نہین۔

مسلمان اگر انگلینڈ مین جاکر ترویج عقائد اسلام مین کوشش کرین تو کسی قسم کی ممانعت نہین اطمینان و آسایش سے ارکان دین کی تعمیل جو ان دنون ہم کرسکتے ہین کبہی نصیب نہ ہوئی جس دور حکومت مین از روے مذہب یہہ آرام ہو کوئی ایسا بیوقوف ہے جو اُسے غنیمت نہ سمجہیگی جو آزادی و آرام عثمانی سلطنت مین غیر مذہب والون کو اس زمانہ مین حاصل ہو رہی ہین اسوقت یہان نصیب ہے۔

رہی دنیاوی آسایشین وہ تو حد شمار سے خارج ہین مختصر یہہ کہ ہمین ہر طرح آزادی حاصل ہے کہ بحیثیت رعایا کے واجبی حقوق طلب کرین۔ بے تکلف علانیہ رسوم و ارکان مذہبی بجالائین

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 127 of 292

اپنی ہر تکلیف کا بذریعہ عرضداشت چارہ کار رہا ہین۔ دختر کشی نابود ستی موقوف۔ ٹھگون کی جماعت مفقود انسانی قربانی بند۔ ڈاکہ زنی کا عمدہ انسداد۔ شاہراہین صاف و بےخطر۔ نہرین بکثرت۔ ریل و جہاز کیوجہ سے بری و بحری سفر کی سہولت تار کے سبب تجارت کو ترقی۔ پوسٹ آفس نہایت خوبی سے کمی محصول پر جاری۔ اسکول وکالج و یونیورسٹیون کے باعث تمام علوم کے خزانے پیش نظر۔ بلحاظ قابلیت ہر شخص کو ملازمت کا حق حاصل۔ حصول انصاف کا بلا لحاظ قوم و مذہب عدالتون مین قرار دیا جانا۔ شفاخانے خیراتی موجود۔ چھاپہ خانے بے انتہا۔ اخبارات کو آزادی کی نعمت میسر۔ چیچک کی حفاظت کے لیے ٹیکے کا محکمہ۔ امراض متعدی کیواسطے خاص انتظامات۔ قیدیون سے جیلخانون مین مہذبانہ سلوک باہر جاکر معاش کے لیے پیشون کا سکھایا جانا۔ بذریعہ نلون کے پانی بہم پہنچانا۔ شہرون اور قصبون مین صفائی کا پورا انتظام۔ تعلیم نسوان کی تحریک وغیرہ وغیرہ

غرضکہ ایک انصاف پسند شخص کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ انسانی ہمدردی مین۔ رعایا کی آزادی مین۔ رعایا کو مہذب بنانے مین دنیا کی کوئی گورنمنٹ انگریزی گورنمنٹ کو نہین پاتی۔

برٹش گورنمنٹ کی سلطنت کا حسن سلوک اسوقت پوری طور سے اندازہ ہوسکتا ہے جب ہم دوسری سلطنتون کے سلوک رعایا کے ساتھ اسکا مقابلہ کرین۔ مثلاً حکومت روس وسط ایشیا مین۔ روس گو یورپ کی قوتون مین ایک قدیم اور مہذب سلطنت کہلائی جاتی ہے مگر اُسکے قانونون کا میلان اور ناظمین کا طرز عمل برٹش گورنمنٹ کے مقابلہ مین اگر وحشیانہ کہا جاوے تو بیجا نہین۔

یہود کے ساتھ جو جابرانہ و ظالمانہ عمل کیے جاتے ہین اُنکا جواب شاید مذہبی اختلاف ماضیہ کی بنیاد پر مل سکے۔ مگر مسلمانون کیساتھ خاصکر جو سلوک جابرانہ کیا جاتا ہے۔ وہ سُننے کے قابل نہین اور بیحد نفرت دلانیوالا ہے اُن کے مذہب کی ادای رسوم مین علانیہ روک ٹوک اُن کے مدارس اور اوقاف مین دیدہ و دانستہ سنگ اندازی۔ اُن کی تجارتون کیلئے ہر طرح سد راہین۔ اُن کی آسائیون کے عیوض اُن کے راستون مین دقتین۔ اصلاح کے بجای اُن کی آسایشون مین خلل ڈالے جاتے ہین ناکافی بنیادون پر قتل و جلا وطن کیے جاتے ہین۔ اُن کی جائدادین ضبط۔ اُن کی

مال ومتاع بوجہ فرق۔ مظلوم ومجبورون کوجان بچانے کے لیے دوسری سلطنتون سے امداد
کی ضرورت۔ اور دوسرے ملکون مین جاکر آباد ہونے کی حاجت پڑتی ہے۔

ایک راستباز روشن خیال ذی علم مسلمان باشندہ قزان مملکت روس نے جن مظالم کا
ہمسے استنبول مین تذکرہ کیا ہم اگر اُسکی تفصیل یہان بیان کرین تو اہل ہند مین سے ہرشخص
کی آنکھون سے آنسو روان ہون۔

سلطنت مین شریک ہونا۔ اُسکے قانونون مین شورہ دینا۔ اُس کی مجالس تک رسائی
اِسکا تو ذکر ہی نکیجے حقیقت مین مملکت ہندوستان دارالامن اور روس دارالفرار ہے۔

برٹش گورنمنٹ مین اگر وہ رتمتین منتقل کردی جائین جو ہندوستانیون کو خود ہندوستانیون
کے ہاتھ سے پہونچتی ہین تو یہ کہنا بجا ہوگا کہ دنیا مین کسی اجنبی سلطنت کے سایۂ حمایت مین
یہ امن وآسایش میسر نہین آسکتی۔ ناحق شناسی ہے اگر رعایائی ہند عموماً اور مسلمانان ہند
خصوصاً اس نعمت کی قدر اور اپنے افعال واقوال مین بھی احسانمندی ظاہر نہ کرین۔

اپنی حاجتون اور ضرورتون کو بطرز معقول سلطنت کے کانون تک پہونچانا اور امید
اصلاح رکھنا بیشک ایک قومی فرض ہے مگر آداب سلطنت اور حقوق فرمانروا کو نگاہ نہ رکھنا
نہ صرف سوء ادبی ہے بلکہ علامت شقاوت ہے۔

کسی قوم سے اختیارات سلطنت خدا نہین لیتا جب تک وہ پایۂ انسانیت سے گر نہ جاے
اور کسی قوم کو اختیارات سلطنت[1] دست قدرت سے نہین بخشے جاتے جبتک اوس مین
وہ اوصاف حمیدہ نہ پائے جائین جس سے ودیعت سلطنت اپنا نہ ادا کر سکین۔ ان
دو درجون کے فرق کو جب تک کوئی رعایائے مفتوح اچھی طرح نہ سمجھے گی حفظ مراتب نہین کر سکی

[1] پارہ ١٧۔ سورہ انبیاء ۷ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ خدا فرماتا ہے کہ ہم زبور مین نصیحت کے بعد یہ بات لکھ چکے ہین کہ ہمارے نیک بندے زمین (کی سلطنت) کے وارث ہون گے۔

چھوٹا اپنے بڑے یا بہتر سے اُسیوقت خالص حمایت مدد کی امید کر سکتا ہے جب ادب کیساتھ اپنی کمی کو تسلیم کرتا ہے اور طلب ترقی مین خلوص عقیدت کو واسطہ گردانتا ہے۔ ہم اپنے ملک کے ہندو و مسلمان بھائیون سے خالصانہ التماس کرتے ہین کہ وہ اگر اپنی اور اپنے ملک کی بہبودی چاہتے ہین تو صحیح طریقے اور صحیح مزاج اختیار کرین اور بیجا شور و غوغا سے باز آئین۔ اور اُن لوگون کے کہنے پر عمل نہ کرین جنکی سند تفوق صرف یہی ہے کہ غیر ملکون کی زبان کے الفاظ روان طور پر بول سکتے ہین یا لکھ سکتے ہین۔ مگر جن کو اس بات کا تجربہ یا اندازہ نہین کہ سلطنت کے مفید ہونے یا اُسکے امور مین شریک ہونے کے لیے رعایا کو کیا کیا صفات درکار ہوتی ہین۔

مدارس کے امتحان مین کامیاب ہونا۔ یا تجارت اور دیگر پیشیون کو کامیابی سے کرنا اس بات کو نہین بتا سکتا۔ افراد منتشر اور مختلف الاعمال و خیال ہرگز شیرازۂ قومی حاصل نہین کر سکتے جبتک وہ انضمام طبعی خواہ بجانب قدرت خواہ بجانب تربیت پیدا ہو جسکو انگریزی مین آرگنیک اور ہماری زبان مین حیات ترکیب کہتے ہین۔ مثلاً جہان ایسے افراد بکثرت ملتے ہون جو دوسرے افراد کو خواہ اختلاف مذہب خواہ خود غرضی۔ خواہ عداوت کی بنیاد پر نقصان پہنچانیکے لئے مستعد ہون وہان سب افراد ملکر ایک مجموعۂ متفق الاغراض جسکو قوم کہتے ہین کیسے بنا سکتے ہین۔ اسلیئے نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جبتک ہندوستانی رفتہ رفتہ ترقی کرکے استحکام و توافق کیرکٹر حاصل نہ کرلین ایسی رعایات کے متقاضی یا متمنی نہ ہون جسکا عمل بلا امتیاز ہر کہ و مہ سے متعلق ہو۔ شخصی فضیلت بیشک ایسی چیز ہے جسکا امتیاز ہر وقت ضروری اور مفید ہے۔ اس امتیاز شخصی سے مستفید ہو کر اُن کا فرض ہو کہ ایک خاص حد کے علو کیرکٹر پیدا کرین اور اوس کے بعد قومون کی فہرست مین اپنا شمار کرین۔ مگر کسی صورت مین یہہ جائز نہین کہ کفران احسان کرین۔ یا سوء ادبی اُن محسن فرمانرواؤن کی شان مین برتین جن کی بدولت ہندوستان کو مغربی روشنی سے استفادہ کی نوبت پہنچی ہے۔ تجدد و مساوات کے شوق و حرص مین نابینایانہ دوڑ پڑنا۔ اور حفظ مراتب کا لحاظ چھوڑ دینا ہندوستان کے لیئے سیدھا راستہ تباہی و بربادی کا ہے۔ امتیاز

مساوات و غلبہ تفضیل اور شان برتری ایسی چیز نہین کہ دام دیکر خریدی جاوے یا اپنے تئین مانگی جائے۔ یہ انعام خداوندی ہے جب دو شخص برابر ہونگے۔ قانون قدرت ہے کہ ایک دوسرے کا اعزاز کرے۔ اور جب ایک دوسرے سے بہتر ہوگا تو ضرور ہے کہ کمتر بہتر کو از خود اعلے سمجھے۔ یہ امتیاز اور رعایتین عرضداشت اور فرمانون سے حاصل نہین ہوتی ہین۔ قدرت از خود ان قومون کے عمل مستحکم و ممیز کردیتی ہے ؎

کل سہی۔ کاڑ سہی۔ ریل سہی۔ تار سہی — بہر پیکار رنئے ڈہنگ کے ہتھیار سہی
صنعت و حرفہ سہی دولت بسیار سہی — صاف شیشون مین مربے سہی آچار سہی

اہل یورپ مین تو ہر بات ترقی کی ہے
پر کہو ہند نے کیا اسمین ترقی کی ہے

ہند کے واسطے کافی نہین یورپ کی نظیر — ایک ہو سکتے ہین کیونکر یہ غریب اور وہ امیر
بات مین ان کی تو باقی ہے یہی ایک لکیر — روز و شب جیب بنے بیٹھے ہین یہ ہوکر فقیر

وہ بہی اب ہاتہ سے چہن جانے کی تدبیر ہوئی
خوب ہمدردی تری ایک فلک پیر ہوئی

اعتراضات کی تفصیل اور اُن پر ریویو

رموز سلطنت سے عوام ناواقف ہوتے ہین اس بنا پر اُن کے اعتراضات فرمانروایان ملک کے باب مین قابل عفو ہین گر غلط فہمی بجائے خود ایک امر قبیح وغیر قرین مصلحت ہے - لہذا ہم کشف غطا کے طور پر چند وخل بقدر وتسند کرینگے یعنی اُن حجابون کے اُٹھانے اور بدگمانیون کی رفع کی کوشش کرنا چاہتے ہین جو اعتراض کی شکل مین لوگون کے ذہن نشین ہین یا جن کا تذکرہ زبانون پر آچکا ہے اس مین نہ عوام سے مناظرہ کا ارادہ نہ کسی سلطنت کی خوشامد منظور -
زبان خلق ایک عجیب بیچین چیز ہے اور خاصکر جہان کسی عالیمرتبہ شخص کے عیب و ثواب سے بحث ہو - ۵

قیل ان اللہ ذو ولدٍ ا	قیل ان الرسول قد کھنا
ما نجی اللہ والرسولہ معاً	من اللسان الوریٰ فکیف انا

گر خداوند عالم کی عجیب قدرت ہے کہ معترضین کے اعتراض بجای اسکے کہ پاک اسنون پر دہبہ لگائین اُن کی عظمت کو نگاہ خواص مین بڑہاتے ہین -

مجالس لیڈیز کی شرکت اہل یورپ اور اصلی باشندگان ہند کے لیے تو کوئی موقع نکتہ چینی کا نہین مگر بعض ہندوستان کے اور شاید اہل کابل کے نادان دلون مین یہہ خدشہ گذرا ہے کہ اعلیحضرت شاہ افغانستان نے بعض ایسے صحبتون مین شرکت کی جنمین عورات بہی شریک تہین - اسکو وہ ایک امر خلاف شریعت اور نیز منافی شان امیر کے بتلاتے ہین - ہمکو اس موقع پر وکالت کا کام منظور نہین بلکہ ایک محاکمہ لکہنا چاہتے ہین جس سے معلوم ہو کہ شریعت کی قیدین کہانتک عورتون کے ساتہہ معاشرت مین محدود ہین - اور آیا امیر نے کوئی فعل ایسا کیا کہ جس سے کسی قید شریعت یا اُن کی شان امارت مین خلل آیا - اس محاکمہ مین ہمارا روی سخن اُن ناعاقبت اندیش اور امور شریعت ناشناس عوام سے نہین جن کو یہہ خبر نہین کہ فحوائے احکام شریعت کیا ہے اور جو وہ اپنی زبان سے کہتے ہین یا دماغون مین پکاتے ہین نفس بحث سے متعلق ہے یا نہین -

تمام احکام شریعت کے تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر محرم مرد اور عورت کو معاشرت مین ایک خاص حد محدود سے گذرنا عام طور پر نامناسب اشاطیر قدرت ہے۔ مگر اُسی کیساتھ شریعت مین جو مراعات حقوق سلوک نسوان مین ہے اُس کی نوعت کی کسی قانون دنیا مین مثال نہین ہم بیان پر اپنے قلم کو اس انتظار مین ٹھہراتے ہین کہ کوئی محقق مذاہب ہمارے اس دعویٰ کے بطلان کی کوشش فرمائے۔ اُسکے بعد یہہ دریافت کرنا چاہتے ہین کہ آیا شریعت مین کوئی ممانعت ایسی ہے کہ باوقار معزز عورتون سے اجتناب کلی کیا جاوے یا کوئی دیوار خیالی درمیان مین حائل سمجھی جاوے۔ اُن عوارات کو جو پابند شریعت ہین بیشک حکم ہے کہ نامحرم مردون سے آزاد طور پر مراسلت نہ رکھین۔ له قانون

یہ مضمون احتیاط کو خداوند عالم اپنے کلام پاک مین اس آیت سے بتلاتا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا الخ ع پارہ ۱۸ سورہ نور

اس مین مومنین و مومنات دونون کے لیے ارشاد ہے کہ وہ اپنی نگاہون اور شرمگاہون کی حفاظت کرین۔ اسی کیساتھ کلام ربانی مین صاف ارشاد ہے "لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا" ورنہ تمام دنیا مین چاہیے تہا کہ حرام ہوجاتا عورتون کا یا عورتون سے مردون کا بیع وشریٰ۔ اور دنیا کے آدہے کام تقریباً مسدود ہوجاتے۔

اسیطرح غلامون کی بیع وشریٰ ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ امتناع یا نہی صرف بغرض انسداد فتنہ وخرابی ہے۔ مثلاً شریعت کہین ممانعت نہین کرتی کہ جس عورت سے خطاب نکاح ہو اُسکو مرد نہ دیکھ لے یا مرد کو عورت نہ دیکھ سکے۔ اسیطرح طبیب و مریض یا شہادت و حکومت کے معاملات مین وہ حکم کلی امتناعی بے مستثنیٰ کیے پڑہا نہین جاسکتا۔ بلاد اسلام مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ۔ استنبول۔ دمشق۔ بیت المقدس۔ بیروت وغیرہ مین تمام معزز خواتین اسلام

بذات خود بازارون مین جاکر خرید و فروخت کرتی ہین۔

اسکے برعکس شریعت مین کہین ممانعت نہین ملتی کہ دوسری ملت و قومون کی عورتین جو اپنی رسم و رواج اور مذہب کے موافق پردہ نشینی کی پابند نہین اُن کے حضور سے بضرورت ملکی بحالت سیاحت بصورت میزبانی و مہمانی اجتناب قطعی کیا جاوے۔ اصول فقہ ہے الضرورات تبیح المحظورات یعنی ضرورت ممنوعات کو بھی مباح کردیتی ہے۔ یہہ سرسری ملاحظہ باعتبار قیود شریعت کے ہے۔

عقلاً تہوڑے سے غور کے بعد معلوم ہوگا کہ ایشیا اور یورپ کے طرز معاشرت و عوارات کے عقل و دانش مین کیا فرق ہے اور ایشیای مردون کو یورپ کی باوقار معزز عوارات کے حضور سے کیا استفادہ کی ضرورت ہے۔

ایشیا مین عورتین اپنی کم علمی اور دنیا کی ناتجربہ کاری کیوجہ سے تمام امور مین بجز خانہ داری کے ایک صنف بیکار رہی ہین۔ مگر یورپ کے حالات جاننے والے جانتے ہین کہ عوارات یورپ اور خاصکر طبقات عالیہ مین کس مرتبہ پر ہین موازنہ صحیح سے معلوم ہوگا کہ یورپ کی ترقی مین آدہا حصہ یا بلکہ غالب عورتون کی وقار و عالیہمتی کا نتیجہ ہے۔

ایشیا مین آٹھہ دس برس تک کے لڑکے جبتک مدرسے و مکتبون مین نہین جاتے علم کے حصے سے محروم قطعی رہتے ہین۔ یورپ مین تعلیم یافتہ عوارات کی بدولت اُن کے بچون کا سچا زمانہ تعلیم و تربیت ایام مہد سے شروع ہوتا ہے۔

ایشیا مین نوجوانون کی جوانی کا زمانہ سب سے خطرناک ہے اُس مین گمراہی کا بڑا سبب ایشیا کی عورتون کی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ یورپ مین اُس کے برعکس شباب خواہ مرد کا ہو خواہ عورت کا شکل معقول وہان کی عوارات کی زیرکی و ہوشمندی سے صورت پکڑتا ہے جو تمام عمر اُن کے خصائل حسنہ کا ذمہ دار رہتا ہے۔ ایشیا کے نوجوانون کو جو موقع عورتون کی پردہ نشینی کیوجہ سے جادۂ اعتدال سے گذرنے کے میسر آتے ہین وہ یورپ کی تجربہ کار قابل بیبیون کی نگہداشت سے

مسدود رہتے ہین اس تمہید کے بعد مباحث ذیل فیصلہ طلب معلوم ہوتے ہین۔

اوّل آیا ہر مجسٹی ہیرنے کوئی صحبت خود ایسی تلاش کی جسمین کوئی امر خلاف شریعت تھا مثلاً مشارکت نسوان یا ایسے جلسہ مین شریک ہونا ایک امر ناگزیر بلحاظ میزبان یا بپاس تہذیب تھا

دوم۔ آیا ایسی خاص حالتون مین شریک اُن مجالس کا ہونا جہان یورپین لیڈیان جمع ہون کسی حکم شریعت کے خلاف تھا۔

سوم آیا ایک باخبر والی ملک کو جسے اپنے ملک مین ہرطرح ترقی پہیلانا ہے ایسی صحبت خالی از مفاد یا ضروری تہی۔

امر اوّل پروگرام کے دیکھنے سے شک باقی نہین رہتا کہ کسی جلسہ مین امیر کی طرف سے کوئی ایسا اشارہ نہ تہا جس سے اُن کی منشا لیڈیز کی مشارکت کے باب مین پائی جائے نہ اُن موقعون پر اعلیحضرت کے افعال یا اشارات سے کوئی بات ایسی مترشح ہوئی جس سے اُن کی طبیعت کا میلان یا حظ لانینبغی پایا جاتا ہو۔

یورپین تہذیب کے موافق جس جلسہ مین لیڈیز شریک نہون وہ خلوص محبت سے خالی ہوتا ہے اور لیڈیز کی شرکت گوارہ نہونا۔ اُن کے قانون تہذیب مین بدترین شان وحشت ہے۔ سوائے اُن باضابطہ مواقع کے جہان محض مجالس امور سلطنت سے متعلق ہون یورپ مین کوئی صحبت لیڈیز سے خالی نہین ہوتی۔ اور نہ معزز سمجھی جاتی ہے جبتک وہ شریک صحبت نہون۔ ایسی صورت مین جب اعلیحضرت کو۔ گورنرون اور وایسرائے کی مجالس معاشرت مین شریک ہونا قرین مصلحت ہوا۔ تو اُن کو بجز اتباع قواعد میزبانان اور کیا چارہ تہا۔

عامہ خلایق کی کسی رواج عام کی خلاف ورزی خالی از فضیحت نہین چہ جائیکہ دائرۂ آداب سلاطین ایسے موقعون پر شاہون وشہنشاہون کی چہوٹی سے چہوٹی حرکات وسکنات معترضین کی نگاہ کے سامنے ہوتی ہین اور اُن کے ملکون کی نیکنامی وبدنامی اُن کے دانشمندانہ سلوک پر منحصر رہتی ہے۔ ایسے وقت مین عوام کو ایک مہذب رمز شناس فرمان روا کے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 135 of 292

آداب پر نکتہ چینی کرنا نہ صرف خلاف عقل بلکہ سوء ادبی ہے۔ ٥

رموز مصلحت خویش خسروان دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

امر دوم شریعت کے تمام اوامر و نواہی متعلق معاشرت نسوان پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت مین قید پردہ داری صرف مسلمان بیبیون کے لیے کیگئی ہے اور سد نامحرمی اونهین کے لیے حائل ہے مردون کے لیے گو جا صحبتون سے اجتناب تبلایا گیا ہے مگر کہین یہ قید نہین لگائی گئی کہ دوسرے ملک اور قومون کے رواج جو اسکے برعکس ہون اُن کی وجہ سے کوئی مسلمان اپنے کاروبار بیع و شریٰ۔ ربط و ضیافت سے حذر کرے۔

مثلاً اگر ایسے ملک یا قوم مین گذر ہو جہان بیع و شریٰ بواسطہ عورات ہوتا ہے تو کیا شریعت ایسے بیع و شریٰ سے مانع ہے۔ یا ایسے احباب مین ضیافت کی نوبت آئے جہان قید شریعت کی پابندی نہین۔ وہان قانون میزبانی و مہمانی سے خلاف ورزی کی جائے۔

ایسے خدشے اُن تنگ دل۔ تنگ نگاہ اور تنگ خیالون کے ذہن مین گذر سکتے ہین جو شریعت کو ایک تنگنائے ضوابط تصور کرتے ہین۔

شریعت وہ قانون وسیع ہے جو رہبانیت سے نفرت اور وسعت اخلاق و تہذیب نفس اور دنیا مین زندگی بسر کرنے کے آرام دہ و عمدہ اصول مطابق زمانہ سکھلاتی ہے ایک محلہ یا قریۂ خاص کے رہنے والے مسلمان ایسے تنگ خیالون مین بسر کر سکتے ہین مگر وہ سیاح جن کو دنیا مین پھرنا ہے اور وہ والیان ملک جنکو قوم کی خدمت کرنا ہے اپنے فرض منصبی کو بغیر شرکت طریق معاشرت اقوام مختلفہ ادا نہین کر سکتے گو عوام ناراض ہون

امر سوم بحث آخر الذکر شایان اول الاہتمام ہے۔ دنیا مین دست قدرت نے جسدن سے دنیا آباد ہے ذکور و اناث کی تعداد برابر بنائی ہے۔ کسی خاندان یا محلہ یا قوم مین مساوات نہ ہو مگر جب عالم کے پلے موجودات دیکھے جاتے ہین تو دونون نوع زن وبرابر

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 136 of 292

ملتے ہین اس سے ثابت ہے کہ دنیا مین رنج وخوشی مصیبت وراحت۔ ترقی وتنزل ہر طبقے مین برابر ہوتے ہین۔

ترقی کرتی ہوئی قوم یا ملک مین عورتون کی قابلیت ہمیشہ نصف کی حصہ دار ہوتی ہو اسیطرح زوال یا قیام کی حالت مین انحطاط یا امتناع اُسی نسبت سے عورات کی ناقابلیت سے متعلق ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کسی قوم مین زوال آتا ہے توجسقدر مردون کی ناقابلیت وجہ ہوتی ہے عورتون کی ناقابلیت بہی اُسی درجہ تک اسکا سبب ہوتی ہے۔ یا کوئی قوم یا خاندان ترقی نہین کرسکتا توجسقدر مردون پرالزام لگایا جاسکتا ہے اوسیقدر عورات پر۔

جس روشنضمیر والی ملک کو اپنے ملک مین ترقی کی بنیاد ڈالنا ہو کیا وہ کوششون مین کامیاب ہوسکتا ہے اگر صرف مردون کے حالات پر نظر ڈالے اور عورات کے حالات نظر انداز کرے۔ فلسفہ کا معمولی ابتدائی مسئلہ ہے۔ تعرف الاشیاء باضدادھا مثلاً جس سردار نے توپ وگولے کی حقیقت کو نہین سمجھا اور نہ دیکھا وہ کیا سمجھ سکتا ہے کہ اُسکے سپاہی جن کے پاس محض تلوار ہے وہ میدان جنگ مین کسقدر معرض خطر مین ہونگے

اسی طرح جس مدبر کے ذہن مین اصلاح قوم اور ملک ہو وہ اگر دوسری قومون کے مرد وعورتون کی تہذیب وترقی کو نہ سمجھتا ہو وہ اپنے ملک کی بی بیون کی حالت کی جو خفیف تہذیب مین ہون کیا اصلاح کرسکتا ہے۔

اورجس قوم مین مرد وعورتون کی تہذیب روزافزون نہو اُس قوم کے لڑکے اور نوجوان کیا ترقی کرسکتے ہین۔

شریعت کی یہہ نصیحت کہ عورتون کیساتھہ زیادہ سے زیادہ مروت کی جاوے اور کسی صورت مین وہ تفوق جو قادر مطلق نے مردون کو قوامون علی النساء کی حیثیت سے دیا ہے بجز اُن کی اصلاح وفلاح کے کام مین نہ لانا چاہئے اسوقت سمجھ مین آتا ہے جب آدمی اُن قابل خاتونون کو دیکھ لے جو ہر دلکش ترقی کا نمونہ ہین۔ ترقی مغرب کی فہرست مین

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 137 of 292

ہر مد بجاے خود ایک مرکز سبق آموز ہے۔ اور ہر مد مین ترقی تعجب انگیز ہے۔ کیا دخان اور اسکی
قوت۔ کیا برق اور اسکا اختطاف۔ کیا خواص حرارت۔ اور کیا خصائص اصوات۔ کیا جر ثقیل
اور کیا التقاف مقناطیس۔ مگر رموز تہذیب نے جو قوت یورپ کی مہذب اور قابل بی بیون کو
دی ہے وہ کسی طرح اعجاز وقت سے کم نہین اور کسی قوت کو اُن کی قوت سے مقابلہ نہین
شلاً یورپ کی تربیت و تعلیمیافتہ خواتین نہ صرف نام آور اولاد کے ذرایع ہین بلکہ اپنے بچون
کی پرورش و تعلیم کے لیے بہترین نگران اوستاد۔ اپنے خاوند کی حفاظت کے لیے عمدہ طبیب
اور ہر وقت سمجھدار صلاح کار کی طرح دلسوز مشیر۔ اپنی دستکاری سے خاوند کی معاش مین
مددگار ترقی۔ قومی وانسانی ہمدردی کی لحاظ سے اپاہج مصیبت سندون کی حاجت روا
مسکین نادار علیلون کی تیماردار۔ مریضہ عورتون کے واسطے قابلہ۔ اپنے ملک کی آزادی
کی بنا پر قوم کی لڑائیون مین زخمیون کی خادم ہین۔ قوم مین اہل فضل واہل کمال
پیدا کرنے کے لئے یہہ جذبہ سب سے زیادہ قوی سبب ہے۔ ان کی صفات کو بجاے خود
ایک بسیط مضمون درکار ہے جسکی یہان گنجایش نہین۔

ملک اور مردون کے تہذیب اخلاق کے لئے خواہ مدرسے مقرر کیے جاوین
خواہ محتسب متعین ہون۔ خواہ قانونی عدالتین بنائی جاوین۔ مگر یہہ سب کسی طرح مردون کے
اخلاق کی اصلاح اُس درجہ تک نہین کر سکتے جو مہذب اور قابل بی بیون کے فیضان
تہذیب سے ہو سکتا ہے۔ انتظامات اول الذکر صرف افعال وجوارح سے متعلق ہین۔
عورات کی ترقی اخلاق وتہذیب دماغ مردون کے وجدان یا دل ودماغ کی اصلاح کے
لئے مختص ہے۔ ایک تلوار کا زخم ایک بہادر مرد کو اتنا دردناک نہین کر سکتا جس قدر
کہ ایک نیک باوقار مہذب بی بی کی نگاہ ایک انبوہ احبا یا اعدا کا مرد کو اُس قدر ترغیب
یا تحذیر نہین دے سکتا جتنا ایک مہذب باعصمت بی بی کا خیال (پاسداری)
جنگ یرموک مین جو سب سے آخر کوشش شہنشاہ ہرقل کی تھی فتح کا بڑا سبب عرب

عوراتکی بہادرانہ تحریک وذاتی شجاعت ہوئی۔ دولاکھ اسّی ہزار رومیون کا مقابلہ
پینتیس ہزار عربون کو کرنا پڑا تھا۔

اس موقع جنگ پر تین مرتبہ رومیون نے اپنی کثرت کی بدولت عربون کو پسپا کر کے
غلبہ حاصل کیا اور ہر مرتبہ عرب کی باحیا دلاور بی بیون کی اس حمیت دلانے والی تحریک
نے کہ اگر تمنے لڑائی سے مُنہ موڑا تو ہماری صورت نہ دیکھو گے عربون کو جوش دلا کر دیوانہ
بنادیا اور بالآخر شکست فتح سے بدل گئی۔ اس جنگ مین محض تحریک ہی سے کام نہین
لیا بلکہ خود بھی عورتین بڑی بہادری سے لڑین۔

ایسی بہت سی تاریخی مثالین موجود ہین جنہین محض شجاع وقابل بی بیون کی وجہ سے
کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ زمانۂ حال مین جاپانی عورتون نے اپنے افعال واقوال سے
ثابت کر دیا ہے کہ ترقی یافتہ قومون مین کیا اسپرٹ پیدا ہوجاتی ہے۔

دنیا کی ابتدائی تاریخ سے جنگجو وحشی قومون مین لڑائی کی سختیون کا وبال وزنلہ ہمیشہ
عورتون و بچون پر عضو ضعیف کی طرح گرتا ہے اور کیون؟ صرف اسلیے کہ وہ نازک و
بیقدر سمجھے جاتے ہین اور انسان سے حیوانی جذبون کا شکار بن جاتے ہین۔
مگر جس قوم مین عورات ایک جزو ضروری معاشرت مین سمجھے جاتے ہین اور اُن کا ؟
تپاک حصہ سمجھا جاتا ہے جسکی تاکید ہر زمانہ کی تہذیب عموماً اور شریعت نبوی خصوصاً کرتی
ہے وہان ضرور ہے کہ ہر انقلاب مین اُن کے حقوق کی نگہداشت کی جاوے اور
وہ معزز سمجھی جاوین۔

جبتک کسی قوم مین ترقی وجدان اُس حد تک نہین پہنچی جہان دار وگیر کی ضرورت
ضرور ہے وہان کوئی سچی ترقی تہذیب کے متعلق نہین ہوسکتی۔
توپین ڈھلین۔ کارخانے بنین۔ مدرسے بڑہین۔ دولت افزون ہو۔ مگر قوم کے ہر د
جب تک عورتون کے حقوق کی تعظیم سے واقف نہون نہ حملے کے قابل نہ حفاظت

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 139 of 292

کے لایق۔ امیر مرحوم اپنے سوانح مین لکھتے ہین کہ آئندہ زمانہ مین افغانستان اسوقت تک کامل ترقی نہ کرسکیگا جب تک اس کی عورتین تعلیمیافتہ نہ ہونگی۔

بچے اپنا پہلا سبق ماؤن سے لیتے ہین اور جو خیالات بچپن مین جاگزین ہوجاتے ہین وہ عمر بھر انسان کی عادات وخصائل دل ودماغ پر اسقدر حاوی رہتے ہین کہ بعد کی تعلیم انہین زائل نہین کرسکتی۔

ایسی صورتون مین اگر اعلیحضرت نے ان صحبتون مین گزر فرمانا جائز رکہا تو کیا نعوذ باللہ یہ امر اُن کے تشرع وزہد پر دہبہ لگاتا ہے۔ یا اُس الزام کا مورد بناتا ہے جو ایشیا کے آخر ناعاقبت اندیش فرمانروایون کا حصہ تہا۔ انما الاعمال بالنیات ایک ہی فعل سے صاحب تقوی کو مستحق ثواب بناتا ہے اور وہی فعل باختلاف نیت غیر متشرع کو مورد عذاب ٹہراتا ہے۔ گو تمام سفر مین اعلیحضرت شاہ افغانستان کے ہر قسم کے افعال نے اُن کو اہل تمیز کی نگاہون مین ایک مثیل واجب التعظیم فرمانروا بنایا مگر آپ کی مرتبہ شناسی ایسے موقعون پر تائید منجانب اللہ تصور کی جاتی ہے۔ اسلیے کہ بجز ان مواقع کے باقی سب صورتین ایسی تہین جو اپنے ملک مین کم وبیش روز پیش آتی ہین اور اُن سے وقوف تام کوئی امر تعجب انگیز نہین مگر ایسی صحبتین ایک امر نادر الوقوع تہین اور ان صحبتون مین جہان نگاہ کی حرکت سے پلۂ تہذیب میزان امتحان مین جہکتا اُٹہتا ہے۔ سر موجادۂ حسن مذاق اور وقار سے نہ گذرنا نہ صرف تعجب انگیز ہے بلکہ بے اختیار اعلیحضرت کے لیے لِلّٰهِ دَرُّكَ وَاَحْسَنْتَ کہلواتا ہے۔

سفر یورپ بڑے بڑے سلاطین نے کیا ہے۔ سلطان عبد العزیز خان موجودہ سلطان حضرت سلطان عبد الحمید خان کو ہمراہ لیکر عازم سفر یورپ ہوے وہان تمام صحبتون مین گذر فرمایا۔ حضور ملکۂ معظمہ کے مہمان رہے۔

شاہ کجکلاہ حضور ناصر الدین شاہ ایران کا سفرنامہ اُن کی حالت سیاحت کا خود لکہا

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 140 of 292

شاہ مظفر الدین چندبار یورپ تشریف لے گئے اُن صحبتون مین جہان لیڈیان تہین شرکت فرمائی۔ خدیو مصر ہر سال یورپ جاتے ہین۔

ان واقعات کی موجودگی مین ہز مجسٹی امیر افغانستان پر سفر ہند کے متعلق کہان تک موقع نکتہ چینی ملتا ہے۔ ہر صاحب انصاف اسکا خود تصفیہ فرمالے گا۔ محبت کی آنکھہ کبھی نکتہ چینی کی جانب مائل نہین ہوتی۔ یہہ صرف مخالفت کی نگاہ ہے جو ہنر کو بہی عیب بناکر پیش کرتی ہے ؎

وَعَيْنُ الرِّضَاءِ عَنْ كُلِّ عَيْبٍ كَلِيْلَةٌ	وَلٰكِنَّ عَيْنَ السَّخَطِ تُبْدِي الْمَسَاوِيَا

اب ایک اور پہلو سے اس بحث پر نظر کیجیے

اور کچھہ جب اُسے ٹہرا نہ سکے حُسن پرست	شان اللہ کی محبوب کی صورت ٹہری

جمال خداوندی کا مظہر اتم عورت ہے — اگر جمال خداوندی کا بدرجہ اتم کوئی مظہر ہو سکتا ہے تو عورت ہے۔ یہہ مقولہ بظاہر ایک شاعرانہ لطیفہ معلوم ہوتا ہے لیکن نظر تعمق سے دیکھا جائے تو اس مین مبالغہ شاعری یا بُعد واقعیت نہین۔ مذہبی پاک ارشادات اسکی تائید کرتے ہین۔ انسان کی آفرینش اور اسکا اس ہیئت کذائی سے مخلوق ہونا عام طور پر اِنَّ اللّٰہ خلق اٰدم علٰی صورتہ[1] سے تعبیر کیا گیا ہے اور انسانی ہستی مین نفخت فیہ من الروحی[2] کا دلآویز ارشاد موجود ہے۔ جس سے اسلامی دنیا مین کوئی تعلیمیافتہ انکار نہین کر سکتا۔ حضرت امام اکبر محی الدین ابن العربی بہی اسکی تائید فرماتے ہین۔

یہہ استدلال اس امر کے ثبوت کے لیے کافی ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتہہ کیسا قرب اور اُس خالق بے ہمتا کو اپنی مخصوص مخلوق کیساتہہ کس قدر شفقت ہے جو ایسے وقیع لفظون مین خطاب دیا گیا۔ اللہ تعالے کو انسان کیساتہہ خاص شوق و غیر معمولی توجہ ہے واللّٰہ رءُوفٌ بالعباد واللّٰہ بصیرٌ بالعباد

[1] بیشک اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا

[2] مین نے آدم مین اپنی روح پہونکی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 141 of 292

کے روسے وہ اپنے بندون پر ہروقت نظر رحمت ڈالتا ہے لیکن دنیوی نظام ایسے سلسلہ مین مربوط ہے کہ جمال ایزدی کا اس عالم مین انسان کو دیکھنا محال۔ حدیث شریف مین وارد ہے کہ قبل از مرگ کوئی شخص خدا کو نہ دیکھہ سکیگا۔ البتہ یہہ ہم کو بشارت دی گئی ہے۔ کہ دوسرے عالم مین ہم جمال لازوال کی زیارت سے مستفیض ہونگے۔

مذہبی و اسلامی روایتین بالاتفاق اس بات کی توضیح کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی آفرینش کے بعد اُن کا ایک ہمجلیس ہمصورتؑ انہین مین سے پیدا کیا جسکو نسوانی خلعت پہنا کر حوا کا خطاب دیا۔

ہماری سلسلہ نسل کے سب سے اول بزرگ نے جب جلیس کو دیکھا تو ایسی شفقت کی جیسے کوئی شے اپنی نفس کیطرف کرتی ہے اور اُس جلیس نے بھی ایسے ہی شوق و رغبت کا اظہار کیا جسطرح ہر چیز اپنے مرکز کیطرف رجوع ہوتی ہے۔

سلسلۂ رسالت کے خاتم افضل ترین مرسلینؐ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ احبؐ الیّ من دنیاکم ثلاثہ۔ النساء والطیّب والصّلواۃ۔ اس ارشاد گرامی مین عورتون کا ذکر مقدم اور نماز کا بعد ہے۔ اسکا سبب یہہ ہے کہ عورت اپنے ظہور کی اصل مین مرد کی جزو اور نماز سے قبل ہے۔ اپنے نفس کا پہچاننا خداشناسی پر مقدم ہے۔ منؐ عرف نفسہ فقد عرف ربّہ اسکا موید ہے ؎

؎	جو خود شناس نہین وہ خداشناس نہین		جو دور آپسے ہے آپکے وہ پاس نہین	

فاعرف نفسکؑ یا انسان تعرف ربّکؑ کی روسے خداشناسی اپنے نفس کے پہچاننے کا نتیجہ ہے۔

ملائکہ کو سجدۂ آدمؑ کے لئے مکلف فرمانا دران حالیکہ اُن کی عزت و لطافت نورانیت و تقدس قرب الی اللہ کی وجہہ سے منافی شان تھا لیکن ؎

	گر نبودے نور حق اندر وجود		آب و گل را کَے ملک کردے سجود	

کا قیمتی راز ایسا نہ تہا کہ انسان کو ملائک پر فضیلت نہ دی جاتی یا تو جنہ اونڈی کے خاص مظہر
ہونے کے باعث خود ملائکہ کو اُن کی عظمت کا اعتراف نہ ہوتا۔ یہ محض شان حق کا نتیجہ تہا جسے

یہانتک دیا مجھکو حُسن عروج — کہ بندہ سے مولا بنایا مجھے

اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ انسان مین نفس حق موجود ہے اور وہی انسان کی شرافت اور
تفضیل کی دیگر مخلوقات پر حجت ہے۔ اس مقام سے استنباط ہوتا ہے کہ بندہ و رب مین
کیسی مناسبت پیدا ہوئی۔ علاوہ معنوی واسطہ کے بڑی مناسبت صورت ہے اور نہ تحقیق
یہہ اعلیٰ و اکمل ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ربوبیت اور انسان کی خلقت جو دو صنف مرد و عورت
پر منقسم ہے اُنکی صفات خداوندی کے ساتہہ تسلیم کرنی پڑتی ہین۔ تو یہان سے یہہ نتیجہ
باسانی نکل سکتا ہے کہ بظاہر مرد کی محبت عورت کے ساتہہ اصل و جزو ہونے کے اعتبار
سے ہے مگر فی نفسہ محبت اُس ذات بے ہمتا کی وجہ سے ہے جس سے وجود آدم ظاہر ہوا
حضور سید المرسلین کا ارشاد کہ مجھکو عورتین محبوب ہین محض تعلق محبت خدا ہے
جو چیز صانع بے مثال کو پسندیدہ ہو آپ کو بہی اُسکا مرغوب و محبوب رکہنا ضرور ہے
صوفیاے کرام کے نزدیک مشاہدۂ احسن الخالقین جنس نسوانی مین اونکا شہود
منفعلی ہے اور مشاہدۂ حق اپنے نفس مین اس حیثیت سے کہ عورت اُس سے ظاہر ہوئی
شہود فاعلی ہے اس صورت مین مشاہدہ باری تعالےٰ فاعلاً و منفعلاً دونون اعتبار سے
ہوتا ہے۔ چونکہ ذات خلاق عالم اہل عالم سے بالذات غنی و بے پرواہے۔ لہذا بغیر
مادون کے صانع مطلق کا مشاہدہ ناممکن ہے ۵

طور و موسیٰؑ کی حقیقت پہ نہین کرتے نظر — دیکہنا کیا ہی سمجہہ رکہا ہو آسان تیرا

یہہ لن ترانی کی تفسیر ہے جب انبیاء کی خاص ذات کے لیے یہہ حالت ہے تو عام
نوع انسان کے واسطے بغیر وجود مادہ کے مشاہدہ کیونکر تسلیم کیا جاے اور اگر
ایسا ہے تو صنف نسار سے بہتر و افضل مشاہدہ جمال اصلی کا اور کسی مادہ مین ممکن

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 143 of 292

نہین۔ ارشاد حقی تاآپ مین عورتون کی محبت کا جو چھپا نہ راز ہے اُسکا انکشاف مذکورۂ بالا مطلب پیش نظر رکھنے سے بخوبی ہوسکتا ہے ؎

دوزخ تھا پر بہشت بھی آدم کیو سطے ۔۔۔ ہوتا اگر نہ حضرت حوا کا التیام
کیا وجہ تھی زبان زدِ مخلوق کیون ہوئے ۔۔۔ داؤد خوش کلام و سلیمان نیکنام
کیا بھید تھا کہ حضرت یعقوب سے جدا ۔۔۔ کنعان سے ا کے یوسف مصری ہو غلام
کیون بکریان چرائی تھین موسیٰ نے دس برس ۔۔۔ اور کس غرض سے طور کی جانب کیا خرام
گر تھا خلاف ملک تقدس جو دِ زن ۔۔۔ یورپ مین عورتونکا یہ سب کیون ہوا احترام
وہ جنگ کس بنا پہ ہوئی تھی کہو شروع ۔۔۔ بانی تھے جسکے بھیس مین رستم بنا دورام
معلوم خاص و عام ہو اُس برج کا بھی حال ۔۔۔ جن برج کے تھے کرشن کنھیا مہِ تمام
کیا ذکر غیر دین کے بزرگان دین کا ۔۔۔ الطیب والنسا رنبی کا ہے خود کلام

اگرچہ یہہ بحث طویل ہے مگر ہم مختصر لفظون مین یہان ختم کیے دیتے ہین تشبیہا یون لیجیے کہ نور باریتعالے کا انعکاس اول آئینۂ آدم مین ہوا اور اُس آئینہ سے دوسرا آئینۂ حوا نورانی ہوگیا۔ اگر ہم ذہن سے وسط کا آئینہ نکال لین۔ کیونکہ آدمی اپنی صورت کو بنظر خود بلا واسطہ نہین دیکھہ سکتا تو عورت مین اللہ کے نور کا انعکاس بلا واسطہ مشاہدہ ہوگا یہی وجہ صاحبدل۔ صاحب دماغ۔ صاحب روحانیت بزرگوارون کی پسندیدگی و رغبت کی ہے کہ وہ پیکر نسوانی مین جمال خداوندی کا نظارہ کرتے ہین۔

پس امیر نے یورپین لیڈیون کے ساتھہ فیاضانہ خلق جائز رکھا تو علاوہ دیگر مصالح کے اصولاً بڑی وجہہ یہہ ہوسکتی ہے کہ وہ مہمان تھے۔ میزبانون کی خوش تمیز صاحب اخلاق بی بیان جن کے ساتھہ فیاض دست قدرت نے دلکش صورتین اور دلربایانہ سیرتین عطا فرمانے مین رعایت سے کام لیا ہے اور جو باعث بار حشمت و ثروت۔ جاہ و اقتدار مستحق شان شاہانہ۔ خوبی تعلیم و حسن تربیت مین

یگانہ۔ وادا ہای بے تکلفانہ مین اپنی آپ مثال ہین۔ جب تواضع ومدارات کی مجسّم شکلین بنکر سامنے آئین تو اس صورت مین ظاہری اخلاق مین بخل کرنا۔ کج رخی سے پیش آنا وحشیانہ طریقہ سے کم نہین۔

اگر کہین ان موقعون پر برتاؤ مہذبانہ و اخلاق حسنہ مین اعلیٰحضرت کی جانب سے کمی واقع ہوتی تو بجاے اُس نیک شہرت کے جو پبلک اور مہذب قومون مین ہے اُن کو ایسے خطابات سے یاد کیا جاتا جسکے وہ کسی عنوان مستحق نہین۔

حُسن مین قدرتی کشش ہی ناظرین یہہ امر محتاج ثبوت نہین کہ حُسن مین بجاے خود ایک صفت کہربائی و جذب مقناطیسی ہے۔ فطرتاً ہر دل اُسکی طرف کھچتا ہے۔ نباتات جمادات حیوانات تک کی خوبصورتی اپنی جانب مائل کرلیتی ہے۔ اِس لحاظ سے انسان جواشرف المخلوقات ہے اُسکی خوبیان بدرجہ کمال دلکش ہونا چاہیئن۔

حکمار۔ صلحار۔ اولیار۔ انبیار مین سے کون ہے جسکا طبعی رجحان اس دلفریب صفت کی طرف نہین۔ آنحضرت صلعم ہر جمیل چیز کو پسند فرماتے تھے اور قدرت کے جمال سے متاثر ہوتے تھے۔

ایک مصنف لکھتا ہے کہ عرب کے ہاشمی پیغمبر نے ہزارون راتین ستارون کے حُسن وجمال کا نظارہ کرنے مین بسر کین اور ہزارون دن جنگل و پہاڑ کے قدرتی منظرون سے لطف اُٹھانے مین گذارے۔ وہ عجیب کتاب جو اُن پر نازل ہوئی قدرت کے عجائبات کو مطالعہ کرنے اور آسمانون و زمین کے اسرار پر غور کرنے کی تمام انسانون کو ہدایت کرتی ہے حضرت کا ارشاد ہے کہ صانع مثیال جمیل ہے اور جمال کو محبوب رکھتا ہے۔ طبیعت والون نے اس مسئلہ مین اتفاق کیا ہے کہ جمال کا اثر حیوانون پر بھی ہوتا ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ کسی انسان پر جمال کا اثر اور اُسکا ولولہ موجزن نہ ہو۔ یہہ امر مسلمہ ہے کہ جمال کی تاثیر خاصکر انسانی طبیعتون پر بہت زیادہ ہوتی ؟

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 145 of 292

یہہ تاثیر اُن مین زندگی دل شگفتگی - نازکخیالی - نرم مزاجی پیدا کردیتی ہے ۔

شیلر اپنی کتاب " زندگی کی کامیابی " مین لکھتا ہے کہ جو انسان ہر قسم کے حسن و جمال سے اثر پذیر ہوتا ہے اُسکا مذاق تربیت یافتہ و شایستہ ہو ۔ جو شخص کوئی دلفریب آواز یا کوئی عجیب شعر سُنکر جھومنے لگتا ہے ہم یقین کرتے ہین کہ اُس کی فطرت صحیح اُسکا مذاق سلیم اُسکا دماغ روشن ۔ اُسکے خیالات بلند ہین ۔

لیکن جو کوئی حسین صورت دیکھکر حیران نہین ہوتا یا کوئی راگ خوش سُنکر ناک بھون چڑھاتا ہے اُسکو ہم انسانیت کے دائرے سے خارج سمجھتے ہین ۔ کیا وہ انسان پتھر نہین جو سورج کے طلوع ہونے کو دیکھتا ہے ۔ مگر قدرت کے اس شاندار نظارے سے متاثر نہین ہوتا ۔ کیا وہ انسان جانورون سے کم درجہ کا نہین ہے جو جنگل کی سبزیون و شادابیون پر نظر ڈالتا ہے مگر اُسکے دلمین کوئی امنگ نہین اٹھتی ۔ کیا وہ انسان انسان ہے جو پانی کی روانی و طغیانی ۔ بادلون کی بوقلمونی و گوناگونی ۔ ستارون کی چمک و دمک ۔ پھولون و پھلون کی دلفریبیان ۔ پرندون کی دلربا صورتین و راگنیان ۔ آبشارون کے جوش و خروش ۔ دریاؤن کے پیچ و خم دیکھتا ہے مگر اُس کی اندرونی قوتین مردہ و بے حس رہتی ہین اور اُن مین کوئی جنبش پیدا نہین ہوتی ۔

شیکسپیر نے بھی ایک جگہہ لکھا ہے ۔ جو انسان حسن و جمال کے معنی نہین سمجھتا وہ فی الحقیقت کچھہ نہین سمجھتا ۔ اور اُس سے کسی فائدہ کی امید نہین اور نہ اُسپر کوئی بھروسہ ہو سکتا ہے ۔ جمال ہر جمیل چیز مین موجود ہے ۔ جمال نے صبح آفرینش سے آج تک انسانون کے دلون پر عظیم الشان تاثیر کی ہے ۔ کیونکہ جمال کا اثر جسمون پر نہین بلکہ روحون پر ہوتا ہے ۔ اُس سے سنگدلون کے دل موم ہوجاتے ہین تند و سرکش طبیعتین رام ہوجاتی ہین ۔ مذاق مین نفاست

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 146 of 292

لطافت آجاتی ہے۔ مزاج مین نزاکت اخلاق مین حلاوت نمایان ہوتی ہے۔
بالفاظ دیگر یون کہہ سکتے ہین کہ جمال کے اثر سے انسان جسمانی حالت سے گذر جاتا ہی
اور روحانی دنیا کی بلندیون پر جا پہنچتا ہے ؎

جلوہ بتان حقیقت مین رہا اک بت پرست		باقی امید قیامت پر مسلمان ہو گئے

ایک سیاح جو روس و جاپان کی جنگ مین موجود تہا اور جسنے کچھ زمانہ جاپان مین
بسر کیا ہے بیان کرتا ہے کہ جاپانیون کی اسقدر نمایان ترقی کا بڑا سبب یہہ ہے کہ ہر
ایک جاپانی اپنی فطرت کے لحاظ سے شاعر و حُسن کا دلدادہ ہے۔
یہی جمال پرستی و نازک خیالی ہے جسنے جاپانیون کو علم و عمل کی بلندیون پر پہنچا دیا ہے[۵]

پریرو خدا کے بنائے ہوئے ہین نہین پوجنا بُت پرستی نہین ہے	

جن دلکش سوسائٹیون مین امیر کا شاہانہ خیر مقدم ہوا۔ وہان کی شرکت اُن والیان
ملک کے لئے جو امیر سے باعتبار ثروت و ملک داری کم نہین معراج عزت تہی
اگر وہان زاہد و پارسا بہی پہونچتے تو زبان شوق سے یہی فرماتے ؎

بالا بلند عشوہ گر سرو ناز ۔ من ۔ کوتاہ کرد قصۂ زہد دراز من

کلکتہ و مبئی وغیرہ سے دلچسپ مقامات۔ شباب کا عالم۔ شاہی مہمانی۔ کسی چیز کی
کمی نہین۔ گارڈن پارٹیان۔ منٹو فیٹ۔ بے تکلف و دلچسپ جلسے۔ ایڈن گارڈن۔
اپالو بندر وغیرہ کی سیرگاہین۔ ایک طلسم روزگار تہے۔ جدہر دیکھئے فریب آرزو کے
سامان جسطرف نگاہ ڈالیے ناز و نیاز کا بازار گرم جسطرف نظر کیجئے آئینہ کی طرح
صورت پرستی۔ کہین خیال مین شوق کی دُہائی۔ کہین جوش اشتیاق اُنگلیون پر۔ شاہد
پرفن۔ لعبتان فرنگ کا ہجوم۔ تقوی سوز شکلین۔ توبہ شکن صورتین۔ دلاویز صحبتین دیکہکر
حالت بیداری مین جنت کا جغرافیہ و خیال آنکہون مین پہر گیا ؎

[۵] ماخوذ از مضمون مولوی وحید الدین سلیم مطبوعہ اردوئے معلی نمبر ۱۹۰

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 147 of 292

صید از حرم کشد خم جعد بلند تو
فریاد از تطاول مشکین کمند تو

جو بزرگوار بظاہر ان سے بچنے کے مدعی ہین۔ خوبصورتون کو دیکھکر جو ان پر بیتی ہے انہین سے پوچھیئے ؎

بدیر برہمن ناقوس آسا نالہ زن رفتم
بتے دیدم خدا یاد آمد و از خویشتن رفتم

دل جانے پر وہ خاطرین کیجاتی ہین کہ رندون سے نہ بن پڑین وہ نازبرداریان ہوتی ہین کہ محبت و پرستش مین امتیاز باقی نہین رہتا ؎

تجھکو زاہد نے نہ دیکھا جو نباہی توبہ
تو تو وہ توبہ شکن ہے کہ الٰہی توبہ

تمام سامان راحت بیمزہ۔ تمام تکلفات بیکار۔ اگر عورتین نہ ہون ؎

بے یار روز عید شب غم سے کم نہین
جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

وقت نہین معلوم ہوتا تو انہین کی صحبتون مین۔ رنج نہین آنے پاتا تو انہین کی حضور مین ؎

ان اچھی شکل والون سے اگر کوئی نہین ہوتا
تو اس محفل مین ہنسنے بولنے کو جی نہین ہوتا

ہر شخص کو کم وبیش ایسے موقعہ اپنی زندگی مین پیش آئے ہون گے کہ اچھی صورتون کے ساتھہ باتین کرتے کرتے صبح ہو گئی ہوگی اور وقت گذرنے کا پتہ نہ چلا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ایشیائی شعرا شب وصال کو کوتاہ اور ہجر کی رات کو دراز باندہتے آرہے ہین ورنہ ہر شب مین وہی چار پہر بارہ گھنٹے ہوتے ہین ؎

کہون کیا کیسی جلدی وصل کی شب ہوگئی آخر
رخ روشن ادہر دیکھا ادہر تہا نور کا تڑکا

تلافی درد و مصیبت عورت ہی سے ہوتی ہے اور ملال مین ترقی اس کی مفارقت سے

چمن و گلستان کیسے ہی سبز و شاداب ہون بغیر ان کے خارستان۔ محل و قصر آراستگی سے بقعہ نور ہی کیون نہ بنے ہون اگر کوئی حورپیکر نہین تو وحشت کدے۔ خلد کو بھی حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ کی بشارت نے بہشت بنایا ہے جی لگتا ہے تو کسی حورپیکر

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 148 of 292

کی ہمنشینی مین اور اُٹھنے نہین دیتین توکسی خوبرو کی باتین ۔ شاعری مین جو بات بہا شا کو میسر ہے وہ اور زبان کو نہین ۔ سبب ۔ وہی عورت کی زبانی تمناؤن کا اظہار ۔ اچھی صورت کو خوبی سیرت سے بہی مناسبت ہے ۔ پیاری شکلین ہمیشہ بہلی ہی دیکھین ۔ بہلون کے ساتھ برائی کرنا طبیعت گوارا نہین کرتی ۔ ان سے بدسلوکی نہین برتی جاتی ۔ ان پرسختی کرنا ظالم و بیرحم دلون کے بہی اختیار سے باہر ہے ۔ پہر جن صورتون مین شان باریتعالی کا مشاہدہ ہو اُن کے حضور مین بداخلاقی کا معنوی ادب بہی مانع ہے ؎

پڑہین درود نہ کیون دیکھکر حسینون کو خیال صنعت صانع ہے پاک بینون کو

عالم شباب زمانہ خطرناک ہے اور جب ثروت و مال حکومت وجمال کا ساتھ ہو تو یہ خطرناکی جنون سے بہی آگے بڑہ جاتی ہے ۔ اس زمانہ مین شاہد پرستی اور اچھی صورتون پر مٹنا غایت آرزو ہوا کرتی ہے ۔ جی چاہتا کہ کوئی پری پیکر دل مین آ بیٹھے کوئی آئینہ رو سامنے ہوجائے تو محنت ٹھکانے لگے ۔

امام غزالی کیمیاے سعادت مین بیان فرماتے ہین کہ سلیمان ابن بشار رحمۃ اللہ علیہ نہایت حَسِین آدمی تھے ۔ ایک عورت نے اپنے تئین اُن کی خدمت مین پیش کیا وہ بہاگ گے ۔ کہتے ہین کہ اُوسی شب حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ آپ یوسفؑ ہین فرمایا ہان مین وہ یوسف ہون کہ مین قصد کرتا اور تو وہ سلیمان ہے کہ تونے قصد بہی نہین کیا ۔

یہی سلیمانؒ فرماتے ہین کہ مین حج کو جاتا تھا جب مدینہ منورہ سے نکلکر مقام ابوا مین قیام کیا میرا ساتھی جنس لینے چلا گیا ۔ اس اثنا مین عرب کی ایک خوش جمال عورت میرے پاس آئی اور کچھہ خواہش ظاہر کی ۔ مین سمجھا کہ اسے ضرورت طعام ہے ۔ مینے دسترخوان مانگا اوسنے کہا کہ مین کہانے کی حاجتمند نہین بلکہ میرا مدعا وہ آرزو ہے جو عورتون سے مردون کو مخصوص ہوا کرتی ہے ۔ یہہ سنکر مین سر بگریبان ہوا اور رونے لگا

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 149 of 292

یہہ حالت دیکھکر اُس عورت کا وہ خیال باطل دل سے جاتا رہا - وہ یہہ پارا برقعہ مُنہ پر ڈالکر چلدی جب میرا ساتھی واپس آیا تو اُسنے مجھہ مین رونے کے آثار پائے پوچھا کہ یہہ کیا حال ہے - مینے اول کچھہ بیان کیا مگر اُس نے نہ مانا تب اصل واقعہ کا ذکر کیا وہ سنکر بیساختہ رونے لگا - مین نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہے جواب دیا کہ ڈرتا ہون کہ اگر یہہ امر مجھے پیش آئے تو مین ہرگز ایسا نہ کر سکون گا -

پھر جب ہم مکہ مُعظمہ پہنچے طواف وسعی سے فرصت پاکر مین ایک حجرے مین سو گیا - عالم رویا مین ایک نہایت حسین وجمیل کشادہ رو بلند بالا کو دیکھا - مین نے پوچھا کہ آپ کون ہین فرمایا کہ مین یوسف ہون مین نے عرض کیا کہ عزیز کی عورت کیساتھہ آپکا قصہ عجیب وغریب ہے فرمایا کہ زن اعرابی کے ساتھہ تیرا قصہ عجیب تر ہے - حضرت یوسف علیہ السلام کو جہان شان نبوت وصفت معصومیت بہی موجود تہی وہان حضرت زلیخا کے ساتھہ کیا واقعہ پیش آیا -

فی الحقیقت شباب مین اپنی حفاظت کرنا بڑی مردانگی ہے - جوانی مین پارسا امیری مین خلیق - صاحب حکومت ہو کر عادل ورحیم ہونا - خدا کے دوستونکی علامتین ہین - اعضاے انسانی امانت پروردگار ہین - آنکھہ امانت ہے مشاہدۂ قدرت کے لئے - کان کلام حق سننے کی خاطر - زبان کلام شیرین کی غرض سے - ہاتھہ بندگان خدا کی نفع رسانی - پانون راہ ہدایت چلنے کے واسطے وقس علیٰ ہذا -

امیر کی صفات پر عموماً مسلمانون کو فخر ومباہات کا موقع حاصل ہے

ناظرین امیر کے واقعات سیاحت سے پتہ لگائین - کہ اُنہون نے ان امانتون مین سے کوئی خیانت روا رکھی ہر منصف مزاج اسکا جواب نفی مین دیگا - ایک تاریخی واقعہ سنئے -

بعد فتح انطاکیہ - فتح نامہ مین حضرت ابو عبیدہؓ سپہ سالار لشکر اسلام نے حضرت عمرؓ کو یہہ بہی لکہا تہا کہ یہان کی آب وہوا کا اثر لشکریون پر یہہ پڑا ہے کہ وہ آرام کی طرف

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 150 of 292

مائل اور حسین عورتون سے نکاح پر آمادہ ہین مگر اسوقت تک وہ باز رکھے گئے ہین
جب یہ خط حضرت عمرؓ کو ملا تو آپ پہلے کسیقدر ملول ہوئے۔ لیکن جواب مین فوراً لکھا،
کہ فوج پر جبر نہ کیجئے اُن کو آسایش کرنے دیجئے۔ عرب سے سادہ سپاہیانہ مزاج
کہری طبیعت کے لوگ جب حُسن سے متاثر ہوے اظہار کیے بغیر نہ رہ سکے اور حضرت
عمرؓ سے دانشمند خلیفہ نے اُس فطرتی اثر کو روکنا نہ چاہا۔ تو جس انسان کو شاغل دلکش
میسر آئین اور کوئی سد درمیانی بہی حائل نہ ہو۔ وہ دلچسپ شغلون اور نفسانی خواہشون
پر اپنا قابو رکہے اُس کی دلیری مین شبہ اور ستودہ خصائل ہونے مین کوئی شک باقی
نہین رہتا۔ امیر کی دیگر صفات حسنہ پر عموماً اور اس صفت خاص پر خصوصاً تمام دنیا کے
مسلمانون کو مہذب قومون کے مقابلے مین بے انتہا فخر و مباہات کا موقع حاصل ہے۔

بحث طعام اہل کتاب

طعام[1] اہل کتاب بشرطیکہ ممنوعات شرعی مین سے کوئی چیز
اُس مین نہو مسلمانون کے لئے حلال ہے۔ اُسکا کہانا جائز۔

قال اللہ تعالیٰ اَلْیَوْمَ[2] اُحل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب
حل لکم وطعامکم حل لھم

فرمایا اللہ تعالےٰ نے آج حلال کی گئین سب پاکیزہ چیزین اور کہانا اُن لوگون کا جنکو
کتاب دی گئی ہے۔ حلال ہے۔ تمہارے لیے اور کہانا تمہارا حلال ہے اُنکے لئے یعنی اہل کتاب کیلئے

وفی الترمذی سئلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام
النصاریٰ۔ فقال لا یتخلجن فی صدرك طعام ضارعت النصرانیہ
الی آخر الحدیث وقال الترمذی والعمل علی ھذا عند اھل العلم
من الرخصۃ فی طعام اھل الکتاب

اور ترمذی مین ہلب سے روایت ہے کہ پوچھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم
طعام نصاریٰ کا تو فرمایا کہ نہ خلجان ڈالے تیرے سینہ مین (یعنی دل مین) کوئی کہانا۔ کیا شابہ

[1] ماخوذ از رسالہ طعام اہل کتاب مصنفہ سید احمد خان مرحوم

[2] پارہ ۶۔ سورۃ المائدۃ

ہو گیا تو نصرانی لوگون کے ساتھ اور کہا ہے ترمذی نے اور عمل ہے اِسی حدیث پر سب اہل علم کے نزدیک رخصت و اجازت کہانے مین اہل کتاب کے۔

وفی العالمگیری لاباس بطعام الیہود و النصاریٰ کلہ من الذبائح وغیرھا۔ اور عالمگیری فتاوی مین ہے نہین کچہ مضایقہ کہانے مین یہود و نصارے کے سب قسم کے کہانے مین ذبیحہ ہو اور اسکے سوا ہو۔

وفی فتح المنان فی تائید مذہب النعمان وعن علی قال لاباس بطعام المجوس انما نھی عن ذبائحھم رواہ البیہقی کتاب فتح المنان مین ہے کہ کچہ مضایقہ نہین ہے مجوسون کے کہانے مین۔ جو کچہ منع کیا گیا ہے وہ اُن کا ذبیحہ ہے۔

پس جب حالت مین مجوس جو اہل کتاب نہین ہین اُن کی کہانے مین مضایقہ نہین اس لئے اہل کتاب کے کہانے مین تو پہر کوئی عذر ہی باقی نہین رہتا ہے۔

اس آیت وحدیث اور فقہ کی روایتون سے ثابت ہے کہ طعام اہل کتاب مسلمانون کو حلال وجائز ہے اور جو شی کہ در اصل حلال ہے وہ کسی کی بہیجی ہوئی اور کسی کی پکائی ہوئی ہو حرام و ناجائز نہین ہو سکتی خود جناب خاتم رسالت صلعم نے یہودیون کے ہان کا پکا ہوا کہانا تناول فرمایا ہے۔

فی المشکوٰۃ عن جابر ان یہودیہ سمت شاۃ ثم اھدتھا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذراع فاکل منھا واکل رھط من اصحابہ الی اخر الحدیث۔ رواہ ابو داود والدارمی۔

مشکوٰۃ مین جابر سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے بکرے کے گوشت مین زہر ملا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بہیجا۔ آپ نے اُس کو قبول فرمایا اور حضرت نے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 152 of 292

اور چند آپ کے اصحابنے اُسکو کہایا۔ روایت کیا اس حدیث کو ابو داوٗد اور دارمی نے۔

حلال چیز کو اگر ایک جگہہ بیٹھکر مسلمان اور مشرک بہی چہ جائیکہ اہل کتاب کہاوین۔ تو وہ چیز حرام و ناجائز نہین ہوجاتی۔ رسالتمآب صلعم نے کافرونکو بہی اپنی ساتہہ بٹہاکر کہلایا ہی۔

فی مطالب المؤمنین روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاکل فاتاہ کافر فقال آکل معك یا محمد فقال نعم الی آخر ماقال وسیأتی ذکرہ۔

مطالب المؤمنین مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم طعام تناول فرمارہے تھے کہ ایک کافر آیا اور کہا کہ یا محمد کیا مین بہی آپ کے ہمراہ کہاوٗن آپ نے فرمایا کہ ہان۔

حلال چیز کو اگر مسلمان اور اہل کتاب یا کوئی کافر ایک رکابی مین کہاوین یا ایک کا جہوٹا دوسرا کہاوے بشرطیکہ کہانے کے وقت اُن کا ہاتہہ یا مونہہ شراب یا اور کسی حرام چیز مین آلودہ نہو تو بہی اُس چیز کا کہانا جائز ہے کیونکہ ہم مسلمانون کے مذہب مین یہہ مسئلہ مسلّم الثبوت ہے کہ سوء الانسان طاھرٌ یعنی انسان کا جہوٹا پاک ہی غرضکہ اہل کتاب کے ہان کہانا کہانے مین اور اُن کے ساتہہ ایک جگہہ بیٹھکر کہانے مین کوئی خطر شرعی نہین فی نفسہٖ حلال و مباح ہے۔

جس طرح کہ اہل کتاب کا کہانا جائز ہے۔ اسیطرح اونکا ذبیحہ بہی درست ہی جو احکام حلال و حرام کے ہمارے مذہب مین ہین اہل کتاب اُن کے مکلف نہین ہین۔ بلکہ وہ صرف ایمان لانے کے مکلف ہین۔ اہل کتاب کا ذبیحہ۔ خدائے تعالےٰ نے ہم کو حلال کر دیا ہے۔ اُس مین یہہ شرط قایم کرنی کہ ذبح مین پابندی احکام اسلام بجالانا چاہیئے۔ ناممکن ہے۔

عیسائی یا یہودیون کو کیا غرض ہے کہ وہ ایسی پابندی کرین۔ بلکہ جسطرح کہ اُن کے نزدیک اور اُن کے مذہب مین جانور کی زکوٰۃ درست ہے وہی اُن کا ذبیحہ ہے اور

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 153 of 292

اور اُسیکا کہانا مسلمانون کو حلال ہے۔

امام ابن العربی۔ عبد اللہ الجبار۔ شاہ عبد العزیز دہلوی وغیرہ سب متفق ہین کہ طعام اہل کتاب جائز ہے جسمین ذبیحہ بہی داخل ہے۔

جو گوشت ہمارے سامنے آئے اور یہہ نہ معلوم ہو کہ اُس کو کسی مسلمان نے ذبح کیا ہے اور نہ یہہ معلوم ہو کہ اسکو کسی مشرک نے مارا ہے۔ کیونکہ انگریز کسی مشرک کے مارے ہوئے جانور کے کہانے مین بہی پرہیز نہین کرتے اور یہان یہ شبہ اِسلئے قوی ہوتا ہے کہ انگریزون کے چمارتک باورچی اور خدمتگار ہوتے ہین۔

اس حالت مین عمل کے دو طریق ہین ایک بموجب فتویٰ اور ایک بنظر احتیاط عمل فتوی یہہ ہے کہ جب طعام اہل کتاب ہمارے روبرو آئے جس کو نص صریح خدائے تعالے نے حلال کر دیا ہے تو ہم کو کسی تفتیش کی ضرورت نہین تا وقتیکہ ثابت نہ ہوجائے کہ کسی مشرک کا مارا ہوا ہے۔ اُسوقت تک اُس کے کہانے سے انکار کی کوئی وجہ نہین لیکن ایسا معلوم ہوجانے پر وہ حرام و ممنوع ہے۔

طریقہ احتیاط یہہ ہے کہ جب کوئی شبہ دل مین آئے تو تحقیق کرنا چاہیئے اگر مشرک کا مارا ہوا ثابت ہو تو پہر نہ کہائین۔ مگر مجرد شبہ کی بنا پر طعام اہل کتاب ناجائز نہ ہوگا۔

انگریزون کے باورچی مسلمان ہون تو یہہ شبہ نہین ہو سکتا۔ اگر عیسائی کہانا پکانے والے ہین تو وہ داخل اہل کتاب ہین تب بہی کوئی خطرہ شرعی نہین اور اگر وہ مشرک ہین تو بموجب مذہب اہل سنت والجماعت کے مشرکین مین کوئی نجاست ذاتی نہین۔ فی العنایۃ شرح الہدایۃ = قال اللہ تعالیٰ انّما المشرکون نجس قلت النجاسۃ فی اعتقادہم لا فی ذاتہم۔

عنایۃ شرح ہدایہ مین ہے۔ فرمایا اللہ تعالے نے۔ صرف مشرکین ناپاک ہین

لیکن نجاست اُن کے اعتقاد مین ہے نہ اُن کی ذات مین۔

پس جسطرح کہ ہم لوگ بلا کسی تردد و تامل کے ہندوؤن کے یہان کا پکا ہوا کہانا یا حلوائیون کی مٹہائی کہاتے ہین۔ اوسیطرح اور اُسی احتمال یا احتیاط کے ساتہہ اسکو بہی روا رکہینگے جسکو انگریز یا شرک پکاتے ہین۔

جس شخص کے دل مین حقیت مسائل شرعیہ جن کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل مین لائے یا بالتصریح اُن کے جواز کا حکم دیا بخوبی مستحکم ہے۔ وہ بمقابل ان مسائل کے عوام کے برا بہلا کہنے کی کچہ حقیقت نہین سمجہتا اور نہ اپنے معتقدین کی نارضامندی کی پروا ہو سکتی ہے اُسکے نزدیک ان تمام شبہات بے وقعت کی بطلان کے لئے صرف فعل رسول کریم صلعم کافی ہے کہ آپ نے یہودی کے ہان کا پکا ہوا کہانا بغیر کسی خدشہ کے کہایا۔ اور جب آپ سے نصاریٰ کے ہان کے کہانے کے باب مین پوچہا تو آپ نے صاف فرمایا "لَا يَتَخَلَّجَنَّ فِي صَدْرِكَ" یعنی تمہارے دل مین کچہ تردد نہ ہونا چاہیے۔ اور ایک کافر کو آپ نے اپنے ساتہہ کہانے کی اجازت دی پس جو کوئی اس اتقا سے زیادہ دعویٰ دار ہو تو سورادبی ہے۔

۲ (بحث ظروف) ابو داؤد مین ابو ثعلبۃ الخشنی سے روایت ہے۔

سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انا نجاوز اھل الکتاب وھم یطبخون فی قدورھم الخنزیر ویشربون فی آنیتھم الخمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان وجدتم غیرھا فکلوا فیہا واشربوا وان لم تجدوا غیرھا فارحضوھا بالماء کلوا واشربوا۔

پوچہا ابو ثعلبہ الخشنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہمارا گذر ہوتا ہے اہل کتاب پر اور وہ پکاتے ہین اپنی دیگچیون مین سؤر اور پیتے ہین اپنے برتنون مین

شراب۔ تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر پاؤ تم اور برتن تو کہاؤ اور پیو اون مین اگر اور برتن نہ پاؤ تو اُن کو پانی سے دہو کر اُن مین کہاؤ پیو۔ یہی حدیث بالفاظ دیگر صحیح مسلم مین ہے۔

۲۔ میز پر کانٹے چُھری سے کہانا۔ یہہ امر کہ میز پر بیٹھکر اور چھری کانٹے و چمچے سے کہانے مین کیا اعتراض ہے۔ چھری سے کاٹنا جائز بلکہ سنت ہے۔ چنانچہ بخاری مین عمر ابن امیہ سے روایت ہے کہ خود رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے چھری سے کاٹ کر کہایا ہے۔ اور ابوداود مین جو حدیث درباب منع قطع لحم بالسکین کی ہو اوس کو خود ابوداود نے ضعیف لکہا ہے۔

پس اسکے ارتکاب مین کچہہ قباحت نہین۔ چمچہ و کانٹے کے استعمال کا قیاس چھری پر کرنا چاہیئے۔ ان کے استعمال کی کہین ممانعت نہین بلکہ ایسی چیزین جنسے ہاتہہ بہرتا ہو سب چمچہ سے کہاتے ہین۔ اور اس کو کچہہ معیوب و مکروہ خیال نہین کیا جاتا۔

میز پر کہانے کی ممانعت مین کوئی حدیث وارد نہین۔ جسطرح آنحضرت نے کبہی چپاتی کہائی نہ میدہ اور چہنے ہوے آٹے کی روٹی کہائی۔ اوسی طرح طشتریون و رکابیون مین یا خوان یا میز پر کہانا تناول نہین فرمایا۔ پس وہ چیزین جو آپنے نہین کہائین اب مباح ہین تو میز پر کہانے کیے لیے بہی یہی حجت ہوسکتی ہے

اب اسلامی ممالک مین اعلیٰ طبقہ کے عرب ترک۔ ایرانی علی العموم میزون پر کہاتے ہین۔ اوسط درجہ کے اشخاص خوان کو ایک تپائی پر رکہکر کہانا کہاتے ہین اسمین یہہ آسانی ہے کہ کہانے مین زیادہ جہکنا نہین پڑتا۔ پس دسترخوان پر کہانا سنت ہے اور میز پر کہانا فی نفسہ مباح ہے۔

بلاد اسلامی مین تمام عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان آپس مین ایک جگہہ بیٹھکر

میزون پر کہانا کہاتے ہین۔ ہوٹلون کے ملازم وخدمتگار۔ باورچی۔ عیسائی یہودی بیشتر اور مسلمان کم ہین یعنی خدام شترک ہین۔

اب اگر یہہ کہاجاوے کہ آیات و روایات سے طعام اہل کتاب کا مباح ثابت ہوا اگر مضمون طعامہم حل لکم وطعامکم حل لہم سے مواکلت و یکجائی بیٹھکر کہانا کہان سے نکلا۔

ابوداوُد مین جو حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے اور جسکے آخر مین وحُلّ طعام اہل الکتاب ہے اُسکو ابوداوُد نے باب ضیف مین لکہا ہے جس سے پایاجاتا ہے کہ بطور ضیافت کے کہانا جائز ہے۔

پس جب ساتہہ بیٹھکر کہانے مین کوئی محظور شرعی نہین خواہ اُن کا بہیجا ہوا یا پکایا ہوا ہو خواہ اپنے گہر کہائین خواہ اُن کے ہان جاکر خواہ تنہا خواہ اہل کتاب کے ہمراہ بیٹھکر کہائین اسکے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہین۔

۴ بحث تشبہ

اس باب مین حدیث من تشبہ بقوم فہو منھم پر استدلال کیاجاتا ہی کتاب اللباس باب ماجاء فی الاقبیۃ مین ابوداوُد نے یہہ حدیث لکہی ہے تشبہ سے تشبہ تام مراد ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیزؒ دہلوی نے اپنے فتوی محررہ جمادی الثانی ۱۲۳۶ھ مین صاف فتوی دیا ہے کہ جو باتین کفار کے ساتہہ ایسی مخصوص ہین کہ کوئی مسلمان اُن کو نہین کرتا اُن کا کرنا تشبہ مین داخل ہے اور منع ہی اور ایسی باتین جو کفار پر مخصوص نہین گو کفار ان کو بہت زیادہ کرتے ہین اور مسلمان کم اُن کے کرنے مین کچہہ مضایقہ نہین ہے۔ اُنہون نے یہہ بہی لکہا ہے کہ اگر کوئی بات جو مخصوص کفار کے ساتہہ ہو منظر آرام و فائدہ کی کیجاوے تو بہی کچہہ مضایقہ نہین بعد اسکے وہ لکہتے ہین کہ جو تشبہ کہ منع ہے وہ یہہ ہے کہ اپنے تئین او نہین مین شمار کرے۔ بلاشبہ اس طرح اپنے تئین کفار مین گننا منع کیا بلکہ کفر ہی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 157 of 292

نظرِ تحقیق سے دیکھا جائے تو اس حدیث کو نہ طعام سے علاقہ ہے اور نہ کسی قسم کے تشبّہ سے جو کسی قوم کے ساتھہ کیا جائے تعلق ہے۔

اس حکم شرعی کا منشا یہہ ہے کہ حالت جدال وقتال یا اور کسی واقعہ مین جو مسلمان یا اور قوم کے لوگ مارے جائین۔ تو اُن کی شناخت کہ کون مسلمان ہین کون نہین ہین کیونکر کیجاوے۔ تاکہ مراتب تجہیز وتکفین موافق اُس قوم کے ادا کیا جاوے۔

اسی باب مین یہہ حدیث ہے اور یہہ حکم ہے کہ جس قوم کے مشابہ جو ہو اُسی قوم مین اُس کو شمار کرنا چاہیئے۔ چونکہ اس طرح کی شناخت بقیاس غالب لباس پر منحصر ہے اسلیئے تمام محدثین نے اس حدیث کو کتاب اللباس مین ذکر کیا ہے اور اسی حدیث کی بنار پر روایات فقہیہ کتب فقہ مین مذکور ہین۔ اس خیال کے مؤید اور بہی بعض وجوہ ہین جو اس معنی کو قوی کرتے ہین بخوف طوالت اُن کو قلم انداز کیا گیا۔

اب یہہ قیاس کہ ساتھہ بیٹھکر کہانا اور آپس مین اختلاط رکھنا باعث ازدیاد محبت وتولا ہے اور سوائے مسلمان کے کسی مذہب والے سے تولا اور دوستی شرعاً جائز نہین۔ لہذا اہل کتاب کے ساتھہ بیٹھکر کہانا جو باعث محبت واخلاص کا ہوتا ہے مباح نہین۔ آیات قرآنی جن مین تولا کی نہی آئی ہے اب اُنکی صراحت کیجاتی ہے۔

آیت اوّل	لہ یا ایّھا الّذین اٰمنوا لا تتخذوا الیہود والنصارٰی اولیاء الآیۃ اے ایمان والو نہ بناؤ تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست	لہ پارہ ٦ سورۃ المائدہ
آیت دوم	٢ہ یا ایّھا الّذین اٰمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین اے ایمان والو نہ بناؤ کافرونکو دوست سوائے مومنون کے	٢ہ پارہ ٥ سورۃ نساء
آیت سوم	٣ہ لا یتخذ المؤمنین الکافرون اولیاء من دون المؤمنین الآیۃ مسلمانونکو چاہیے کہ مسلمانونکو چہوڑکر کافرون کو اپنا دوست نہ بنائین	٣ہ پارہ ٣ سورۃ آل عمران
آیت چہارم	٤ہ یا ایّھا الّذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی الآیۃ	٤ہ پارہ ٢٨ سورۃ الممتحنہ

وعدوکم اولیاء

اے ایمان والو نہ بناؤ تم میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست

٥٥ پارہ ۷ سورۃ الانعام	آیت پنجم	٥٥ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین الآیۃ پس نہ بیٹھ بعد ذکر کے ساتھ قوم گنہگار کے
٥٦ پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ	آیت ششم	٥٦ لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ نہ پائیگا تو اس قوم کو کہ ایمان رکھتے ہین ساتھ اللہ اور اسکے رسول کے کہ دوستی کرین اُسکے ساتھ جو مخالف ہے
٥٧ پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ	آیت ہفتم	٥٧ لا تتخذوا آباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان الآیۃ تمہارے باپ اور تمہارے بھائی اگر کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھین تو انکو رفیق نہ بناؤ

یہہ آیات اور جو کہ ان کے مثل ہین ان سے عموماً موالات۔ ممنوع شرعی نہین بلکہ وہ موالات جو من حیث الدین ہون حرام اور ممنوع شرعی بلکہ کفر ہین۔

موالات من حیث الدین یہہ ہین کہ ہم کسی شخص کو اسوجہ سے کہ اُسکا مذہب و دین جسکو اوسنے اختیار کیا ہے بہت اچھا ہے۔ دوست رکھین۔ یہ منع ہے۔

مسلمان اپنے مذہب کے علماء متقدمین صلحا۔ اولیاء اللہ سے محبت رکھتے ہین کوئی دنیاوی غرض یا اُنس اُن سے نہین ہوتا نہ یہہ محبت دنیاوی احسان کے سبب اور نہ یہہ محبت باعتبار معاشرت کے اُن کے ساتھ ہوتی ہے بلکہ صرف باعتبار دین کے ہے۔

لانہم کانوا علماء دیننا واتقیاء مذہبنا واولیاء الامۃ المرحومۃ التی نحن فیہا۔

پس اس قسم کی محبت کسی غیر کے ساتھ رکھی جاوے۔ یہہ بیشک حرام بلکہ کفر ہے ماسوا اس کے جو اور قسم کی محبتین ہین وہ لاباس بہ ہین اور ممنوع شرعی نہین ہین بلکہ اُن کے کرنے مین ہم مامور ہین۔ ہم پر فرض ہے کہ دین محمدی کی

٥٨ حضرت [illegible] اپنے ابو سفیان [illegible] رسول [illegible] وہ ایمان نہین [illegible]

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 159 of 292

رحمت وشفقت عام کا نمونہ تمام لوگون کو خواہ مشرک ہون خواہ اہل کتاب۔ اپنے
حسن اخلاق سے دکھادین تاکہ غیر لوگ ہمارے دین کی حقیقت پر ہمارا نمونہ دیکھکر
یقین لائین۔ ضلالت وگمراہی سے نکلکر صراط مستقیم پر آئین۔ ہمارے اولیاء امت
کے اخلاق حسنہ سے ہی زیادہ نور اسلام دنیا مین پھیلا ہے۔

مسلمانون کو اُن عورتون سے جو کافرات اہل کتاب ہین نکاح کرنا درست ہی
باوجود اسکے کہ وہ اپنے مذہب پر رہین اور ہم اپنے مذہب پر۔

قال اللہ تعالیٰ وَالمحصنٰت من الّذین اوتوا الکتاب من قبلکم
وای مؤدّۃ اقرب من الزّوجۃ لکنہ لیست تلك المؤدّۃ
من حیث الدّین۔ کون سی دوستی زوجیت سے زیادہ قریب ہے مگر یہ دوستی باعتبار دین نہین
کفار والدین کے ساتھہ محبت کرنے کا ہم کو حکم ہے لکنہ لیس من حیث
الدّین لیکن باعتبار دین کے نہین۔

صلہ رحم کا ہم کو حکم ہے۔ اور جبکہ مسلمان اہل کتاب کے ساتھہ نکاح کرتے ہین تو
اُن کی اولاد کے ذوی الارحام اہل کتاب ہوتے ہین۔ اُن کو اُن کے ساتھہ
تودد وصلہ واجب ہے لیکن باعتبار دین کے نہین۔

ہمسایہ کے ساتھہ اگرچہ کافر ہو محبت واحسان کرنے پر ہم مامور ہین۔ لیکن باعتبار
دین کے نہین۔ خود خدائے تعالیٰ نے مسلمانون مین اور اہل کتاب مین بالتخصیص
نصاریٰ کے ساتھہ تودد ہونا بتایا ہے۔

قال عزّ وجلّ۔ لتجدنّ اشدّ النّاس عداوۃ للّذین اٰمنوا
الیھود والّذین اشرکوا ولتجدنّ اقربھم مودّۃ للّذین
اٰمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذٰلك بأنّ منھم قسیسین
ورھبانا وانّھم لایستکبرون۔

ہمنے استنبول وبیت المقدس وغیرہ مین رہبانون کو دیکھا وہ سراپا اخلاق اور انکسار مجسم ہین۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ مطلق محبت وتودد ممنوع شرعی ہے۔ نہ ان آیتون کے احکام مین داخل ہے موودت ومحبت غیر مشروع وہی ہے جو کہ غیر اہل دین سے من حیث الدین ہو جو آیات اوپر مذکور ہوئین ان سب مین اُسی قسم کی محبت کی نہی وارد ہے۔

شروع اسلام مین منافقین جو ظاہر مین ایمان لائے تھے اور حقیقت مین محبت باعتبار دین مدینہ کے یہودیون کے ساتھ رکھتے تھے ایسے ہی لوگون سے محبت رکھنا منع فرمایا گیا۔ اسیکا اشارہ آیت اول مین ہے

مگر جب غلبہ اسلام کو ہوگیا اور حق غالب آیا تو کچھ مضایقہ نہین کہ مسلمان کفار کے ساتھ بحسن معاشرت پیش آئین اور خلق محمدی کو ہر ایک مخالف پر ظاہر کردین۔ تاکہ ہمارے دین ہماری عادات کی خوبی اُن پر ظاہر ہو۔

آیت دوم مین جو لفظ اولیاء آیا ہے اُس سے بھی محبت فی الدین مراد ہے تفسیر کشاف مین اسی آیت کے تحت مین لکھا ہے کہ اخلاق کافرون کے ساتھ کرنا چاہیے اور خلوص مسلمانون کے ساتھ جس سے صاف ظاہر ہے کہ حُسن معاشرت کفار کے ساتھ منع نہین۔ الا محبت من حیث الدین مسلمانونکے ساتھ ہونی چاہیئے

مسلمان کی دوستی کافر کے ساتھ تین وجہ سے ہو سکتی ہے۔ ایک یہہ اُسکی کفر سے راضی ہو کر دوستی کرے تو بلا شبہہ اُس کے کام کو دوست وپسندیدہ کہیگا اور دوست وپسند کرنا کفر کا کفر ہے۔ خوش ہونا کفر کے ساتھ کفر ہے تو اس صفت کے ساتھ مسلمان رہنا محال ہے۔

دوم یہہ کہ معاشرت نیک دنیا مین باعتبار ظاہر۔ یہہ منع نہین ہے۔ سوم قسم متوسط ان دونون مین ہے۔ دوستی کرنا بمعنی میلان اور اعتماد کے کفار کے ساتھ

مددگاری۔ پشت پناہی۔ یاری کے یابسبب قرابت یا بوجہ محبت مع اعتقاد اس کے
کہ اُن کا دین باطل ہے یہہ موجب کفر نہین۔ مگر بیشک منع ہے۔ کیونکہ یہہ دوستی
اُن کے طریقہ دین کے پسندیدگی اور خوشنودی کیطرف منجر ہے اور یہہ امر اسلام کے منافی
ہے پس اللہ تعالیٰ نے دہمکایا اور فرمایا کہ جو کوئی یہہ کام کرے گا وہ خدا سے الگ ہے۔
چوتھی آیت۔ حاطب ابن ابی بلتعہ کے معاملہ مین وارد ہوئی۔ یہہ بڑے صحابی
ہین اور جنگ بدر مین بھی موجود تھے۔ اعرابی ہین۔ ایام جاہلیت مین قریش کے
دینی بھائی تھے۔ انہون نے اہل مکہ کو کچھہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھہ بھیجا
تھا۔ اُن کا مال و اسباب و بال بچے سب مکہ مین تھے۔ وہ خط پکڑا گیا۔ اُن سے
حضرت نے پوچھا تو اُنہون نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھپر نہ جلدی کیجیئے۔ مین ایک
مرد خوش باش قریش مین تھا۔ اُن کی قوم مین سے نہ تھا۔ جتنے لوگ آپ کیساتھہ
مہاجر ہین۔ ان سب کی قرابت اُن سے ہے اسلیئے اہل مکہ اُن کے اہل و مال
کی حمایت کرتے ہین اور جب میرا اُن سے کوئی خاندانی رشتہ و سلسلۂ نسب
نہین ہے تو مین نے چاہا کہ مین اُن کے ساتھہ احسان کرون تاکہ میرے کنبہ
کی حمایت کرین۔ مین نے یہہ فعل دین سے مرتد ہونے اور خوشی کفر کے لیئے
نہین کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہہ راست بیان ہے اور آپنے معاف فرمایا
اسپر یہہ آیت نازل ہوئی۔ مسلمانون تم میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ
اس بیان کا زیادہ ثبوت اِسکے بعد کی آیت سے ہوتا ہے۔ تفسیر نیشاپوری مین لکھا ہے
جب یہہ آیت مذکورہ حق مین حضرت حاطبؓ ابن ابی بلتعہ کے نازل ہوے۔ اُسوقت
مسلمانون نے اپنے رشتہ دارون اور کنبے کی عداوت مین سختی کی۔ تب یہہ
آیت نازل ہوئی۔

لاینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم

من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین

نہین منع کرتا ہے اللہ تم کو اُن لوگون سے کہ نہ قتال کیا اونہون نے تم سے دین مین اور نہین نکالا تم کو تمہارے وطن سے یہ کہ احسان کرو اور انصاف کرو تم اُن کے ساتھہ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والون کو۔

آیت پنجم مین حکم ہے کہ جب مشرکین اپنی مجلسون مین دین کے ساتھہ استہزار کرین۔ یا رسول اللہ صلعم پر طعن تو اُن مین شریک ہونے سے حذر واجب ہے۔ اگر ان کی مجالس اس سے پاک ہون تو کچھہ مضایقہ نہین ہے۔

امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین اس آیت کے معنی مین شرط مذکور بیان کی ہے ایسی مجلسون مین بیٹھنے سے ضرور احتراز چاہیئے جہان دین پر استہزا اور رسول خدا پر طعن ہون۔

آیت ششم۔ یہی حاطب صحابی جو بدر مین حاضر تھے اونہین کے معاملہ سے ہے جنکا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس آیت مین خدا نے باپ۔ بیٹے۔ بھائی اور کنبہ کے تودد سے منع فرمایا ہے۔ اور دیگر آیات قرآنی مین صلہ رحم ہمپر واجب ہے۔ اور ماں۔ باپ کی تعظیم۔ اُن کے ساتھہ محبت۔ اُن کی خدمت اگرچہ وہ کافر ہی ہون ہمپر واجب کیگئی ہے اس سے ثابت ہے کہ جس تولا کی ممانعت آیت ششم مین فرمائی ہے وہ وہی ہے جو من حیث الدین ہو۔ واللہ تعالی اعلم۔

امیر کا ذی علم ہونا مسلم۔ احادیث و تفسیر سے باخبر ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے اُن کی بصیرت کا اقتضا ر۔ اُن کی دانشمندی کا تقاضا یہی تہا کہ وہ تمام قومون کے ساتھہ فیاضانہ اخلاق کام مین لائین اور یورپین فرقہ کو جو اُن کا حقیقی میزبان تہا ترجیح دین۔

گو طعام اہل کتاب ہر طرح سے مسلمانون کو شرعاً مباح ہے۔ تاہم میزبانون

ومہمانون نے ضرورت سے زیادہ احتیاط فرمائی۔

افسران گورنمنٹ نے بخیال دوراندیشی انتظام مہمانداری قبل ازورود ایک کمیٹی اسلامی کے سپرد کیا جس کے نگران خود سفیر کابل بنائے گئے۔

باورچی۔ خدمتگار۔ چاربردار۔ خانساماں سب مسلمان مقرر ہوئے۔

مطبخ شاہی کے متعلق اور بہی زیادہ احتیاط تہی۔ ذات خاص کے لئے پورے آشپزخانہ کا اسٹاف کابل سے ہمراہ آیا۔ اُس مین باورچی اس قدر کثیر تہے کہ جو قیام گاہ پر ہمراہ ہی رہتے تہے اور آگے منزل پر بہی بہیجدیے جاتے تہے۔ یورپین پارٹی مین جہان جہان دعوت ہوتی تہی وہان قبل سے وہی باورچی بُلا لیے جاتے تہے۔ جو تمام سامان مع اپنے ہمراہ لے جاتے تہے۔

امیر صاحب دائما اپنے ہی کابلی باورچیون کے ہاتہہ کہانا تناول فرماتے تہے ظروف طعام خاص طور پر اعلیٰ قسم کے جدا گانہ خریدے گئے تہے جو ہر جگہہ پر ملازمان خاص کے سپرد کردیے جاتے تہے۔

کہانے کی میز کا سجانا مسلمان کمیٹی کے متعلق تہا. طعام سے زیادہ احتیاط ظروف طعام مین مدنظر تہی۔ ذبیحہ ونیز خدام وباورچیون کے باب مین اوسیقدر لحاظ رکہا گیا جتنا کہ کسی صاحب تقوی مسلمان کی خاطر لازم ہے۔

انگلش پارٹی مین سے وہی برٹش افسر انتظام مہمانداری وہمراہی کے لئے انتخاب ہوے تہے جو مذاق مذہبی ومعاشرت اسلامی سے آشنا تہے۔ اور جنکو سفر کابل یا سرحدی پولیٹکل افسر ہونے کی حیثیت سے مراسم اہل افغانستان کا کافی تجربہ تہا پس ناممکن تہا کہ کوئی ایسا عمل جائز رکہا جاتا۔ جس سے مزاج مہمان مکدر ہو۔ اسلام پر پہبتی۔ بزرگان دین پر طعن کرنے۔ کسی ناجائز شے کا روبرو لانے کا توذکر کیا۔ یہان ہر جلسے وہر موقعے پر ایک سوبجر سے لیکر کمانڈر انچیف اور ایک

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 164 of 292

کلارک سے لیکر وایسراے تک کو یہہ خیال مدنظر تہا کہ کوئی بات شبہ سے بہی ایسی نہ پیدا ہونے پائے جو محترم مہمان کی برہمی مزاج و بے لطفی طبیعت کا باعث ٹہرے یہہ فرض جس خوبی سے باخبری اور مستعدی سے ادا کیا وہ حقیقت مین اسی حکمران شایستہ قوم کے ممبران کا حصہ ہے۔

بمبئی مین ایک موقع پر اعلیحضرت امیر کچہہ مکدر پائے گئے۔ نہ معلوم کیا بات تہی۔ حاضرین مین ہر شخص بجائے خود متفکر و پریشان تہا۔

لیڈی جنگکنس نے جن کی قابلیت و سلیقہ شعاری قابل قدر ہے ہز مجسٹی کو مخاطب بنا کر عرض کیا کہ یور مجسٹی مجھے اپنا رومال عطا فرما سکتے ہین؟ آپ نے دریافت کیا کہ کیون چاہیے۔ لیڈی موصوفہ نے جواب دیا کہ آپ کے تکدر مزاج نے مجھ مین سے ضبط کی قدرت سلب کر لی ہے قریب ہے کہ میرے آنسو نکل پڑین یہہ سنکر آپ مسکرائے۔ باتون باتون مین ملال خاطر رفع ہو گیا۔

اس صورت مین امیر کا شاہانہ اخلاق۔ اسلامی اوصاف۔ ملکی ضرورتین پولیٹیکل مصالح۔ رموز مملکت کیونکر باز رکہتے کہ وہ اسلامی محکم۔ قانون کی باخبری کے ساتہہ غیر اقوام اور خصوصاً ہمسایہ میز بانون کے مقابلہ مین اتحاد و مدارات و قبول دعوت و شرکت مجالس مین تجمل فرماتے۔ جو کچہہ اونہون نے برتاؤ روا رکہا وہی اُن کی شان کے شایان۔ اسلامی اخلاق اور انسانی مروت کی رو سے مناسب بلکہ انسب تہا۔

فرمیسن کا بیان

ہز مجسٹی امیر افغانستان کے متعلق یہہ اعتراض کہ فرمیسن کی ممبری کا ڈبلومہ اُنہون نے حاصل کیا غور طلب بات ہے۔ اولاً یہہ بات سمجھنے کے قابل ہے کہ کسی شخص سیاح کا کسی مقام مین بغرض تفتیش حالات جانا اور وہان کے کوائف سے محققانہ طور پر مطلع ہونا نفس شرکت یا وہان کے فرائض کے ارتکاب کا کہان تک مصداق ہو سکتا ہے۔

ثانیاً اس سے قطع نظر کہ بغرض تحقیق نہین۔ بلکہ شرکت ہی کی بنا پر شاہِ افغانستان نے فرمیسن لاج مین تعلق فرمایا تو اُسپر مذہبی اعتراض یا عقاید کا نقص کیونکر عاید ہو سکتا ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ امیر صاحب کا بالتحقیق اسلامی و مذہبی جوش۔ فرائض کی پابندی کلیاتِ دینیہ سے لیکر معمولی فروعات تک کی نگہداشت اس امر کا کسی روشن خیال صاحب عقل کو کب موقع دے سکتی ہے کہ اُن کی شرکت کو عقائد کے ضعف یا کسی خلاف اسلام پہلو پر محمول کیا جاوے۔ بلکہ افسوس اس بات کا ہو سکتا ہے کہ صدہا غیر معمولی خوبیون کے مقابلے مین ایک ادنے ورسمی فعل کے وجود پر نکتہ چینی کی زبان کھلے اور وہ بھی ایسے موہومی خیال پر جس کو ہر نا واقف شخص نے بجاے خود نہین معلوم کیا کیا تصور کر رکھا ہے۔

امیر صاحب کا ورود ہندوستان و زمانہ قیام واضح طور پر خود گواہ حال ہے کہ اونکی نقل و حرکت۔ استفسار و گفتگو ہر نئی و نادر چیز کی حقیقت حال معلوم کرنے سے مملو تھی کارخانون مین جانا مشینون کو دیکھنا۔ اصول تجارت دریافت فرمانا وغیرہ وغیرہ اگر محققانہ تلاش نہ تھی تو کیا تھا؟

ممکن ہے کہ اسی شوق واقفیت نے اُن کو فریمیشن لاج مین تکلیف فرمانے کی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 166 of 292

تحریک کی ہو۔ ہمارا حسن خیال۔ ظن المومنین خیراً کے اعتبار سے ہم کو کسی بدگمانی و موشگافی کا موقع نہین دیتا۔

ہمارے لیے ایک محل شکایت و افسوس تھا اگر اس موقع پر شان شاہانہ کا لحاظ فروگذاشت ہوتا مگر نہین۔ میزبانان وسیع الخیال نے اس موقع پر بہی شان امیر کا پاس کیا جو درجات اس انجمن مین عام طور پر ممبران کو بتدریج سالہاسال مین ملتے ہین وہ ہز مجسٹی کے روبرو آن واحد مین پیش کیے گئے۔ تاکہ اُن کے مرتبہ کا امتیاز یہان بہی قایم رہے

اب ہم مخفی انجمنون کا حال۔ فریمیسن کی تاریخ اُسکا وجود او رمنشاء و ضرورت۔ ترقی و تنزل کسی قدر صراحت سے لکہتے ہین تاکہ عام غلط فہمیون پر اس کا عمدہ اثر پڑے اور معلوم ہو جائے کہ ذرا بہی اسلام کی منافی یہہ انجمن نہین ہے۔

خفیہ انجمنوں کی حقیقت و نوعیت کسی زمانہ مین خفیہ انجمنین اسی قدر ضروری تہین جسقدر کہ علانیہ۔ قدرت کی سلطنت اسوقت کے مفروضہ بتون باطل عقائد کے فرضی و جسمانی معبودون کی علاوہ ہر زمانہ مین کہین نہ کہین موجود رہی ہوگی۔ جہان بتون کی پرستش لیجاتی ہوگی جہان جسمانی معبودون کو حقیر و بے اصل جانا جاتا ہوگا۔ ایسے مقامات فیلسوف و حکماء کے حجرے۔ عابدون کی عبادت گاہین۔ تارک الدنیا لوگون کے زمین دوز غار تہے۔

خفیہ انجمنون کی تقسیم خفیہ انجمنون کی تقسیم کی ہمیشہ ٹہیک ٹہیک حد مقرر نہین کی جاسکتی بعض نے جن کے مقاصد سائنس کے متعلق تہے اُسکے ساتہ تصوف کے مسایل بہی شامل کر دیے ہین۔ ملکی انجمنون کا اثر مہذب زندگی پر بہی ضرور ہوتا ہے۔ لہذا خفیہ انجمنون کو دو مجمل اقسام مذہبی و ملکی مین زیادہ سہولت سے تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(مذہبی) مذہب کی خفیہ انجمنین بہت قدیم زمانہ سے ہین۔ ان کا وجود اُس زمانہ سے ہے جب سے سچا مذہبی علم دنیا کے بنانے کی تدبیر مین موجود تہا۔ وہ لازوال قوت جس سے یہہ پیدا

ہوا اور جن قوانین سے قایم تہا یہہ پہلے آدمیون کو حاصل تہا۔ یہ اصلی علم بہت کچہ قدیم رازون مین محفوظ تہا۔ ظاہری چند روزہ دنیا کے عجائبات بجائے سچی حقیقتون و غیبی دائمی عالم کے جن کے مقابلہ مین یہہ ظاہری دنیا ایک بیرونی نمایش ہے۔

اُن حقیقی باتون کے سمجہنے کے لیے ضروری ہے جو قدیم زمانہ کی خفیہ انجمنون مین سکہلائی جاتی تہین۔

(ملکی) ملکی اعتبار سے خفیہ انجمنین موجودہ اور آیندہ زبردست طاقتون کو عقلمندی اور دوراندیشی سے محفوظ کرنے والے دروازے تہے۔

ہر ایک خفیہ انجمن اصل مین کسی ایمان کے تصور کو جاری رکہنے والا ایک شغل ہے۔ کیونکہ جب اچہے تصور کو جمع اور قایم کیا جاوے تو ایمان ہوتا ہے۔ خفیہ انجمنین ایک تاریخی صورت مین اظہار کرتی ہین۔

یہ علم سیاست مدن کی ایک گمنام سی چیز اور پوشیدہ راز ہے۔ صریح خیالات مین سے جن کی وجہ سے خفیہ انجمنین پیدا ہوگئی ہین ایک صریح خیال انتقام ہے لیکن یہہ نیک دانشمندانہ انتقام ذاتی بغض سے بالکل علیحدہ ہے جہان عام مرغوب قاعدے زیر بحث ہوتے ہین وہان بالکل غیر معلوم ہوتا ہے جو مجلسون کو سزا دینے کی خواہش رکہتا ہے لیکن اُن کے ارکین کو نہین۔ خیالات کو ہٹانا چاہتا ہے لیکن آدمیون کو نہین۔ یہہ وہ بڑا مجموعی انتقام ہے جو وراثتاً باپ اپنی اولاد کو چہوڑ جاتا ہے۔

یہہ محبت کا پاک ہبہ نامہ ہے جو میل کو صاف کرتا ہے۔ انسان کی ذمہ داری اور صاف کو بڑہاتا ہے۔ ایک جائز و ضروری ضرورت برائی کی نفرت ہوتی ہے۔ جس سے قومون کی نجات ہے۔ افسوس اُس شخص پر جو نہین جانتا کہ کسطرح نفرت کرتے ہین اسلیے کہ تعصب۔ ریاکاری باطل اعتقادی۔ غلامی برائیان ہین۔

ملکی انجمنون کے باایمان فرقہ کا مقصد ترقی انسانی اور غافل و کاہل لوگون کے سینہ مین آزادی کا تخم بونا۔ جیسے نہلست فرقہ آج کل روس مین کر رہا ہے۔ یہہ سچ ہے کہ یہہ نورانی عمارت ابھی تک تکمیل کو نہین پہنچی اور شاید کبھی نہ پہونچیگی۔ لیکن خود اس کوشش سے بھی خفیہ انجمنون کو اخلاقی عظمت ملجاتی ہے۔ اِس سے خفیہ انجمنون کی موجودگی کی تشریح اور تائید ہوتی ہے اور بہت سی ریاستین اُن کی وجہہ سے نہ صرف آزادیان بلکہ خود اپنا وجود بھی زندہ رکھتی ہین۔

لیکن ابتداے خفیہ جماعتین ملکی لحاظ سے نہین بنین تہین۔ جسقدر مذہبی مقاصد کے واسطے ہر ایک علم و فن اُن مین شامل تہا۔ جسو جہہ سے مذہب کو ٹہیک ٹہیک انسانی علم (علم قدامت) کہہ سکتے ہین۔

علم تاریخ سے پہلے زمانہ مین انسان کو قدرت اور اُسکی کارروائیون کا سچا علم حاصل تہا اور یہی وجہہ ہے کہ دور دراز اقوام کے سربستہ بھید از روے قیاس و باطن آپس مین اشتراک رکھتے ہین۔ اب یہہ بات نمایان نہین کہ اُن کے اصول کیا تہے۔ اور کیون تمام مین اسقدر تاکید خاص خاص صورتون و خیالات کی طرف کی گئی ہے۔

ابتدائی تہذیب عام قاعدہ یہہ ہے کہ علم تاریخ سے پہلا زمانہ گمنام معلوم ہوتا ہے۔ اور لوگ خیال کرتے ہین کہ ایک ایک قدم پر جو پیچہے کو ہٹینگے وہ زیادہ تاریکی مین پہونچتے جاوینگے۔ لیکن اگر ہم اپنی آنکہین کہولکر آگے بڑہین تو یہہ تاریکی مثل افق کے ہٹتی جاویگی جب ہم اُس کے قریب پہونچتے معلوم ہونگے تو پُرانی روشنی نئی روشنی مین ملتی جاوین گی۔ نئے آفتاب منور ہونگے۔ نئی بحری شفق ہمارے سامنے طلوع ہوتی جاویگی۔ غیبی صورت مین وحدت ہے۔ شاخین بہت سی ہین لیکن جڑ صرف ایک ہی اسلیے تمام مذہبی فرقے حتّٰی کہ وہ بھی جو واہیات و مبتذل رسوم۔ اور باطل عقیدون مین چہپے ہوئے ہین جسقدر نزدیک جاکر ہم اُن کے ماخذ کا پتہ لگاوین گے یصفائی

دعمدگی مین زیادہ بلند اصلی مقاصد واصول کے ساتھہ نظر آوین گے۔

ٹیچر کا قول ہے کہ ننانوے ۹۹ خیالات کا اصلی مطلب ہمیشہ یکسان ہوتا ہے یہی شاعر اسکو اسطرح ظاہر کرتا ہے کہ قدامت وہ زبردست دیوتا ہے جو بڑی اقتدارات اور اعلیٰ مقاصد کے ساتھہ ہوا ہے۔

تمام اعلیٰ مذاہب مین خاص خاص خیالات ہین جو ایک دوسرے سے مختلف ہین۔ تاہم کسی اعتبار سے وہ تمام مذاہب مین مشترک سمجھے جاتے ہین۔ تثلیث کا عقیدہ اور تعلیمی مسئلہ کہ کلام یا کُل مخلوقات پیدا کرنیوالے۔ لفظ نے تمام چیزین نیستی سے ہست کردین۔ نور کی پرستش، آگ و تناسخ وغیرہ کے عقائد اسی قسم کے خیالات ہین۔

قدرت و وجود کے سچے اصول

وہ علم جسپر سربستہ رازون کی تعلیم مبنی تھی۔ تمام چیزون کی بنیاد و مصدر ہونے کی حیثیت رکھتا تھا۔ وہ حرف قدرت کی پوری پوری حالت ابتدا کارروائی اور بتدریج ترقی ہے مع اُس وحدت کے جسکا تمام آسمان و زمین مین عمل دخل ہو رہا ہے۔ چند سال گذرے کہ یہہ بات بڑے زور شور سے بطور نئی تحقیقات کے مشتہر کی گئی تھی گو یہہ بات قدیم ہے کہ ہومر مصنف بھی الیلیڈ کی آٹھوین جلد مین اُس سنہری سلسلہ کا ذکر کرتا ہے جسکی وجہ سے آسمان و زمین مین تعلق ہے۔ لیکن یہہ علم کچھہ مدت مین انسانون کی تبدیلی شوق مین رفتہ رفتہ کج فہم تاویلات سے بھر گیا اور اُس مین انسانی دماغ کے خیالی مصنوعات کا جدید اضافہ کیا اور حاشیہ چڑھایا گیا جس سے باطل عقائد کا تعلق ہوا اور نیم فہم جماعت کا یہی مذہب ہوگیا عوام کی طبیعت پر سے جنون نے اپنا دخل نہین چھوڑا۔ آج تک بھی لاکھون روحین واہمات کی زنجیرون مین جکڑی ہین۔ جو ہزارون بھوتون کے خیال سے جنکو پوجاری شعبدہ بازون نے ہیبتناک بنا رکھا ہے کانپ اُٹھتے ہین۔

متقدمین کے سچے علم کے اصلی اصول

جو کچھ سربستہ رازون مین تعلیم دی گئی تھی اوس سے ہمارا یہ قیاس کرنا درست ہے کہ ہزارون برس گذرے اُسوقت انسان جانتے تھے کہ آیندہ کیا ہوگا اگرچہ اس علم کو پہلے سے ہی ان بھیدون مین دُھندلا وا اُلٹ پُلٹ کردیا ہے۔ صرف ظاہری قدرت کے عجائبات بجاے روحانی سچائیون کے جو مفہوم اصلی تہا دکھلاے جاتے تھے۔

(۱) اپنے چارون طرف ہمکو ایک حیات کی شہادتین دکھلائی دیتی ہین جو تمام اشیا مین سرایت کیے ہوے ہے لہذا مجبوراً اقرار کرنا پڑا کہ ایک عالمگیر قادر مطلق پروردگار اور کل ذی حیات کا خالق ہے۔

(۲) دنیا کی ابتدائی حیات کے بالاتر بلا شبہ ایک ما فوق الطبیعت وجود پایا جاتا ہے جسنے لفظ یا کلام کے ذریعہ سے اور جو خود سب سے پوشیدہ ہے تمام چیزین آشکارا کردین۔

(۳) ہیولا نور ہے کیونکہ تاریک سے تاریک چیز بھی اُس مین تبدیل کی گئی ہو یا کیجا سکتی ہو۔

(۴) دنیوی زندگی فانی ہے۔

(۵) جو کچھ ظاہرا دکھلائی دیتا ہے روز ازل سے موجود ہے جو مختلف صورتون مین منعکس ہوا۔

(۶) وہ غیر فانی زندگی جو اس ظاہری دنیا مین اپنے آپ کو دکھلاتی ہے اونہین قوانین کی محکوم ہے جو غیبی قوتون سے وابستہ ہے۔

(۷) وہ قوانین جن کے بموجب یہ حیات اپنا اظہار کرتی ہے اصلی قدرت کے سات خواص ہین۔ چہ تو کارپرداز خواص ہین اور ساتوان وہ ہے جس مین سب کامل اعتدال و موزونیت کے ساتھ جگہ پکڑتے اور مخلوط ہوتے ہین یعنی فردوس۔ یہ سات خواص اوس سات کے عدد کی تعظیم کا علمی راز ہے جو بطور عجائبات کل

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 171 of 292

قدیم وجدید علم مین پہیلے ہوے ہین اوراُن کی تفصیل یہہ ہے۔
(۱) کشش۔ (۲)۔ مزاحمت یا نفی۔ (۳) دوران۔ (۴)۔ آگ۔ (۵)۔ نور (۶) آواز
(۷) جسم یا سب کو شامل کرنے والا۔
(۸) پہلے تین سے ہیولا یا تاریکی بنتی ہے۔ دردورنج پیدا ہوتا ہے یعنی دوزخ اور دنیوی اعتبار سے جاڑا۔ آخر تین نور وخوشی سے پُر ہین یعنی فردوس اور دنیوی اعتبار سے گرمی۔
(۹) آگ قدرت کا بڑا کیمیا گر صفائی بخشنے والا و تبدیل کرنے والا ہے جس کر اندہیرے مین اُجالا ہوجاتا ہے اسوجہ سے قدیم مذہب اس کی تکریم و تعظیم وعام پرستش کرتے تہے۔ زردشت کے پوجاری ایک نقاب اپنے مُنہ پر اس خیال سے باندہے رہتے تہے کہ اون کے تنفس سے آگ خراب نہ ہوجائے۔ لیکن واقعی آگ سے یہان مراد اصلی آسمانی برقی آگ ہے جسکے وجود وخواص کو متقدمین خوب جانتے تہے
(۱۰) تمام نور تاریکی مین پیدا ہوا اور انکو اپنے ظاہر کرنے کے لیے آگ مین گذرنا ضرور ہے۔ یہی خیال تمام سربستہ بہیدون مین پوشیدہ ہے۔ جیسے چہوٹے پودے سے خوبصورت کلیان۔ پتے۔ پہل بغیر بیج کی تاریکی حالت مین نکلے ہوے اور زمین مین دبے ہوئے جہان وہ کیمیائی ترکیب سے آگ کے ذریعہ دوسری صورت مین بدلتا ہے نہین ظاہر ہو سکتے۔ اسیطرح دماغ علم کی روشنی کو تاریکی و قید کا درجہ طے کیے ہوے نہین پہنچ سکتا۔

اسماعیلیہ فرقہ

خفیہ انجمنین مذہبی۔ ملکی یا اخلاقی اغراض کے حدود مین محدود ہین اسمٰعیلی فرقہ نے بہی قاہرہ مین ایک لاج یا خفیہ انجمن کی بنیاد ڈالی جسکو دوسرے پیرایہ مین یونیورسٹی کہہ سکتے ہین۔ اسلیے کہ اُس مین بہت سی کتب اور سائنس کے آلات تہے۔ علانیہ منشا سائنس کا تہا۔ لیکن اصلی مقصد کچہہ اور ہی تہا۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 172 of 292

نصاب تعلیم نو درجون پر منقسم تہا۔ پہلے درجہ مین طالبعلمون کے دلون مین شبہات پیدا کرنے اور اپنے اُستاد پر اُنکے حل کر سکنے کا اعتقاد رکہنے کی تعلیم دی جاتی تہی۔ اس غرض سے اُنکو قرآن کے لفظی معنون سے مہمل مطلب دکہلاتے تہے۔ پوشیدہ اشارون سے اُنسے سمجہایا جاتا تہا کہ اس پوست کے اندر ایک شیرین اور غذائیت بخش مغز چہپا ہوا ہے۔ لیکن یہہ تعلیم آگے نہین چلتی تہی۔ جب تک شاگرد سخت قسمین کہاکر جاہلون کے پکے عقیدہ کے ساتہہ اپنے اوستاد کی مطلق اطاعت کا پابند نہین ہوجاتا تہا۔ دوسرے درجہ مین امامون یا ہادیون کو پہچاننا سمجہایا جاتا تہا جن کو خدای تعالےٰ نے ہر قسم کے علوم کا سرچشمہ بنایا ہے۔

تیسرے درجہ مین اُنکو اُن متبرک امامون کی تعداد بتائی جاتی تہی۔ یہہ تعداد سات کا طلسمی عدد تہا۔

چوتہے مین اُنکو اطلاع ہوتی تہی کہ خدا نے دنیا مین سات واضعان شرع بہیجے ہین۔ ہر ایک کے ساتہہ مددگار سات تہے جو امم کہلاتے تہے۔ درحالیکہ واضعان شرع کو ناطق کہا جاتا تہا۔

پانچوین مین اُس کو اطلاع ہوتی تہی کہ ان مددگارون مین سے ہر ایک کے بارہ رسول تہے۔ چہٹا درجہ اس پختہ مرید کی آنکہون کے سامنے جو اسدرجہ تک ترقی کرچکا تہا قرآن کے مسائل پیش کرتا تہا اور اُنکو یہہ تعلیم دی جاتی تہی کہ تمام مذہبی اصول قاعدہ فلسفہ کے ماتحت ہونے چاہئین۔ اوسکو فلاطون اور ارسطو کے مذاہب کی بہی تعلیم دی جاتی تہی ساتوین درجہ مین ہمہ اوست کا پُر اسرار مطلب شامل تہا۔

آٹہوین درجہ مین اُسکے سامنے شرع محمدی کے بنیادی اصول پیش کیے جاتے تہے اور اُسکا صحیح اندازہ اُن کی ذاتی وقعت پر کیا جاتا تہا۔

آخرکار نوین درجہ مین جیساکہ تمام پہلی باتون کا لازمی نتیجہ ہونا چاہیے اُس کو اس امر

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 173 of 292

کی تعلیم دی جاتی تہی کہ کوئی چیز بہی یقین کرنے کے قابل نہین ہے اور یہہ کہ ہر ایک بات جائز ہے۔

اغراض یہہ تہین کہ انسانی ذمہ داری و شرف مٹائے جائین۔ فاطمین کا تخت قاتلون کی فوج سے جو ایک ہیبت ناک سلطانی محافظون کا دستہ ہوتا تہا گہیرا رہتا تہا۔ خفیہ پولیس اس نظر سے بہرتی کی گئی تہی کہ قاہرہ کی خلافت کی شہرت و ہیبت کو دور دور پہیلا دے۔ اور بغداد کی سلطنت کو مہلک صدمہ پہونچائے عرب و شام مین طرفدار ہاتہہ آگئے جن کو اس فرقہ کے مقاصد معلوم نہ تہے۔ جنہون نے خوفناک حلف کے ساتہہ نادانستہ فرمانبرداری کی قسم کہائی تہی۔ قاہرہ کے لاج کی شبانہ مخفتین ایک صدی تک رہین۔

اُس کے اصولون نے جو تمام سچے اخلاق اور انصاف سے منکر ہونے پر ختم ہوتے تہے۔ ضرور غیر معمولی بات پیدا کردی۔ انسانی ایمان پر ایسا خوفناک دہکا لگنے سے وہ عجیب باتین بطور نتیجہ ظاہر ہوئین جنکا صفحہ تاریخ پر خونریز اور نہ مٹنے والا نشان باقی ہے۔

فرقہ اسماعلیہ کو ہیبت ناک بنانے والا حَسَن بن صبّاح ایک نامور زمانہ قاہرہ کے دارالعلوم کا واعظ تہا۔ جس نے بہت ناموری پیدا کرکے قاہرہ مین بڑا اقتدار حاصل کیا۔

اس اقتدار سے لوگ اُس کے حاسد ہوگئے جن کی کامیابی اُسکو جلاوطن کیے جانے سے پوری ہوئی۔

یہہ جلاوطنی نامور کامیابی کا ذریعہ ہوئی۔ عراق کی سرحد پر اُس کی زبردست حکومت قایم ہوگئی۔ شاہان یورپ اُس بڑے ظالم کے عین وسط مین اُس سے کانپتے تہے اُس کی زبردست فوج کا ہر جگہہ گذر رہتا۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 174 of 292

فیلپ اعظم شاہ فرانس اُس سے ایسا ڈرتا تہا کہ وہ بغیر باڈی گارڈ کے ذرا دور بہی حرکت نہ کرتا تہا۔ اوّل اوّل اُس نے کوئی اور ارادہ سوائے خلافت قاہرہ کی حکومت بڑہانے کے ظاہر نہین کیا لیکن یہہ پردہ بہت جلد اوٹہ گیا۔

اوسنے قاہرہ کی لاج کے اصولون مین ترمیم کی۔ مریدون کی جمعیت کی تقسیم کی جسمین خطرناک فدائی (جان نثار) فرقہ تہا۔ جو تکان۔ خطرہ۔ تکلیف کو حقیر جانتا تہا اور اپنی جان خوشی سے دینے کو آمادہ تہا۔

اس جان نثاری کی لیے حسن نے ایک عجیب وغریب حکمت نکالی تہی ایران کے ایک صوبہ مین جسکا نام آج کل سیستان ہے مولیت مشہور گہاٹی تہی۔ گہاٹی بہت پرفضا جگہہ تہی اور ایسے پہاڑون سے محفوظ جن کی سیدہی چوٹیان تہین۔ تمام گذرگاہون پر مضبوط قلعون سے حفاظت کیگئی تہی۔

اس پرفضا محفوظ مقام کو نہایت خوشنما مسرت بخش باغات ومحلات سے پُر رونق بنایا گیا تہا۔ اوسکی آراستگی وزیب وزینت حدبیان سے باہر تہی۔ نوعمر۔ خوشجمال۔ دلفریب نوجوان عورتون نے اُسکو بے انتہا دلکش بنادیا تہا۔

جب کسی خطرناک مہم کو انجام دینے کے لیے آقا کسی شخص کو منتخب کرتا تہا تو اُسے اوّل غشی چیز پلائی جاتی تہی۔ اور مخمور وبیہوش حالت مین وہ ان باغون مین پہونچایا جاتا تہا اور یہان ہر طرح کی اُس کو آزادی دی جاتی تہی۔

جبوقت اُس مین اتنا ہوش آتا کہ اس خوبصورت نزہت گاہ کو کافی طور پر سمجہ لے اور پریزاد عورتون کے حسن سے جواس تمام وقت مین اُسکو محبوبانہ نازوادا مین مصروف اور اپنی جانب مائل رکہتی تہین لطف اوٹہا دے تب اُسکو یقین دلایا جاتا تہا کہ جنت فردوس یہی ہے لیکن قبل اسکے کہ وہ تکان محسوس کرے یا عشق وشراب سے سیر ہو اُسے مدہوش ومخمور کرکے وہان سے جدا کر دیا جاتا تہا۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 175 of 292

کسی ضروری خدمت کے لیے آقا بلاتا اور حکم سناتا کہ فلان خدمت بجالاؤ تو باقی تمام عمر اونہین مسرتون کا عیش اُٹھانے کا موقع دیا جائے گا۔

یہ سادہ لوح دل وجان سے اُس گناہ کے ارتکاب کو آمادہ ہوجاتا جس کی خواہش ظاہر کی جاتی تھی۔

اس بے رحم فرقہ نے حسن کے بعد بھی عرصہ تک فرمانبرداری مین بڑی بڑی جانفشانیان کین اور اپنی جانین دین ۱۲۵۶ء مین ہلاکو خان برادر خان اعظم منگولیا نے ایران پر حملہ کیا جسقدر پیرو فرقۂ حسن اُسکے ہاتھ آئے سب کو ہلاک کیا رکن الدین آخر فرمانروا اس فرقہ کا مارا گیا اُسوقت سے پھر اس فرقہ کا زور نہین ہوا لیکن اب تک یہ فرقہ ایران ۔شام مین موجود ہے ۔ اسماعیلی یورپ مین بھی دکھلائی دیتے ہین ۔ ہندوستان مین سوداگرون کے لباس مین نظر آتے ہین۔ فقط

خفیہ اسرار کی تعلیم کا خلاصہ

یہ تعلیم تصوف وسائنس سے تعلق رکھتی تھی ۔ ازروے تصوف مریدون کو جاہلون کے متعدد معبود ماننے کی غلطی بتلائی جاتی تھی ۔ اور وحدت کا اصول مع جزا وسزا کے آیندہ حالت کے سکھلایا جاتا تھا اور تاکید تھی کہ اگر تجھ کو شبہ ہے کہ کوئی کام اچھا ہے یا بُرا تو اوسکی دریافت تک بالکل پرہیز کر۔

سچا علم کسطرح ضائع ہوگیا

قدرت کا وہ سچا علم جو پہلے آدمیون کو حاصل تھا زمانۂ دراز کی جدت مین خراب ہوگیا ۔ اُس مین غلطیان شامل ہوگئین ۔ قدیم مذہبی رسوم آسمانی فرشتون یا سورج وآسمانی اجسام سے متعلق تھین۔

گر سچے حقیقت والون کے لیے ۔ سورج ۔ چاند او تارے ۔ محض بیرونی نمایشین اور غیر فانی زندگی کی پُرعظمت قوتون کی علامتین تھین۔

گر حقیقی معرفت کے راز جماعت کثیر کی جاہل طبیعتون کو صاف صاف بتائے نہ جاسکے اور غالباً اسیوجہ سے اجسام آسمانی کی بشکل آدمی مورتین بنائی گئین ۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 176 of 292

اور زمین کے موسم اون پر منحصر کیے گئے۔

مثلاً ابتدائی شخص کی نظر مین سورج عالم ازل کا ظاہری اظہار تھا۔ یعنی ایسی حیات جو سب کی پرورش و حفاظت کرتی ہے۔ مختلف ملکون اور زبانون مین۔ کرشنا۔ اوسیرس۔ ہرمز۔ ہرکولز وغیرہ مختلف نامون سے اوس کی صورت بنائی جانے لگی اور پہر بتدریج وہ شکلین ایسے آدمی سمجھے جانے لگے۔ جو کبھی موجود ہون اور اُن فوائد کی نظر سے جو اُنہون نے نسل انسان کو پہونچائے وہ معبود گردانے گئے فرضی دیوتاؤن کے مقبرے دکھلائے جاتے تھے جیسے کہ مصر کا بڑا مخروطی مینار اُسیرس کا مقبرہ کہلاتا ہے۔

لیکن ان جلسون کے کیے جانے کا خاص منشا یہہ ہوتا تھا کہ اُن کو مرنے سے عامہ خلایق کو جو نقصان پہونچا ہے اُس خیال کو تازہ کیا جاوے۔

فی الحقیقت جو ایک زمانہ مین خالص قدرتی دانشمندی ہوتی ہے وہ دوسرے زمانہ مین دیوتا بن جاتی ہے تیسرے زمانہ مین تفریحی افسانہ۔ اُسکی خاص خاص باتین اُسی ملک سے جہان اُسکا رواج تھا شروع ہوتی ہین۔

سات کا عدد ہر جگہہ پایا جاتا ہے۔ اور یہہ علم کہ اُسکا موجود ہونا قدرت کی سات خواص کا ضروری نتیجہ ہی جاتا رہا۔

اب یہہ بات فرض کرلی گئی ہے کہ اس سے اُن سات سیارون کیطرف اشارہ ہے جو اُسوقت معلوم تھے۔

اسرار کا اصل مطلب اور اُن کی زوال کی نتایج

اِن سربستہ بھیدون مین تمام باتین نجوم سے متعلق تھین لیکن نجومی علامات کے ذیل مین بڑے گہرے معنی پوشیدہ تھے یہہ اسرار رفتہ رفتہ زائل ہوگئے۔ خیالی باتون سے حقیقی باتین مغلوب ہوگئین اسرار ایک بگاڑے ہوئے اور بے قصد طریقہ مین فرمیسن مذہب مین اب تک قایم و برقرار مین اونکی ایک نجومی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 177 of 292

ہیئت بھی ہے۔

خفیہ انجمنون کی ضرورت نہین رہی

یہ شکر کا مقام ہے کہ اب خفیہ انجمنون کی ضرورت نہین رہی آجکل فلسفیانہ اور ملکی خیال آزاد ہے۔ اگرچہ ہر ملک مین ایسا نہین ہے مگر بلا شک اُن ملکون مین ایسا ہی ہے جہان سیکسن نسل کی آبادی ہے۔

بعید القیاس مسائل تعلیمی کے حملون کے لیے سائنس ایک زبردست بنیاد ہوتی جاتی ہے اور سائنس کی مطابقت سے ایک معبد قایم ہو رہا ہے جسمین صرف محنت زہد اور روزے ہی ضروری امور نہین خیال کیے جاتے ہین حال کی زندگی مین مختلف عجائبات اسکا ثبوت ہین۔ انسان عقلی تاریکی کے عہد مین ہمہ اوست کے واسطے خود نیست کرتا تھا۔ اب وہ تحصیل علم کرتا ہے۔ اپنی عزت کرتا ہے۔ لکڑی پتھر کے معبودون کو فنا کرتا ہے۔ حق کی خاطر لڑتا ہے۔

قدیم زمانہ مین طبیعت مذہب سے فلسفہ کیطرف بلند ہوتی تھی۔ زمانۂ حال مین وہ بوجہ سخت مزاحمت طبعی کے فلسفہ سے مذہب کیطرف عروج کرتی ہے وہ شخص جو اسطرح مذہب پر پہونچتا ہے جس کی عالمگیر ہمدردی خوف کو نکالکر باہر کرتی ہے یہی لوگ نسل انسان مین ایسے پیدا ہوئے ہین جن کو نہ پوشیدہ اشارون کی ضرورت نہ اصطلاحی الفاظ کی ایک دوسرے کو پہچاننے کے لیے حاجت ہے وہ ایسے تمام ایجادون کے مخالف ہین وہ جانتے ہین کہ آزادی سب مین یکسان شامل ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔

ایسے ملک مین جہان جابرانہ حکومت ہے۔ مثلاً روس مین خفیہ انجمنین ابتک آزادی کے واسطے لوگون کو لڑنے کی تحریک دینے کا ذریعہ ہین۔ لیکن جہان آزاد حکومت ہے وہان کسی مفید اور نیک کام کو عمل مین لانے کے لئے اخفا کی ہرگز ضرورت نہین کسی زمانہ مین خفیہ انجمنونکی مدد سے کامیابی حاصل کرنیکی ضرورت تھی۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 178 of 292

اب عام انجمنون کو اپنے قایم رکھنے کے لیے علانیہ اتفاق کی حاجت ہی اسلئے نہین کہ یہ ایسا زمانہ ہے جسمین ہر بات بلا خوف مخالفت کہی جا سکتی ہے بلکہ ہر ایک بات کی چہان بین ہو کر اصلی راز کہل جاتا ہے۔

لہٰذا جس انجمن کو اخلاقی و اتحادی دعویٰ ہے اُس کو حجاب اُٹھا کر سامنے آنا چاہیئے۔ وہ لوگ ذلیل غلام ہین جو لاچارون و کمزورون کے واسطے زبان کہولنے کی ہمت نہین کرتے۔ وہ غلام ہین جو نفرت طعن و تشنیع اور گالیون سے خوف کرتے ہین اور بجائے اُس حق کے جسپر اونہین ضرور خیال کرنا چاہیئے وہ خاموش ہو کر دبے جاتے ہین۔ وہ غلام ہین جو حق بات مین ہمت کر کے لوگون کے ساتھ نہین ہو جاتے۔

تاریخ فریمیسن

فریمیسن[1] کا زمانہ حضرت سلیمانؑ کے وقت سے بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے جسوقت معبد کی تعمیر کا قصد کیا تو دستکار جمع کیے۔ اُن دستکارون کو جماعتون مین تقسیم کر کے ایڈونیرام۔ یا ہیرام آبف کے تحت مین کر دیا۔ یہہ ہیرام وہ معمار تہا جسکو حضرت سلیمان کے دوست بادشاہ ٹائر نے بہیجا تہا۔

ہیرام نے ایک عجیب عمارت بنام نہاد مسجد سلیمانؑ تعمیر کی۔ اوسنے تخت سلیمان طلائی بنایا جسپر نہایت خوبی سے نقش و نگار کیے اور بہی عمارات نورانی تعمیر کین یہہ دستکار باوجود جاہ و منزلت کے مبتلائے مرض مالیخولیا تہا اور تنہا رہتا تہا۔

[1] ماخوذ مشہور کتاب سکریٹ سوسائٹیز آف دی ورلڈ جلد دوم ترجمہ مطبوعہ کارخانہ پیسہ اخبار لاہور

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 179 of 292

معدودے چند مانوس اور بکثرت اُس سے نفرت کرتے تھے۔

اس زمانہ مین حضرت سلیمان کی دانائی کی شہرت دنیا کے دور و دراز حصّون تک پہنچ گئی تھی۔

بلقیس شہر سبا ملک یمن کی ملکہ بادشاہ اعظم کو مبارکباد دینے۔ اُن کے عہد کے معجزات دیکھنے کے لئے بیت المقدس حاضر ہوئی۔ حضرت سلیمان کی شان و شوکت وجاہ و جلال نے اُسے متحیر بنا دیا۔ آپ نے بھی ہر قسم کی ضیافت کی۔ اُسکو اپنا محل بعدہ شاندار مسجد کو دکھایا جسکو دیکھکر ملکہ حیرت زدہ رہ گئی۔

حضرت سلیمانؑ بھی اُس کے حُسن پر فریفتہ ہوے اور چند روز بعد اوسکو پیام شادی دیا۔ ملکہ نے ایسے معزز دل کو مسخر کر لینے سے خوش ہوکر پیام کو قبول کیا۔ دوبارہ مسجد کے دیکھنے پر اوسنے مہندس کے دیکھنے کی آرزو ظاہر کی جس نے ایسی عجیب و غریب و بیمثال عمارت تعمیر کی۔ تھوڑے تامل کے بعد اُسکے اصرار سے مہندس پیش ہوا۔ جب یہہ عدیم المثال دستکار ملکہ کے حضور مین حاضر ہوا تو ملکہ نے پھر تمام کاریگرون کو دیکھنا چاہا جنھون نے اس مسجد مین کام کیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ سب کا ایکبار جمع کرنا دشوار ہے۔ لیکن ہیرام کو ملکہ کی خواہش کے موافق اُن سب کا دکھا دینا منظور ہوا۔ اِسلیے اوسنے ایک پتھر پر جست کرکے اپنے سیدہے ہاتھہ سے ہوا مین ٹاؤ کا اشارہ بنا دیا۔ اس کا یہہ اثر ہوا کہ تمام کاریگر اپنا اپنا کام چھوڑکر اپنے اُستاد کے حضور مین آحاضر ہوئے۔ اس بات نے ملکہ کو سخت متعجب بنا دیا۔

ہیرام اپنے تین مخالف حاسد شاگردون کے ہاتھہ قتل ہوا۔ جن کو ہیرام نے بوجہ اُن کی ناقابلیت و کاہلی کے ماسٹر کے درجہ پر ترقی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہہ تینون شخص۔ فینو معمار باشندۂ شام۔ امرو نجار باشندۂ فونیشیا اور میتوسائل

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 180 of 292

عبرانی کا شمن تہا۔

ان تینون نے قتل کا منصوبہ باندہا جسوقت یہہ مہندس مسجد مین آیا تو اُن لوگون نے حملہ کر کے قتل کردیا۔ مگر اپنی موت سے پیشتر ہیرام کو اتنی فرصت مل گئی کہ اُس نے اُس سُنہری مثلّث کو جسے وہ اپنے گلے مین پہنے ہوئے تہا اور جسپر اُسکا خطاب کندہ تہا ایک عمیق چاہ مین پہینک دیا۔

قاتلون نے اُس کی لاش لپیٹ کر ایک علٰحدہ پہاڑی پر لیجا کر دفن کردی اور قبر پر ایک چھوٹی سی ببول کی شاخ نصب کردی۔

جب ہیرام سات دن تک نہ آیا تو اُس کو تلاش کرایا۔ اُنہین تین کاریگرون کو لاش ملی اُس کے اُٹہانے کے وقت کہال جسم سے علٰحدہ ہوگئی اوسپر ایک ماسٹر کہہ اُٹہا "میکنیاگ" (گوشت جسم سے علٰحدہ ہوگیا یا بہائی مارا گیا۔) اور یہی لفظ درجہ ماسٹر کا مقدس لفظ ہوگیا۔

ان تینون حریفون کا پتہ لگ گیا۔ لیکن اُنہون نے اپنے تلاش کرنیوالون کے ہاتہ آنے سے پیشتر خودکشی کرلی۔ اُن کے سر کاٹ کر حضرت سلیمانؑ کے پاس لائے گئے۔ مثلث ہیرام کی لاش کے ساتہہ نہین ملا۔ تلاش ہونے پر اُس کنوین سے برآمد ہوا جس مین مہندس نے اُسے پہینکدیا تہا۔ بادشاہ نے اُسکو ایک مثلّث نما قربان گاہ مین جو ایک حصہ گنبد مین بنی تہی رکہوا دیا۔

ابتدائی رسم معمار — تمام قومین۔ تمام ریاستین۔ تمام انجمنین اپنی عظمت و قوت بڑہانے کی غرض سے اپنا سلسلہ استخراج کرنے کے لیئے اپنے ساتہہ بہت قدیم اصلیت مخصوص کیا کرتی ہین جو فرقہ باکل خیالی و اخلاقی ہوتا ہے اور اصول کی زندگی بسر کرتا ہے اور جس کو یہہ ضرورت ہوتی ہے کہ وہ تمام دیگر فرقون سے سبقت لیجانا چاہئے اور یہہ خواہش زیادہ زبردست ہوتی ہے اسیوجہ سے فریمسن مذہب نے یہہ دعوی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 181 of 292

قایم کیا ہے کہ ہم انسان کی پیدائش کے ہمعصر نہین ہین۔ بلکہ دنیا کی پیدائش کے زمانہ سے ہین۔

دلیل یہہ کہ نور انسان سے پیشتر تہا۔ اُسکے لیے ایک مناسب مسکن تیار کیا گیا نور فریمین کا نشان و علامت ہے اِس تائید مین دو فریمین مصنفون کی تصنیف کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ جسمین ایک تصنیف ایک صدی سے زیادہ پُرانی ہے اور ایک بالکل زمانہ حال کی ہے۔

ایڈورڈ اسٹریٹ اپنی کتاب "بک آف کانسٹی ٹیوشنز فار دی یوز آف لاجز آر لینڈ" (آیرلینڈ کی لاج کے استعمال کے واسطے کتاب ضوابط) مطبوعہ سنہ ١٨٧١ء مین آدمؑ کو پہلا میسن بتایا ہے جنہون نے فردوس سے نکالے جانے کے بعد بڑے علم خاصکر مساحت زمین کو یاد رکہا۔

ڈاکٹر جے۔ اے ویسی کتاب اوبیلسک اینڈ فریمیسنری مطبوعہ سنہ ١٨٨٠ء مین بیان کرتا ہے کہ فریمیسنری خلقت کے زمانہ سے شروع ہوئی۔ اِسکو خاندان شیثؑ نے قایم کیا تہا۔ میسون کا تہہ بند اُس زمانہ سے شروع ہوا جبکہ فردوس کے بعد آدمؑ و حوّاؑ نے انجیر کے پتّون کا تہہ بند یا ستر اختیار کیا۔

روئے زمین پر انسان کی ابتدائی ظہور سے ہی ایک نہایت مہذب نسل تہی جس کو قدرت کے قوانین و خواص کا پورا علم تہا اور یہہ علم پوشیدہ ہندسون اور حکمتون مین جو اُس کے قیام و ترقی کے لیے مناسب علامت سمجہی گئین شامل کیا گیا۔ ہتھیلی ہندسے اور حکمتین میسنری مین قایم ہین۔ لیکن کاریگرون کی کثیر تعداد کاذب مسنری مین تہین۔ سب سے سچے میسن فی زماننا بغیر لاج پائے جاتے ہین۔

میسن لوگون کے حقیقی واقعات بعض علامتون و معمائی صورتون مین چہپے

ہوئے ہین وہ بغیر اصلی حقیقت کو جانے ہوئے لغو خیالات ذلیل رسم و دستور معلوم ہوتے ہین۔

تمام خفیہ انجمنون کا مقصد (سوائے اُن انجمنون کے جو خالص ملکی یا خلاف معاشرت ہین) ایسے علم کے قایم رکھنے کا تہا۔ جو اوسوقت تک باقی تہا۔ یا اُس علم کے پہر حاصل کرنے کا جو ہاتھہ سے نکل گیا تہا۔ فریمیسن مذہب کو ایسا کہنا چاہیے کہ اُن تمام انجمنون کی تعلیم اور اصولون کا خلاصہ ہے۔ جنمین قدیم بہید سکہلائے جاتے تہے لہذا یہہ بات ناممکن ہے کہ اسکی اصلیت کو کسی پیشتر کی خاص انجمن سے منسوب کیا جاوے۔ فریمیسنری تمام علوم اوّلین و آخرین کا مختصر خلاصہ ہے اور ہونا چاہیئے۔

فریمیسنری دور

مین مصنف اس فرقہ کی تاریخ کو عموماً دو دورون مین منقسم کرتے ہین پہلے دور مین اُس کی مفروضہ بنیاد سے اخیر صدی کے شروع تک کا زمانہ شامل ہی جس زمانہ مین یہہ فرقہ صرف میسن یعنی کارگذار معمار اور دستکارون کو جنکا تعمیر سے کسیطرح کا تعلق ہو اپنے اندر شامل کرتا تہا۔

دوسرے دور کو خیالی میسنری کے زمانہ سے نامزد کرتے ہین جو صرف اُنہین ارا کین کو پسند نہین کرتا جو عمارتی صنعتون کے ماہر ہین بلکہ اپنے مین اُن سب کو قبول کرلیتا ہے جو روحانی عبادتخانے کے بنانے مین مدد دینے کو راضی ہون جو کہ دنیا کے عالمگیر اتفاق و علم کا عبادتخانہ ہے۔

وارنگٹن کی لاج کی تحریرات مین جو سنہ ۱۶۴۶ء تک قدیم زمانہ کے ہین لکہا ہوا ہی چارلس اوّل۔ چارلس دوم جیمس دوم بہی شامل ہوئے تہے۔ مذکورۂ بالا بیان سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حقیقی میسنری ہمیشہ خیالی تہے۔

اور یہہ کہ اُس کی اصلیت قدیم ڈیانی سیک یا کسی دوسرے ہمرشتہ کالج سی استخراج

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 183 of 292

کرنا کسیقدر صحیح ہے۔

اس انجمن نے میسنک نام گذشتہ صدی کی اصلاح ثانی کیوقت اختیار کیا تہا۔ یہ اُن معماروں کی برادری تہی جنہوں نے عالی شان خانقاہیں اور دوسری عمارتیں بنائی تہیں اُن کا فروغ زمانہ متوسط میں ہوا۔

ان کے یہاں لاج۔ درجے۔ سرحد۔ خفیہ اشارے۔ اصطلاحی الفاظ۔ اُسی قاعدے کے تہے۔ جیسا کہ سلیمانؑ کی مسجد کے معمار استعمال کرتے تہے۔

فریمسن مذہب بہت ذرایع سے ماخوذ ہے

فریمسن مذہب میں اُن مختلف فرقوں اور انجمنوں کا بہت سا حصہ پایا جاوے گا جسمیں وہ حالت موجودہ پر پہنچنے سے پیشتر گذرا ہے۔ میں یعنی ہندوستانی۔ مصری۔ یہودی۔ عیسائی خیالات۔ اصطلاحات۔ اور علامات کا پتہ چلتا ہے۔

فریمسن مذہب کی سچی تاریخ

فریمسن مذہب کی سچی تاریخ بغیر اُس رنگ و روغن و چمک و دمک کے جو میسن مصنفوں نے اُسپر چڑہایا ہے۔ مختصر طور سے الفاظ ذیل میں ادا کیجا سکتی ہے۔

زمانہ قدیم میں مہندسوں اور انجنیروں کی مجلسیں تہیں۔ جنہوں نے عبادتگاہوں اور دوڑ کے میدانوں کی تعمیر اپنے ذمہ لے رکہی تہی۔

یہ معماروں۔ انجنیروں۔ نجاروں کی انجمنوں کے اصلی نمونے تہے۔ جو زمانۂ متوسط میں جرمنی اور انگلستان میں خاصکر فروغ پر تہے۔ فقراء۔ پادری اور کلیسا کے دوسرے حکام سے خانقاہوں یا گرجا کی تعمیر کا ٹہیکہ لے لیتے تہے۔ آخر کار اُنہوں نے خود کو گرجا سے خود مختار کر لیا۔ تیرہوین صدی میں اُنہوں نے ایک وسیع معماروں کی مجلس کالون میں بنائی۔ اسٹریسبرگ۔ وائنا۔ کالون۔ زورچ میں لاج مقرر کیے وہ خود کو فریمس (آزاد معمار) کے نام سے موسوم کرتے تہے۔ اون کے یہان

مریدی کی رسوم بہی تہین۔

سولہوین صدی کے آخرمین غیر کاریگر معمار بہی اس برادری مین داخل کیے گئے۔ جنکا لقب ایکسپٹیڈمین (مقبول معمار) تہا۔

اسی مین وہ اشخاص شامل تہے جو علم یا اعلیٰ رتبہ مین ممتاز تہے۔ اسطرح لاجون مین کارروائی اشارات پر رہ گئی۔ کارگذاری پر نہین۔ اصلی کارگذار معمار منتشر ہوگئے اور ایکسپٹیڈمین جنکو لاج کے علم چہپانے سے مایوسی ہوگئی تہی علیحدہ ہوگئے۔

۱۷۱۶ء مین فقط چار لاج رہ گئی تہین جنکو ڈاکٹر ڈسیلگر مین۔ جمیس انڈرسن اور جارج پینی نے گرینڈ لاج بنایا تہا۔ جسکے ساتہہ زمانۂ حال کا فریمین مذہب خاص علامت نما شروع ہوگیا معماری کی علمی اصطلاحین باقی رہ گئین۔

اس برادری کو جلد عذاب پہنچایا گیا کلیمینٹ دوازدہم سے لیکر موجودہ پوپ تک تمام اُسقفون نے اپنے تیر اُسپر چہوڑے بااختیار فرمانرواؤن نے اُس کے انسداد کی کوشش کی اور فی الحقیقت خود مین لوگون نے یہ عذاب سب کچہہ اپنی جان پر بلایا اوّل یہہ کہ اُسکے اصول کے بہیدون کی کارروائیون کو چہپانے کی کوشش کی۔ دوم اعلیٰ مدارج کے جاری کرنے سے بہی وہ مبتلاے بلا ہوئے۔

ابتدائی مین لوگون مین وہی تین درجے محدود تہے جو کاریگر معمارون مین موجود تہے۔ اپرنٹیس (شاگرد) فیلوکرافٹ (پیشہ ور) ماسٹر (اوستاد) لیکن ان مدارج مین بعض رئیس ممبرون کی خودنمائی کو اطمینان نہین ہوا۔

بہادر۔ اینڈریاس۔ رامسی۔ جلاوطن اپچوارٹ ایک شخص نے جسکا بیان تہا کہ فریمین صلیبی جنگ آورون کی اولاد سے ہین اعلیٰ مدارج کے جاری کرنے پر زیادہ زور دیا جسمین ملکی مقاصد مدنظر تہے جو اپچوارٹ کے ملک کی رعایت کی اسکاچ مدارج کہلاتے تہے۔ اس مین بہت کچہہ کثرت ہوگئی اور اس کثرت کے

اغراض بدعقیدہ رسوم وذاتی خودنمائی نے ہرشخص کوبڑھنے والے درجات مین منہمک کر دیا۔ آخرکار وہ دہوکہ بازون وچالبازون کے ہاتھہ آگئے مثلاً جیسے کیگ لسٹرو تھا۔ جرمنی مین اس فرقہ کوتین فریق استعمال کرتے تھے۔ ریاکشنیری (مخالف) ریولوشنیری (باغی) ٹائسٹی فینٹک (شجاع متعصب)

ریاکشنیری نے روبی کروشین فرقہ بنایا۔ جسمین طلسم۔ علم ہیئت کیمیا علم روح۔ اور عام باطل عقایدہ ہوکے اور فریبون مین بھرے ہوئے تھے۔ جو مذہبی۔ علمی اور سائنس کی ترقی کے مانع تھے۔

ریولوشنیری نے الومینٹائی کے ذریعہ سے جو عیاری کے ساتھہ مین فرقہ مین شامل ہوگئے تھے ایک نیا ملکی اور مذہبی میشن شروع کرنے کی کوشش کی ٹائسٹی فینٹک فرقہ فرانس سے جرمنی مین نیک نیت ولیکن وہمی سرن منہٹر منتقل ہوتہا فقہ کا بہید اور بعض رسوم کی آب تاب سے فرمیسن مذہب مین بہت سے مرشامل ہوگئے تھے۔ جہان تمام لاج آخرکار گرینڈ لاج کے نام سے شامل کردیے گئے۔ جسکا نام گرینڈ اورینٹ رکہا گیا۔ اس کا پہلا گرینڈ ماسٹر ڈیوک آف چارٹرز تہا۔ بعد کوفیلپ اگیلائٹ نپولین نے جب بااختیار تہا اپنے بہائی جوزف کوگرینڈ ماسٹر مقرر کیا۔

جیسنون کے دستور میسنون کی بعض باتین یہان بیان کیجاتی ہین۔ فرمیسن لوگ بڑی ریاست مین سرکاری عمارتون کے بنیادی پتہر رکہنے مین اکثر شریک ہوتے ہین اور اپنے خاص خاص مدارج کی امتیازی پوشاک پہنے رہتے ہین۔ جس کو وہ روشنی کے سال سے محسوب کرتے ہین۔

کوئی شخص اکیس سال کی عمر سے قبل مین فرقہ مین شامل نہین ہوسکتا۔ لیکن اس ملک مین اور فرانس مین میسن کی اولاد کو رعایتاً مستثنے کیا جاتا ہے۔ وہ اٹھارہ سال

کی عمرین شامل کیے جا سکتے ہین۔

لاج مین لوٹیا کا اختیار کرنا بپتسمہ کی رسم سے مشابہ ہوتا ہے۔ عبادتگاہ کو پھولون سے چھپا دیا جاتا ہے۔ بخور سلگائے جاتے ہین اور دینی باپ کو صرف یہی حکم نہین دیا جاتا کہ نئے مرید کی جسمانی حاجات کا سامان کردے۔ بلکہ یہہ بھی ہوتا ہے کہ سچ اور انصاف کے مدرسہ مین اس کی تربیت کی جاوے۔

مرید کا نیا نام نکوئی کے نامون مین سے رکھا جاتا ہے جیسے ویراستی (قصد) ڈیووشن (جان نثاری) بینی فیشن (نیک کرداری)

دینی باپ اُسکے بدلے شاگردی کا حلف اپنی زبان سے کہتا ہے۔ جس درجہ مین وہ قبول کیا جاتا ہے اور یتیم ہو جانے کی صورت مین اوس کی پرورش کرتا ہی اور کاروبار سے لگاتا ہے۔ اضلاع متحدہ مین لیوشن کے حقوق محفوظ نہین ہین۔

اصلی و نقلی میسنری | زمانۂ حال کا فریمیسن اصلی و نقلی دو حصون مین منقسم ہے۔

اصلی مین۔ اپرنٹس۔ فیلوکرافٹ اور ماسٹر مین کے مدارج ہین۔ و نیز بلو مسنری کے نام سے اسلئے کہ زیبائشی چیزین اسی رنگ آسمانی کی ہین۔

نقلی اصطلاح تمام اور مدارج کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ بلو مسنری متقدمین کے ادنےٰ درجہ کے بھیدون سے مطابق ہے نقلی مسنری تمام مابعد کو مدارج اعلیٰ درجہ کے بھیدونسے مطابق ہے کیونکہ کوئی شخص جبتک کہ وہ پہلے تین درجون مین نہین گذرلیتا اُن کے اندر شامل نہین کیا جاتا۔

صرف بعض رسوم خاص طور سے قابل بیان ہین | تمام رسوم کی تفصیل کا بیان جو بلو مسنری لاج مین عمل مین آتے ہین۔ بیکار ہے۔ لہذا تین مدارج کی کیفیت پر جو اس فرقہ کے خاص صفات ہین بیان محدود کیا جاتا ہے۔

ناظرین یہ بات یاد رکھین کہ مختلف لاج مین مختلف ملکون مین مختلف رسمین ہوا کرتی ہین اب جو بیان کیجاوین اُنکو بطور نمونہ کے سمجھنا چاہیئے۔ اُن مین مقامی حالات و وجوہات کی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 187 of 292

روے تبدیلی بہی ممکن ہے۔

مریدی کی رسم

اپرینٹس۔ فیلوکرافٹ۔ اورماسٹرمین

اپرینٹس جو نیا شخص اپرینٹس کے درجہ مین شامل کیا جاتا ہے اُسکو ایک شخص لاج کی عمارت مین پہونچاتا ہے اور ایک و ورکمرہ مین داخل کرتا ہے جہان وہ چندمنٹ تک اکیلا چہوڑا جاتا ہے۔ اُس کے بدن سے تمام دہاتی اسباب جو وہ پہنے ہوتا ہے اُتارلیا جاتا ہے۔ اُسکا سینہ ہا گھٹنا اوربعض وقت اُسکا بایان پہلو برہنہ کیے جاتے ہین اور اُسکی بائین جوتی کی ایڑی خوب مسلی جاتی ہے۔ ان رسومات کی نسبت بعض مصنفون کا خیال ہے کہ یہہ دراصل جیسوٹ لوگون کا طریقہ ہے۔

دہاتی اسباب کا اُتارلینا افلاس کے عہد کو ظاہر کرتا ہے۔ سینہ و گھٹنے کو برہنہ کرنے سے عورتون کی شمولیت کا انکار مراد ہے۔ جوتی کی ایڑی ملنے سے امیدوار کو یاد دلاتا ہے کہ اگنیشیس دی لایولا نے جسکا پانون خراب تہا اپنی زیارت اسطرح شروع کی۔

پہر اُس کی آنکہون پر پٹی باندہی جاتی ہے اور وہ خیالات کے صومعہ مین لیجایا جاتا ہے۔ جہان اُس سے بغیر پٹی اُتارے ٹہیرے رہنے کو کہا جاتا ہے۔ یہان تک کہ وہ تین بار دستک کی آواز سنتا ہے۔ اور اپنی آنکہہ کہولنے کے اشارہ پر وہ دیوارون کی طرف دیکہتا ہے جنپر سیاہ پردے لٹکے رہتے ہین

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 188 of 292

اورعبارت ذیل مرقوم ہوتی ہے۔

"اگر تجھے یہان بیکار شوق لایا ہے تو چلا جا۔ اگر تو اپنی غلطیون کی بابت ٹوہ پانے سے خوف زدہ ہے تو تجکو یہان ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اگر تو انسانی امتیاز کی قدر کرتا ہے تو یہان سے چلا جا۔ اُسکو یہان کوئی نہین جانتا۔

تھوڑی سی بیکار گفت گو کے بعد امیدوار کی آنکھون پر پھر پٹی باندھی جاتی ہے اور ایک رسّی اوسکی گردن مین ڈالی جاتی ہے۔ اس ہیئت سے وہ بھائیون کے درمیان لایا جاتا ہے۔ اُسکا رہنما ننگی تلوار سے اُس کی چھاتی کیطرف اشارہ کرتا ہے۔ اُس سے سوال کیا جاتا ہے کہ تو کس نشاء سے یہان آیا ہے جسوقت وہ یہہ جواب دیتا ہے کہ مین میسنری کے بھیدون سے واقف ہونے کے لیے۔ تو وہ لاج سے باہر لیجایا جاتا ہے اور پھر لایا جاتا ہے تاکہ وہ گھبرا جاوے۔

ایک بڑا مربع جو کھٹا جیسا کہ سرکس کا تماشہ کرنیوالے استعمال کرتے ہین سامنے لایا جاتا ہے۔ دو بھائی اوسکو تھامے رہتے ہین۔ اُسوقت رہنما ماسٹر سے پوچھتا ہے کہ ہم اس لا مذہب کو کیا کرین۔ جبپر ماسٹر جواب دیتا ہے۔ غار مین بند کردو۔ دو بھائی امیدوار کو پکڑتے ہین اور اوسکو کاغذ کے پردہ کے اندر دو اور بھائیون کی گود مین ڈالدیتے ہین۔

پھر لپیٹ دار دروازے جو ابتک کھلے ہوتے ہین بڑے زور سے بند کیے جاتے ہین۔ اور ایک آہنی حلقہ و سلاخ کے ذریعہ سے بھاری تالون سے بند کرنے کی نقل کی جاتی ہے۔

یہان تک کہ امیدوار خود کو تاریک جیلخانہ مین محبوس خیال کرتا ہے۔ اُسوقت تھوڑا سا عرصہ قبر کی خاموشی مین گذرتا ہے۔ اور ماسٹر اچانک ایک

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 189 of 292

زور کا گھونسہ مارتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ امیدوار کو جونیر وارڈن کے پاس
بٹھلایا جائے۔ تب ماسٹر اُس سے بہت سے سوال دریافت کرتا ہے۔ اور
اوسکو فرقہ کے ساتھہ رہنے کی بابت اوسکے فرائض سکھلاتا ہے۔

اُسوقت امیدوار کے سامنے ایک شربت رکھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے
کہ اگر اوس کے دل مین مین کے خلاف کوئی بغاوت چھپی ہوئی ہے۔ تو یہہ
شربت زہر ہوجائے گا۔

جس پیالہ مین شربت ہوتا ہے اُسکے دو حصے ہوتے ہین۔ ایک مین
شیرین پانی ہوتا ہے۔ اور دوسری مین تلخ۔ اُسی وقت امیدوار کو یہہ کہنا سکھلایا
جاتا ہے کہ فرمیسن لوگون کے لیے جو فرائض مقرر ہین۔ اُن کو مین اپنے اوپر
سخت پابندی سے لازم کرتا ہون اگر مین کبھی عہد شکنی کرون (اُسوقت اُسکا
رہنما شیرین پانی اُسکے لب سے لگا دیتا ہے تھوڑا سا پیکر امیدوار آگے کہنا شروع
کرتا ہے کہ) مین اسپر راضی ہون کہ یہ شربت تلخ ہوجاوے اور یہہ کہ اُسکا صحت
بخش اثر میرے واسطے زہر ہلاہل کا اثر پیدا کرے۔ اُسوقت امیدوار کو تلخ پانی پلایا جاتا ہے
جسپر ماسٹر چلا کر کہتا ہے کہ مین یہہ کیا دیکھتا ہون۔ تمہارے شکل وشمایل کے یکایک
متغیر ہوجانے سے کیا مطلب ہے۔ شاید تمہارا ایمان تمہارے کلمات کو جھٹلاتا ہے
یہہ شیرین شربت کیسے تلخ ہوگیا۔ اس لامذہب کو یہان سے لیجاؤ۔

امیدوار پھر بھی اصرار کیے جاتا ہے۔ وہ لاج کے چارونطرف تین مرتبہ
پھرایا جاتا ہے۔ اسکے بعد کرسی یا تپائی پر گھسیٹا جاتا ہے۔

یہہ آزمایش ہوچکنے پر اوس سے زینہ پر چڑہنے کے لیے کہا جاتا ہے
اور بلندی پر پہونچکر اپنے آپ کو نیچے گراتا ہے۔ جہان سے وہ چند فیٹ
نیچے گرتا ہے۔ اس آزمایش کے ساتھہ بڑا شور ہوتا ہے۔ بھائی فرقہ کے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 190 of 292

نشان یا سونٹون کو ہاتہہ مین لیے ہوتے ہین مارتے ہین اور تمام قسم کی ہیبت ناک آوازین نکالتے ہین۔

مزید آزمایش یہہ ہوتی ہے کہ وہ آگ مین ہوکر نکالا جاتا ہے۔ جو مشہور بازیگر کرتبون سے غیر مضرت رسان کردی جاتی ہے۔ اُس کی بانہہ خفیف چہید دی جاتی ہی اور غرغر کی آواز ایک بہائی نکالتا ہے۔ جس سے امیدوار خیال کرتا ہے کہ میرا بہت سا خون نکل رہا ہے۔ یہان وہ اپنی وفاداری اور ثابت قدمی کا حلف کرتا ہی بہائی تلوارین کہینچے اُس کے چار طرف کہڑے رہتے ہین۔

پہر امیدوار پٹی باندہکر دو ستون کے درمیان لیجایا جاتا ہے۔ بہائی اپنی تلوار اُسکے سینہ پر رکہتے ہین۔ ماسٹر پٹی کو بغیر اُتارے ڈہیلی کر دیتا ہے ایک دوسرا بہائی اُس کے سامنے ایک چراغ لیے کہڑا رہتا ہے۔ جس سے بڑی روشنی نکلتی ہے۔

ماسٹر پہر تقریر شروع کرتا ہے۔ اے بہائی سینیر وارڈ دکیا تم امیدوار کو ہماری انجمن مین شریک ہونے کے قابل سمجھتے ہو۔ (جواب) ہان۔

س۔ تم اُسکے واسطے کیا مانگتے ہو۔ ج۔ روشنی۔

اچہا تو روشنی ہونے دو۔ ماسٹر مونگری سے تین ضرب لگاتا ہے۔ پٹی اُتاردی جاتی ہے۔ امیدوار روشنی دیکہتا ہے۔ جو کہ اُس شے کی علامت ہے جس سے اوس کی فہم ویسی تیز رہنا چاہیئے۔

پہر بہائی اپنی تلوار ڈالدیتے ہین۔ امیدوار قربانی کی میز تک لیجایا جاتا ہی جہان وہ دوزانو بیٹہتا ہے۔ ماسٹر کہتا ہے کہ دنیا کے بڑے معمار کے نام سے اور اُن طاقتون کے زور سے جو میرے اندر رکہی گئی ہین مین تجہہ کو میسن بنجب کا اپرینٹس اور لاج کا ممبر بناتا ہون۔ اُسوقت اپنی مونگری سے تلوار کے پہل پر

تین ضرب لگاکر وہ نئے بہائی کو اُٹھاتا ہے اُسکو سفید بکری کی کہال کے تہبند سے پیٹتا ہے اور اوسکو سفید دستانون کی جوڑی اُس عورت کے دینے کیلیئے پیش کیجاتی ہے جسکو وہ زیادہ چاہتا ہے یہ ایک علامتی انعام ہے۔

پہر بہائی اُس کی ایسی تکریم کرتے ہین جیسے کہ اُن مین سے ہی ایک شخص ہو ایک سوال جو اُس سے دریافت کیا جاتا ہے یہہ ہے کہ کیا تم نے اپنے ماسٹر کو آج دیکہا ہے (ج) ہان - (س) اُسکا لباس کیسا تہا (ج) زرد جاکٹ اور نیلا پاجامہ پہنے ہوئے تہا۔ جسکی تشریح یہہ ہے ماسٹر پرکار ہو زرد جاکٹ پیتل کا دہڑ اور نیلا پاجامہ فولادی نوکین۔

اُس سے یہہ بہی دریافت کیا جاتا ہے کہ تہاری عمر کتنی ہے (ج) سات سال سے کم۔ اس جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسنے فیلو کرافٹ کے درجہ کو پاس نہین کیا۔ فریمیسنری کی میعاد سات سال ہے۔

اصطلاحی لفظ بواز ہے۔ اشارہ ہاتہون کو سیدہا پکڑنا اس طرح کہ انگوٹہا سیدہے کان کی طرف مُڑا ہو۔ تاکہ اپرنٹس کو اُسکا عہد یاد آجائے۔ جن باتون کے حاصل کرنے پر وہ وعدہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ان چند نکات کی (فرقہ کے اسرار کو مخفی رکہنا) بلا انحراف ورزی۔ ذومعنی۔ یادماغی یادداشت کی پیروی کرنے کی مین حلفاً قسم کہاتا ہون۔ جسوقت اُن مین سے کسی کی خلاف کرونگا تو اس سے کم سزا میرے لیے تجویز نہو کہ میرا گلا کاٹا جائے میری زبان گدی سے کہینچی جاوے۔ اور میری لاش ریت کے سمندر مین داب دی جاوے۔ مصافحہ سیدہے ہاتہہ کے انگوٹہے کے جدا گانہ دباو سے سیدہے ہاتہہ کی اُنگلی کے پہلے جوڑ پر کیا جاتا ہے۔ انگلی کو ہاتہہ سے تہام لیتے ہین۔

مریدی رسوم فیلو کرافٹ دوسرا درجہ علامتی فریمیسن مذہب مین فیلو کرافٹ کا ہے جو امید وار مرتبہ مین بیشی کا خواستگار ہوتا ہے وہ لاج کے اندر مثل غیر مذہب کے ایک اجنبی بہائی کے ذریعہ نہین لایا جاتا اور نہ اُس کی آنکھونپر پٹی باندہی جاتی ہو گر معمولی رسومات کے بعد وہ حلف اُٹھاتا ہے کہ جس بہید سے مین محرم کیا گیا ہون اوسکو پوشیدہ رکہونگا۔

ماسٹر لکچر دینا شروع کرتا ہے۔خاصکر علم مساحت مین جسکا معمار لوگ بڑا خیال رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ حرف جی جو لاج کے اندر مع ایک روشنی دار جسم یا ستارہ کو دیکہا جاتا ہے۔اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

فیلو کرافٹ کا حلف اپرنٹس کے حلف سے زیادہ سخت ہوتا ہے وہ اپنی پہلی معذوریون کے علاوہ قسم کہاتا ہے کہ مین کرافٹس (ہم پیشون) کے بہیدون کو پوشیدہ رکہونگا۔ اگر ایسا نہ کرون تو اس کی سزا میرا بایان سینہ چاک کر دینے سے کم نہ ہونی چاہیے۔میرا دل جسم سے علٰحدہ کر لیا جاوے اور ہوا کے حریص پرندا ور کہتون کے کہانے والے درندون کو دیدیا جاوے اس حلف کے حوالہ مین اشارہ یہہ ہوتا ہے کہ ہاتہہ مع انگوٹھے کے اوپر کو موڑکر سینہ پر رکہا جاتا ہے۔

اصطلاحی لفظ جاچین اور بعض وقت شبایتہ ہے۔

مریدی کی رسم بقصۂ قتل ہیرام۔ ماسٹر مین۔ ماسٹر کی تواضع کے وقت لاج یا درمیانی کمرہ مین سیاہ پردے لٹکے رہتے ہین۔ مردون کے سر۔ ٹہٹریان صلیب نما ہڈیان دیوارون پر منقوش ہوتی ہین زرد موم کی ایک مشعل پورب مین رکہی رہتی ہین۔اور کہوپڑی کی بنی ہوئی ایک اندہیری لالٹین جس کے اندر روشنی ہوتی ہے۔عابد ماسٹر کی قربانی کی میز پر رکہی ہوتی ہے۔اسقدر روشنی دیتی ہو جس سے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 193 of 292

تابوت نظر آجاوے۔ جسمین لاش نمایان ہوتی ہے۔
یہہ پیکر انسانی یا تو لکڑی سے بنی ہوتی ہے۔ یا کام کرنیوالا بھائی یا وہ بھائی جو پچھلی دفعہ ماسٹر بنایا گیا ہے لیٹ رہتا ہے۔

تابوت پر ببول کی ایک ڈالی رکھی ہوتی ہے۔ اوس کے سر کی جانب ایک گنیا۔ اوسکے پانون کی طرف مشرق کی جانب ایک کھوئی ہوئی پرکار۔
ماسٹر لوگ سیاہ کپڑے پہنے ہوتے ہین۔ بڑے لاجوردی پٹکے باندہے۔ جسپر معماری علامات نمایان ہوتی ہین۔ اور سورج۔ چاند اور سات ستارے بہی۔
کہتے ہین کہ جلسہ کا منشا یہہ ہوتا ہے۔ ماسٹر کے لفظ کو جو قتل ہوا تہا دریافت کیا جاوے۔ امیدوار کچہہ ابتدائی رسوم کے بعد اندر لے لیا جاتا ہے اُس سے کہا جاتا ہے کہ جتنے بہائی جمع ہوئے ہین وہ اپنے بڑے ماسٹر کی موت کا سوگ منا رہے ہین۔

امیدوار سے پوچہا جاتا ہے کہ شاید قاتلون مین سے ایک تو تو نہین ہے۔ اُسیوقت اُس کو تابوت کے اندر کی لاش یا صورت دکہلائی جاتی ہے جب وہ جرم کی شرکت سے اپنی بے گناہی ظاہر کردیتا ہے اُسوقت ہیرام کے قتل کا قصہ بیان ہوتا ہے۔

قصہ کے مختلف واقعات امیدوار پر بطور تماشہ کے ظاہر کیے جاتے ہین اور مطلع کیا جاتا ہے کہ تم کو بہی آزمائشین برداشت کرنی ہون گی۔

پہر تہوڑے واقعات ہیرام کے بیان کرنے کے بعد۔ اصطلاحین۔ اشارے اور مصافحے بتلا دیے جاتے ہین۔ وہ وعدہ کر کے حلف کرتا ہے کہ مین معماری کے بہیدون کو اُسوقت تک پوشیدہ رکہونگا جب تک میری سزا اس سے کم نہ ہو کہ میرے جسم کے چیر کر دو کر دیے جاوین اور جلا کر خاکستر کر دیے جاوین یہ خاکستر

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 194 of 292

چارون اصلی نقاط سمت کیطرف پریشان کردی جاوے۔ مصافحہ کا ڈہنگ جداگانہ ہی اصطلاحی لفظ طیل قابیل ہے۔ تین اشارے ہوتے ہین۔ ان مین نہایت ضروری تعزیری اشارہ ہے جو اسطرح کیا جاتا ہے کہ ہاتہہ کو جسم کے درمیان پر کھینچتے ہین اور ایک طرف گرا دیتے ہین اور پہر اُس کو اُٹھاتے ہین کہ انگوٹھے کی نوک ناف تک رہے۔

مصافحہ برادری کے پانچ نکات مین سے ایک نکتہ ہے۔ اور اسطرح ہی کہ ایک دوسرے کی کلائی اُنگلیون کی نوکون سے پکڑ لیتے ہین۔ دوسرا نکتہ یہ ہی کہ ایک سیدہے پیر کو اندرونی سیدہی پیر کے مقابل رکھتے ہین۔ تیسرا نکتہ یہ کہ سیدہا گھٹنا سیدہے گھٹنے پر۔ چوتہا۔ سیدہا سینہ سیدہے سینہ پر پانچوان شانہ پر ہاتہہ اسطرح رکھتے ہین کہ کمر کو سہارا رہے۔

صرف سرگوشی مین کلمہ مہابون یا میکنباگ تبلایا جاتا ہے۔ پہلے کے معنی بہائی کی موت۔ دوسرے کے معنی بہائی مار اگیا۔

داستان کی تشریح اگر لغوی سمجھی جاوین تو ہیرام کے قصہ سے کوئی ایسی غیر معمولی بات نہ پائی جائے گی جسکی وجہ سے تین ہزار سال کے بعد تمام دنیا مین باقاعدہ دستور و رسوم کے ساتہہ یادگار تازہ دکہلانے کے قابل ہو۔ ایک مہندس کی موت کوئی ایسا ضروری واقعہ نہین ہے کہ اُس سے زیادہ اُس کی وقعت کیجاوے جیسے کہ بہت سے فلسفی اور فاضلون کی یادگار مین ظاہر کیجاتی ہے۔ جنہون نے اپنی جانین انسانی ترقی کے معاملہ مین کہپا ڈالین۔

تاریخ مین ہیرام کا کچھہ ذکر نہین۔ صرف انجیل مین اتنا مذکور ہے کہ وہ پیتل کے کام مین سمجھدار و ہوشیار شخص تہا۔ روایت بہی اُسکے بارہ مین اسقدر خاموش ہے۔ اوسکی یادگار بجز فریمیسنری کے کہین نہین ہوتی۔

یہہ داستان درحقیقت تشبیہی ہے۔ اسکی دو طرح کی تشریح ہو سکتی ہے۔ ایک باعتبار علم دنیا۔ دوم باعتبار علم ہیئت۔

باعتبار دنیا ہم اُس کے اندر دو نقیض قوتون کی دوی ظاہر کیجاتی ہوئی دیکھتے ہین جو تمام مشرقی مریدیون کا خاص حلیہ ہے۔ قدامت کے بھیدون کا ڈراما والاحصہ ایک دیوتا یا انسان جو ایک خبیث قوت کا مقتول ہوا۔ قدیم بھیدون مین ہمیشہ ایک دردناک سانحہ کا بیان نکلتا ہے ایک ایسا واقعہ ہے جس سے بہت سی قومین جھگڑے اور رنج مین ڈوب جاتی ہین اور اسکے بعد خوشی و فرحت حاصل ہوتی ہے۔

باعتبار نجوم بالمقابلہ تشبیہ کامل ہے۔ ہیرام سورج کا قائمقام ہے۔ قاتل مغربی۔ جنوبی۔ مشرقی دروازون پر کھڑے ہوتے ہین۔ یہہ ملک وہ ہین جنکو سورج روشن کرتا ہے۔

وہ لاش کو دفن کرتے ہین اور اُس جگہہ پر ببول کی ٹہنی نصب کرتے ہین بارہ شخصونکا اس غمناک سانحہ مین ضروری فرایض ادا کرنا منطقۃ البروج کے بارہ برجون کیطرف اشارہ ہے۔ تین قاتل جارہ کے ادنے درجہ کے بروج ہین یعنی میزان۔ عقرب۔ قوس۔ ہیرام مغربی دروازہ پر قتل ہوتا ہے یعنی سورج مغرب مین غروب ہوتا ہے۔

فرامین کا ببول وہ پودا ہے جو تمام قدیمی شمسی تشبیہات مین پایا جاتا ہے اور اس سے نئے نباتات کیطرف اشارہ ہے۔ ببول کو متقدمین خراب ہونیوالی چیز نہین سمجھتے تھے۔ اس کی ڈالیان دیوتا کی لاش چھپانے کے لیے مہندی و ناریل اور دوسرے پودون سے زیادہ بہتر سمجھی جاتی تھین۔ جنکا بیان قدیمی بھیدون مین درج ہے۔ ہیرام کی لاش سڑ جانے کی حالت مین ہے لیکن

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 196 of 292

بیانات کے بموجب لاش ساتوین روز ملی تھی۔ اس سے سورج کے پھر طلوع ہونے کی طرف اشارہ ہوگا۔

یہہ بات ساتوین مہینہ مین ادنٰے درجہ کے بروج مین دورہ کرنیکے بعد سچ مچ ہوتی ہے۔ وہ دورہ جو دو برج مین نزول کہلاتا ہے۔ ہیرام صرف شیر کی گرفت سے اُٹھایا جا سکتا ہے۔ یعنی یہہ صرف اسد برج کے توسط سے ہر یہ بات اُسوقت ہوتی ہے جب سورج اس برج کے اندر دوبارہ داخل ہوتا ہے اُس کو دوبارہ زندگی ملتی ہے۔

مین اسد رجہ مین خود کو بیوہ کے بچّے سے موسوم کرتے ہین۔ بیوہ کا لقب میسنکن فرقہ مین بھی اپنی اصلیت رکھتا ہے جسکے پیرو بیوہ کے بیٹون کے نام سے مشہور ہین۔

> مین مذہب اور نپولین عقیدہ نپولین ذمین مذہب کی حمایت کی

اصلاح شدہ عدالتون اور جنگی منود کے ساتھہ مین مذہب کی تماشا طلب طبیعت پھر تازہ ہوگئی یہہ فرقہ عذر فرانس سے پیشتر اور اوسکے بعد بیحد کارگذار رہتا۔

اسکی وجہ یہہ ہے کہ اُسکے نظم مین وہ لوگ تھے جو اُس کے اصولون کے ماہر اور لیاقت سے عمل کرتے تھے۔

نپولین کی اوّل اوّل نیت فرمین مذہب کو مسدود کرنے کی تھی۔ جسمین خوف زدہ خیالات کے پیرو آسانی سے پناہ لے سکتے تھے۔ گرینڈ اور ینڈ کار پرائیٹو سسٹم (طریق قائمقامی) اُس کے شاہانہ اصول کے مخالف تھا۔
اسکاچ رسم کی حکومت امرا۔ اوسکے شبہات کو تحریک دیتی تھی۔ مگر پرشین لاجین فن خوشامد پر عمل کرتی تھین۔ فرسٹ کانسل (مجسٹریٹ اوّل) و نیز بادشاہ کے روبرو کرتی تھین اور فضل کی خواستگار تھین۔

/

نپولین کے شبہات دور نہین ہوے گر اوسنے جابرانہ تدابیر سے پرہیز کرنے مین مصلحت دیکھی۔ اُس فرقہ کو ترتیب کرنا مناسب سمجھا جو ممکن تہا کہ اوسکا مخالف ہوجاتا۔ لاجون مین ادنے پولیس کے ملازمون کا زور رہتا تہا جنکو بہت جلد اعلی مدارج حاصل ہوجاتے تہے۔ اور وہ شروع ہی مین کسی ملکی سازش کا پتہ لگا لیتے تہے۔

نپولین کی ایک بات نے اُن کے درمیان صلح قایم کرنے مین بہ نسبت پہلی حکمتون کے زیادہ کام کیا۔

گرینڈ اورینٹ کچہری کا دفتر بن گئے اور مذہب مین ملازمین کی فوج ہوگیا۔ جوزف نپولین کو گرینڈ ماسٹر کا عہدہ دیا گیا جسنے اپنے بہائی کی رضامندی سے اُس کو قبول کیا۔ رفتہ رفتہ فرانس کی تمام موجودہ مجلسون نے شاہی مصلحت سے اپنی گرویدگی ظاہر کی۔

فریمیسن مذہب کی ترقی

فرانسیسی جماعت مین ایک گروہ کی ضرورت مان لی گئی تہی جو اپنی صورت مین آزاد تہی جو ایک قسم کی ملکی دیوار حفاظت کا کام دیتی تہی۔

فرانسیسیون کو اپنی لاجون کا شوق ہوگیا جنکے اندر اُنہون نے خودمختاری کا جن دیکھ لیا تہا۔ یہان تک کہ ایک مین مصنف کہہ سکتا ہے۔ مین مذہب کے سینہ مین تہوڑی سی وہ حیات بخش ہوا دورہ کرتی ہے جو فیاض طبیعتون کے لیے ضروری ہے۔ بہت مقامون پر لاجین قایم ہوئین۔ شاہزادہ یوجین کو اٹلی کے گرینڈ اورینٹ کا گرینڈ ماسٹر انتخاب کیا گیا۔ دو اعلیٰ درجہ کی مین حکومتون کا نپولین سرپرست تہا۔

چونکہ عام زندگی۔ کوئی پارلیمنٹ کا مباحثہ یا کوئی مخالف روزانہ اخبار نہین تہی اسلیے آبادی کا بڑا حصہ لاجون مین پناہ گیر ہوا۔

سنہ ١٨١٢ء مین ایک ہزار نواسی (١٠٨٩) لاجین کل گرینڈ اورینٹ کی ماتحت تہین فوج مین اونہتر (٦٩) تہین۔

مین مذہبکے فرانمین ترقی چونکہ نپولین فریمسن کے انسداد سے عاجز و ناخوش تہا اسلیے اوسنے اوس کو نومفتوحہ علاقون پر اور ایسے علاقون کے لیے جن کو قبضہ مین لانے کی نیت تہی فوج مین ملازم رکہہ لیا اور شاہی طریق کی مریدی سے اکثر لاجین نپولین کے قاعدون کا مدرسہ بن گئین۔ لیکن میسنری کی ایک شاخ اوس کی حمایت مین داخل نہین ہوئی جسکو مخالف نپولین کہنا چاہیئے۔ مگر یہہ بات یقینی ہے کہ نپولین نے میسن انجمن کے ذریعہ سے اپنی فتوحات مین آسانی پائی اور نفع حاصل کیا۔ اسپین۔ جرمنی۔ اٹلی۔ لاجون سے معمور ہوگئے۔

نپولین کا مخالف فریمسن مذہب نپولین نے مدد حاصل کرنے کے لیے فریمسن مذہب سے میل جول کرلیا تہا۔ کہتے ہین کہ اوس نے اوس سے کچہہ وعدے بہی کیے تہے لیکن چونکہ وہ اون کے وفا کرنے مین قاصر رہا اس لیے میسن لوگ اوس کے مخالف ہوگئے اور وہی اوس کی مخالفت کا جزو اعظم ہوئے۔ اسکو نپولین کے زوال کی وجہ قرار نہین دیا جاسکتا لیکن قبول کرنا پڑتا ہے کہ نپولین کے مخالفین کا خمیر میسن فرقہ مین جوش پر تہا۔

سنہ ١٨١٠ء مین پولیس کا وزیر اوس سے واقف تہا اوسنے فریمسنون کی خفیہ جلسون مین تعزیری قانون کی دفعات کا عملدرامد چاہا لیکن کمباسیرس نے اوسکو بچا دیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ان خفیہ جلسون نے نپولین کے ساتہہ اپنے محسن کمباسیرس کو بہی باقی نہ چہوڑا۔ فریمسن مذہب نے اگرچہ مخالفت کی علانیہ کارروائی نہین کی لیکن کم از کم اپنی بے پروائی سے نپولین کے زوال مین مدد دی۔

جس زمانہ مین نپولین کی خوش اقبالی کا آفتاب یورپ کے مملکتی آسمانون پر اکیلا چمک رہا تہا تو ایک مسن لاج بنائی گئی تہی جسکا منشار بوربن خاندان کی بحالی تہی جسکی کارروائی سرکاری کاغذات کی ذریعہ سے جو فرانس کی فوج مین پہیل گئے تہے اور جسکے نتیجہ سے ۱۸۱۳ء کی باغیانہ تحریک ہوئی ثابت ہوسکتی ہے۔

نپولین کے زمانہ مین کی نپولین اول کے عہد مین بہت سی لاجین اٹلی مین پائی گئین۔ فرقہ کے بڑے دوست اس بات سے انکار نہین کرسکتے کہ اوس زمانہ مین فریسزی کی حالت قابل رحم تہی۔ کیونکہ جس انجمن نے تمام دنیا کی حکومتون پر اپنی خودمختاری وفضیلت کی ہمیشہ شیخی ماری ہو وہ عبارت ذیل کے ساتہہ ایک ایڈریس نپولین کے حضور مین پیش کرے اُس سے کسدرجہ اُس کی ذاتی ذلت وحماقت ظاہر ہوتی ہے۔

او نپولین! تیرا فلسفہ ہماری قدرتی اور ربّانی مذہب کی تائید کا ذمہ وار ہے۔ ہم تیری عزت جیسا کہ تو اُسکے لایق ہے کرتے ہین اور تو ہم کو سوائے وفادار رعایا کے جو تیری عظیم الشان ذات کی ہمیشہ جان نثار رہے کچہہ نہ پائے گا۔

ممفس کی رسم یہہ مسرایم کی نقل ہے۔ پیرس مین ۱۸۳۹ء مین قایم ہوئی تہی بعد مین برسلز۔ مارسلز تک پہونچ گئی اِسکے اکیانوے مدارج تین حصون اور سات جماعتون مین منقسم تہے۔ ایک بڑی جلد جو مقام پیرس مین معتدس ذی حوصلہ خطاب سے چہاپی گئی تہی اُس مین تمام حصون اور اُن کے منشار کا بیان ہے۔ پہلا حصہ اخلاق سکہلاتا ہے اور اشارات کی تشریح کرتا ہے۔ دوسرے مین علم طبیعات کے تاریخی فلسفہ کی تعلیم اور زمانہ قدیم

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 200 of 292

کی شاعرانہ داستانون کی تشریح ہے۔

اُسکا منشاء ہے کہ اسباب و اصلیت کے مطالعہ مین ترقی ہو۔ تیسرا آخر حصہ اس فرقہ کے قصہ کا نچوڑ ہے اسمین اعلیٰ درجہ کا فلسفہ بہرا ہوا ہے اور مختلف سنین مین نوع انسان کی مذہبی داستانون کا مطالعہ ہے۔

افریقہ کے آرچٹیکٹ ۱۷۶۵ء کے قریب پرشیا مین فریڈرک دوم کی سرپرستی مین افریکین آرچٹیکٹ کا فرقہ قایم ہوا۔ جو تاریخی تلاش مین زیادہ مصروف اُسکے ساتہہ معماری و شجاعت کو خلط ملط کرتا ہے۔

گیارہ مدارج تہے۔ ایک وسیع عمارت بنائی۔ جسمین ایک بڑا زبردست کتب خانہ۔ تاریخ قدرت کا ایک عجائب خانہ اور کیمیاوی آزمایشونکا کارخانہ تہا۔

۱۷۸۶ء تک جبتک یہہ انجمن درہم برہم ہوئی ہر سال سونے کا تمغہ پچاس ڈوکٹ کے مین مذہب کے نہایت عمدہ تاریخی حالات لکہنے والے کو دیا کرتے تہے۔ یہ چند مین انجمنون مین سے ایک اصلی انجمن تہی۔

افریقہ کے آرچٹیکٹ زیب و زینت۔ تہ بند۔ گلوبند اور زیور کی قدر نہین کرتے تہے اپنی مجلسونمین وہ مضامین پڑہا کرتے تہے اپنی تلاش کے نتایج بتلایا کرتے تہو اُنکے سادہ و بانکلف دعوتون مین تعلیم و سائنس کے متعلق تقریرین کی جاتی تہین اُن کے یہان کی مریدی مفت مین حاصل ہوتی تہی وہ سرگرمی سے محتاج بہائیون کو دل کہولکر مدد دیتے تہے اُنہون نے فرامسن مذہب کی بہت سی ضروری کتابین چہپوائین۔

اپنے ہم خیال و ہم عقیدہ لوگون کی ہمدردی اس فرقہ کا بڑا فرض ہے ایک مثال ایک صدی سے پہلے کی ملاحظہ ہو۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 201 of 292

فریڈرک ولیم سوم اور مین اس نام کے شاہ پرشیا کی یکایک بازگشت ۱۷۹۲ء مین جسلہ کرنے کے بعد کبھی قابل اطمینان بیان نہین کی گئی۔

ڈاکٹر ای۔ ای۔ ایگرٹ اپنی کتاب موسومہ "فرقہ مین کے قرارداد جرم شہادت کا رسالہ" مین ایم۔ ڈی باشندہ پیرس کی چٹھی کے حوالہ سے جو بیران وان۔ ایس متام وائٹ کے نام ہے ذیل کی عبارت لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ معتبر ہے۔

شاہ پرشیا جاری حدود سے عبور کر چکا تہا۔ میرے یقین مین وہ ورڈن یاتہیان وائل پر تہا۔ شام کے وقت ایک محرم نوکر نے اوس سے ایک مین اشارہ کیا اور اُس کو ایک زمین دوز گنبد مین لے گیا۔ جہان اوسنے شاہ کو تنہا چھوڑ دیا۔ چراغون کی روشنی سے جو کمرہ منور تہا بادشاہ نے اپنے مورث فریڈرک اعظم کو اپنے پاس آتے دیکھا۔ اُسکی آواز۔ لباس۔ چال اور حلیہ مین کوئی غلطی نہین ہو سکتی تہی اُس روح نے بادشاہ کو فرانس کے برخلاف اسٹریا سے اتحاد کر لینے پر ملامت کی اور حکم دیا کہ وہ یہان سے فوراً چلا جاوے۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا جس سے اُس کے معاونین کو بڑی نفرت ہوئی لیکن اوس نے اپنی علیحدگی کے وجوہات نہین بتلائے۔ چند سال بعد مشہور نقال فلیوری نے جسنے اپنے دو مضمون کی نقل کی بدولت اسقدر شہرت تہیٹر فرنگیس مین حاصل کی تہین جس حصہ مین اُسنے فریڈرک اعظم کی ہو بہو صورت بنا کر دکھلا دی تہی اور یہہ بہی اقرار کیا تہا کہ مین ہی بہوت بنا تہا جو وقت ولیم سوم نے صورت سے دہوکہ کہایا۔ یہہ بات جنرل دموریز نے سوجہائی تہی اور یہہ دموریز فریمسن تہا۔

سلطنت عثمانیہ مین فریمسن یہہ فرقہ ترکی سلطنت عثمانیہ مین پہیل گیا۔ مگر وہان پر جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے اُسنے عرصۂ دراز تک عذاب یافتہ زندگی گذاری۔

قسطنطنیہ۔ سمرنا۔ حلب مین لاجین قایم کی گیئین۔ یہہ بات فریمسن کی جانبداری

مین بطور حق الامر بیان کی جاسکتی ہے کہ ترکی فرامین عموماً شرقی لوگون سے جیساکہ اُن مین معمول ہو تہذیب کے زیادہ اعلیٰ درجہ پر ہین وہ کثرت ازدواج کو ناپسند کرتے ہین کیپ کوسٹ کاسل مین ۱۸۳۵ء مین ایک لاج قایم ہوجانے سے فری مین مذہب افریقہ مین جاری ہوگیا تہا۔ اُسوقت مین راس الامئب جزیرہ مارسٹس میڈاگاسکر سینٹ ہلینا۔ البرن۔ ٹونس۔ مراقش۔ قاہرہ۔ اسکندریہ مین لاجین موجود تہین۔

جنوبی افریقہ کے متفرقہ جمہور دوست کی میسن لاجین بہت سی صورتون مین درپردہ ملکی انجمنین تہین مثلاً گارشیا مارٹیو جمہوری سلطنت ایکویٹڈر کے پریسیڈنٹ کا قتل ۱۸۷۵ء مین میسن انجمن ہی کا کام تہا۔

ایک شخص مسمی راجو قاتل سے جب جان بخشی کا وعدہ اس شرط پر کیا گیا کہ وہ اپنے شریکون کا حال بیان کرے تو اُس نے نرمی سے جواب دیا کہ میری جان بخشنا بیکار ہوگا۔ کیونکہ اگر تم نے چہوڑ دیا تو میرے رفیق مجھکو مارڈالینگے مین بندوق سے بہ نسبت تلوار کے مارا جانا زیادہ پسند کرتا ہون۔

اختیاری مین مذہب عورتون کی شرکت

میسن مذہب کے اصلی قوانین سے ایک قاعدہ کے موافق جو زمانۂ قدیم کے بڑے اصول مین ہے۔ عورت اس فرقہ مین داخل نہین ہوسکتی۔ اس کی وجہ یہہ ہے کہ عورت راز کو مخفی نہین رکہہ سکتی۔

ملٹن۔ ڈلیلہ کی زبانی کہتا ہے کہ

”مین تسلیم کرتی ہون یہ میری کمزوری تہی۔ لیکن یہ ہماری تمام جنس کا خاصہ ہے۔ کہ بہیدون کے تلاش کرنیکا ازحد شوق رکہتی ہین۔ اور پہر اوسی شوق سے اُن کو افشار کردیتی ہین۔ یہہ دونون قصور عورتون کے عام ہین۔“

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 203 of 292

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ کیگ لیسٹرو نے عورتون کو مصری طریق مین داخل کیا تھا جب اٹھارہوین صدی کے شروع مین فرانس مین کئی فرقے پیدا ہو گئے - جو لاکیگ لیسٹرو جوزف مونیٹ حرمین کا چیلہ و جانشین تھا جس نے لوئی پانزدہم کے دربار مین چارلس پنجم فرانسیس اول اور مسیح کے ہمعصر ہونے کا جھوٹا دعوی کیا تھا اور یہہ کہ اُسکے پاس اکسیر حیات اور بہت سے مخفی اسرار ہین اپنے اوستاد سے زیادہ عالی حوصلے اور وسیع منصوبے رکہتا تھا - فرانس و باقی یورپ مین فرلیسن کے نہایت کارگذار نائبون مین سے ایک شخص تھا -

یہ بمقام پیلرمو مین ۱۷۴۳ء مین پیدا ہوا اُسنے شہر کی دو خانقاہون مین تعلیم پائی - جہان اُسے کیسقدر علم کیمیا ہاتھ لگیا تھا - وہ ایک کتاب موسومہ رائٹ آف راجپشن مینزی کا مصنف تھا - روم مین بحالت اسیری ۱۷۹۵ء مین مرگیا - مصری طریق کو کیگ لیسٹرو نے جارج کاسٹن کی ایک قلمی کتاب پاکر جس مین فرلیسن مذہب کی اصلاح کی ایک عجیب حکمت کیمیاوی اور خیالی معنون مین پیش کی گئی تہی اوسی کے اوپر اپنے مین کی بنیاد قایم کردی - اور انسانی سریع الاعتقادی سے مستفید ہو کر دولتمند ہو گیا - دوسری خفیہ انجمنون کی کارروائی مین امداد دیتا رہا - اوسنے اپنے شاگردون کو سمجھایا کہ مصری مین کا منشا یہہ ہے کہ جسمانی و اخلاقی اصلاح کمال پر پہونچادی جاوین - اور بیان کیا کہ اول الذکر مین اصل ادویہ پارس پتھر کی وجہ سے کبہی خطا نہین ہوتی - جس سے انسان کے لیے جوانی کی طاقت اور حیات دائمی کا کامل یقین ہے - اور دوسری بات اسم اعظم کے دریافت ہونے سے حاصل ہو سکتی ہے - جس سے انسان اپنی ابتدائی معصومیت پر پہر آسکتا ہے - کیگ لیسٹرو نے یہہ غلط بیان کیا تھا کہ اسی طریق کو اول اول اینوک (اخنوخ) نے قایم کیا تھا اور الیاس نے ترمیم کی - مرد و عورت دونون لاجون مین داخل کرلیے جاتے تھے - دونون کیلیے جدا جدا قاعدے اور جدے تفاوت ہو مقرر تھے - عورت کو داخل کرنے کے وقت منجملہ اور تکلفات کے یہہ رسم بہی تہی کہ نو مریدہ کے چہرے پر یہہ کہکے پہونک ماری جاتی تہی کہ جو سچ میرے پاس ہے وہ تیرے دل مین جم جائے اور ترقی کرے تیرے دلمین نیک ارادے راسخ ہو جاوین اپنے بہائی اور بہنون کا ایمان تیرے اندر مستقل ہو جاوے اسم اعظم کی نسبت کیگ لیسٹرو نے تعلیم دی کہ وہ ماسٹر لوگون کو بات ابتدائی فرشتون کے تابع چالیس روز تک آمد و رفت رکھنے کے بعد بتلایا جاوے گا اور یہہ کہ اسم اعظم جاننے والے کو ۵۵۰۰ سال تک جسمانی تجدید حاصل رہے گی - اور پہر اس مدت کے بعد وہ خواب شیرین کے ساتھ بہشت مین پہنچ جاویگا اس اسم اعظم کو لندن پیرس سینٹ پیٹرسبرگ کے دہنزارا دیوتین ایسی کامیابی ہوئی جیسے کسی زمانہ مین پارس پتھر کو تہی - اور بہت سا روپیہ جوان بنانے والی ادویہ کی چند رتیون کے واسطے دیا جاتا تھا -

اپنی ظاہری صورت مین فریمسن مذہب سے مشابہ تھے ۔تو عورتین خارج نہین کی گئین
عورتین ایسے فرقون کی تعریف بلند آوازی سے کرتی تہین۔

مین برادری نے چونکہ عورتین غیر مرغوب ہوئی جاتی تہین۔ اختیاری زنانہ لاج کی حکمت نکالی۔ یہہ نام اسوجہ سے ہوا کہ ہر ایک ایسی لاج کو آخر کار کوئی باقاعدہ مین لاج اختیار کرلیتی تہی۔

گرینڈ اورینٹ آف فرانس نے اپنے انتظامی قواعین بنائے اور پہلی اختیاری لاج پیرس مین سنہ ۱۷۷۵ء مین کہولی گئی۔

غدر فرانس سے اس طریقہ کی ترقی مسدود ہو گئی سنہ ۱۸۰۵ء سے پہر اس مین جان آگئی جبکہ شہنشاہزادی جو فائن امپریل دی ایداپشن دی فرینکس شیو نیر اسٹرسبرگ مین اُس کی پریسیڈنٹ ہوگئی۔

تمام یورپ مین اس قسم کی لاجین پہیلی ہوئی تہین۔ برطانیہ اعظم اس سے مستثنیٰ تہا مگر وہ جلد زوال پذیر ہوگئین اور آجکل اپنی اصلیت کی جگہہ پر مفقود ہین۔

جیسوٹ لوگ جلد اختیاری میسن مین گُہس آئے۔ کیونکہ عورت کو پہانس لینا درحقیقت نوع انسان کے بہتر حصہ کو پہانس لینا ہے۔ نئی لاجین قایم کین۔ یا اُس طریق کی موجودہ لاجون کو اپنے اغراض کی مثنی کے لیے تبدیل کر دیا۔

زنانہ۔ مردانہ میسن مذہب

اختیاری مسن مذہب مین شجاعت اپنا ظہور پہلے سے دکہلاتی تہی۔ شجاعت فرانس ایک ہوشیاری کے فن مین تبدیل ہوگئی تہی۔ اپنے ہی مطلب کے موافق رسوم و مدارج بنالیے تہے جو برائے نام مین تہے۔ عالمان تمدن شوقیہ سازشون سے معزول ہو گئے تہے۔ بڑے بڑے نتیجون کے شمار کرنے والے چہوٹے اسباب سے پیدا ہو گئے تہے۔ تاریخ کے اس باب مین اس امر کا ثبوت مل سکتا ہے کہ علم تمدن کیسی فضول و اتفاقی چیز ہے۔ جبکہ اعلیٰ اخلاق کی تحریکین دینے والے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 205 of 292

اسباب سے اُسکا انتظام نہین ہوتا تو خراب نہ ہونیوالے قومی ایمان ہو کیونکر اُس کی صحیح حفاظت ہوتی ہے۔ کم درجہ لوگون کی سادہ متروک نیکی اپنے بالادست لوگون کی شاندار بُرائی سے بدلالیتی ہے۔

بعض مصلحت سے زنانہ مین قایم ہوے۔ جنمین مختلف فرقے۔ مختلف رسم و رواج مختلف اشارات۔ ومختلف اصطلاحی طریق جاری ہوئے۔

طالبان مسرت کا فرقہ ایک فوجی فرقہ تہا۔ رسوم شجاعت اور دفتر عشق کی تصنیف تجدید تہی۔ ایک خوش کلام کے بیان سے ہم ذیل کا مضمون انتخاب کرتے ہین۔ ”ہمارا منشار اپنی زندگی کو زینت دینے کا ہے۔ ہم ہمیشہ اپنی رہنمائی کیلئے یہہ الفاظ لیتے ہین۔ عزت۔ خوشی۔ نزاکت۔ علاوہ ازین ہمارا منشار یہہ ہے کہ اپنے ملک اور اُس بڑے بادشاہ کیطرف وفادار رہین جو دنیا کو اپنے نورانی نام سے معمور کیے ہوئے ہے۔ ہر ایک معاملہ کی تعمیل کرینگے جو ہر ایک فیاض روح کو خوشنما معلوم ہوگا۔ یہہ بچون اور معصومون کی حمایت ہوگی۔ بیگمات کے اور اپنے درمیان ابدی تعلق قایم کرینگے۔ جو خالص دوستی سے پیوستہ رہیگا۔

کہتے ہین کہ اس انجمن کو نپولین اوّل بہت عزیز رکہتا تہا۔ اسی سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہین کہ اُسکا منشار ہر حال مین خوشی منانے کا نہین تہا بلکہ اپنی غرض وقت دن کو رونق دینے کا۔ یہ غور طلب بات ہے کہ ایک انجمن جو مین مذہب کی زمین رکہتی ہو وہ اپنے خدمات اُس زبردست پادشاہ کو دیدے جسنے اپنی مدد خالص فرمین سے ہٹالی ہو۔

گلاب کی شجاع وپرزاد عورتین اس فرقہ کو پیرس مین ۱۷۶۸ء مین چامانٹ نے لوی فیلپ ڈی الیانز کے خوش کرنے کے لیے جسکا وہ پرائیویٹ سکرٹری تہا قایم کیا تہا۔ بڑے لاج کا جلسہ اُس سنہ کی مشہور عمارت ہٹیا ٹیس مین ہوتا تہا۔ امرا نے اپنے مکانون مین لاجین مقرر کرلی تہین۔ ترجمان ایک پادری ملقب بہ

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 206 of 292

سینٹی مینٹ (خیال) کی مدد سے مردون کو مرید کرتا تھا۔ اور بڑی پروہتانی ایک پادرن ملقب بہ ڈسکرشن (تمیز) کی مدد سے عورتون کو مرید کرتی تھی۔

نائٹ کے درجہ مین داخل ہونے کی عمر عشقبازی کی عمر تھی۔ اور عورتون کی عام عمر فریفتہ کرنے اور محبوب بننے کی تھی۔ رازعشق اس فرقہ کا اشتہار تھا۔ لاج کا ٹیمپل آف لوَ (معبد عشق) تھا۔

جسمین پہولون کے ہار عشقیہ علامات اور ایجادون سے بڑی خوبی کیساتھ زیبایش ہوتی تھی۔ نائٹ لوگ مہندی کا تاج پہنتے تھے اور بیگمات گلاب کا۔

مریدی کے وقت ایک دُہندلی لالٹین مین سے جسکو تمیز کی پری تہامے رہتی تھی۔ دُہندلی روشنی آتی تھی لیکن بعد کو لاج بیشمار موم بتیون سے روشن کیجاتی تھی۔ امیدوار زنجیرون سے گرانبار رہتا تھا۔ تاکہ اُن تعصبات کی علامت ظاہر ہو جسمین وہ مقید رہتے تھے۔ دریافت کیا جاتا تھا کہ تم یہان کیا تلاش کرتے ہو۔ جواب مین وہ کہتا تھا۔ آسودگی۔ تب اُن کی رائے اور برتاؤ کی نسبت معاملات شجاعت مین سوال کیا جاتا تھا اور لاج مین دو مرتبہ ایسے تنگ راستہ ہین جسپر محبت کی گرہون کا جال پہیلا ہوتا تھا چلایا جاتا تھا۔ پہر اُس کے اوپر سے لوہے کی زنجیرین اوتاری جاتی تہین۔ اور پہولون کے ہار جو عشق کی زنجیر کہلاتے تہے اُن کی جگہہ پہنائے جاتے تہے۔

امیدوارون کو پہر ایک جگہہ لے جاتے تہے جہان وہ اخفا کی قسمین کہاتے تہے۔ اور پہر پوشیدہ باغچون مین جو ٹیمپل آف لوَ کے قرب وجوار مین ہوتے تہے چہوڑ دیا جاتا تہا۔ جہان لوبان خوبصورت مشرزی اور اُسکے بیٹہنے کے لیے چڑہایا جاتا تہا۔

اگر مرید بنا ہوا شخص نائٹ ہوتا تہا تو وہ اپنا مہندی کا تاج پچہلی مرید شدہ لڑکی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 207 of 292

کے گلابی تاج سے بدل لیتا تھا اور اگر وہ پر یزاڈنٹ ہوتی تھی تو وہ اپنے گلابی تاج کو سینٹیمنٹ کے مہندی کے تاج سے بدل لیتی تھی۔

غدر فرانس کے خوف سے یہ نائٹ اور نٹ متفرق ہو گئے جو بے پروا بچون کی طرح آتش فشان پہاڑ کے اوپر کھیل رہے۔

فرمیسن مذہب پر ایذائین اوراُن کے اسباب

وہ رازداری جس سے مین فرقہ ہمیشہ اپنی کارروائیون کو پوشیدہ رکھتا ہے ممبرون کو بلاشک بہت خوشگوار ہے۔ لیکن نقص و خطرہ سے بری نہین۔

بیرونی دنیا قدرتی طور سے مان لیتی ہے کہ اس سے پیچھے بھی کوئی اور بات ہوگی۔ جو چیز روشنی مین آنے سے خوف زدہ معلوم ہوتی ہے عموماً بُرائی سمجھی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام گورنمنٹین جب تک لاعلم رہتے ہین کہ مین مذہب کیا ہے اُس کو عذاب پہونچانے و انسداد مین کوشان رہتے ہین۔

مگر جب اُنہون نے اُس کی اصلے منشا، و خاصیت کو دریافت کرلیا وہ اُسکی معاون بن گئین۔ اور یقین آگیا۔ کہ جو لوگ لاجون کی کارروائی مین تفریح پاسکتے ہین وہ کبھی دریائے ٹمیس مین آگ نہ لگائین گے۔

پہلا عذاب فرمیسن مذہب پر ہالینڈ مین ۱۷۳۴ء مین ہوا۔ جاہل متعصب آدمیونکا ایک انبوہ جن کو پادریون نے تحریک کی تھی۔ امسٹردم کی لاج مین گھس گیا۔ اور اُس کے تمام اسباب و زیبائش کو خاک مین ملادیا۔

جس زمانہ مین لاج ملکی انجمنین بنگئین اور مین مذہب کے اصلی مقصد کو علحدہ کرکے کوئی بات زیادہ اہم لے لی گئی تو معاملہ کی دگرگون صورت ہو گئی۔

پوپ کلیمینٹ دوازدہم نے ۱۷۳۸ء مین فرقہ کے خلاف حکم جاری کیا اِس کے بعد اگلے سال ایک زیادہ سخت اشتہار کا اعلان دیا جسکا مضمون تہا کہ جو شخص فریمین مذہب پر عمل کرنیکا مجرم پایا جاویگا۔ اُس کی سزا بلا امید رحم ضبطی جائداد۔ اور موت ہوگی۔

فیلپ پنجم والی اسپین نے جہازی غلامی تاحیات مشتہر کی۔ یا تعزیری سزای موت مع دیگر عذاب کے فریمین لوگون کی سزا ٹہری۔ جسمین سے بہت لوگون کو گرفتاری کے بعد یہہ حکم سُنایا۔ پیٹر تاردیتا گرینڈ انکوئیزیٹر آف اسپین اوّل اقرار کرکے اور بریت حاصل کرکے فرقہ مین۔ اُسکا حال کہولدینے کے صریح مقصد کیغرض سے شامل ہوگیا۔ وہ ۱۷۵۱ء مین شریک ہوا اور اس فرقہ کی شاخ و پتّے پتّے سے واقف ہوگیا۔

اس کی وجہ سے ستانوے (۹۷) لاجون کے ممبر گرفتار شکنجہ عذاب مین مبتلا ہوئے

فرڈینینڈ ششم نے فریمین مذہب کو بڑی بغاوت قراردی جو سزائے موت کی مستوجب ہے۔ جبوقت فرانسیسی اسپین کے مالک ہوئے فریمین مذہب کو پہر فروغ ہوا۔ فرڈینینڈ ہفتم کی واپسی پر جسنے محکمۂ تفتیش کو قایم کیا فنا کرنے والی کارروائی پہر شروع ہوئی۔

۱۸۱۴ء مین پچیس (۲۵) آدمی جنپر فریمین کا شبہ تہا پا بزنجیر جیلخانہ پہو نچائے گئے لیکن بعد کی گرفتاریان ایسی کثیر التعداد تہین جنکا کوئی صحیح حساب نہین۔

اسپین کی تفتیش اور ہولی الائینس کے شریف مقتولون مین سے ایک شخص مسمّیٰ رائیگو تہا۔ جو اسپین کا ہمپڈن کہلاتا تہا۔ جو ۱۸۲۳ء مین سختی سے پہانسی دیکر مارا گیا جلاد پہانسی دینے سے پیشتر نا ملایم الفاظ مین باآواز بلند بولا۔ تم میرے قبضہ مین آگئے ہو جو کچھ تمنے کیا ہے سب کا خمیازہ اُٹھانا پڑیگا۔

۱۸۲۴ء مین ایک قانون مشتہر کیا گیا جس مین تمام میسنون کو اپنا حال ظاہر کر دینے اور تمام کاغذات و اسناد حوالہ کر دینے کے لیے حکم تہا ورنہ دغا کی سزا دیجاتی تھی اُسی سال وزیر جنگ نے ایک اشتہار کے ذریعہ سے اِس فرقہ کے ہر ایک ممبر کو قانونی حقوق سے محروم کر دیا۔

۱۸۲۵ء مین غرناطہ کی لاج کے سات ممبر قتل کیے گئے ۱۸۲۹ء مین اُسی شہر کی عدالتون نے مارکوئس لاوریلانا و کپتان الوریز کو ایک لاج قایم کرنیکے جرم مین قتل کیا۔ ۱۸۳۸ء مین مین لوگونکا قتل بند ہوا۔ جہازی غلامی پر بہیجے جانے لگے ۱۸۵۵ء کے قریب زمانہ تک مین لاج کے ممبر گرفتار ہو کر قید کیے جاتے تہے۔

۱۷۳۵ء مین کئی شریف پرتگالیون نے اسپین مین ایک لاج انگلستان کی گرینڈ لاج کی ماتحتی مین قایم کی جسکا ماسٹر گارڈن تہا۔ پادریون نے فوراً اُس کی پامالی کا ارادہ کیا۔ جان کوسٹس باشندہ سوئٹزرلینڈ تفتیش کے نہایت مشہور مقتولون مین سے تہا یہ شخص ۱۷۴۳ء مین گرفتار کیا گیا۔ اور ایک زمین دوز قید خانہ مین ڈالا گیا جہان اُسکو تین مہینے مین نو دفعہ عذاب فریمین مذہب کے بہید نہ ظاہر کرنے پر کیا گیا بالآخر پانچ سال تک جہازی غلامی کا کام انجام دینے کا حکم کیا گیا۔ مگر جب گورنمنٹ برطانیہ نے اُس کی نسبت اپنی رعایا ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ رہا کر دیا گیا۔

تینتیس ۳۳ سال تک پرتگال مین فریمین کی بابت کوئی بات سننے مین نہ آئی۔

۱۷۷۶ء مین دو ممبر اس فرقہ کے گرفتار ہو کر چودہ مہینہ سے زیادہ جیلخانہ مین رہے ۱۷۹۲ء مین ملکہ میریا اوّل نے تمام فریمیسنون کو تفتیش کے حوالہ کر دینے کا حکم دے دیا۔ بہت تہوڑے خاندان نیویارک بہاگ کر بچے۔ اپنے امریکین بہایئون مین اون کو صرف پناہ ہی نہین ملی بلکہ ایک نیا وطن ملگیا۔

سلطنت فرانس مین پُرانی طرز حکومت کی بحالی پر پہلے تعصبات و عذاب پہر

شروع ہو گئے۔ سنہ ۱۸۱۸ء مین جان ششم نے برزل سے ایک اشتہار تمام خفیہ انجمنون کے خلاف مع فریمیسنون کے جاری کر دیا۔

سنہ ۱۸۲۳ء مین اس سے سخت اشتہار سبین مین دیکھنے مین آیا موت کی سزا اُس مین مندرج تہی جو بعد کو تخفیف ہو کر جرمانہ اور افریقہ کو جلاوطن ہونیکی رہ گئی۔

اسٹریلیا مین پوپ کے سودون سے عذاب و گرفتاریون کو تحریک ہوئی سنہ ۱۷۶۴ء مین تمیش مین گرفتار ہوئے اور وانٗا مین قید کیے گئے جب بریا تہیریا فرقہ کے خفیہ بہیدون کو دریافت نہ کرسکے تو اوسنے تمام میسنون کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا۔ لیکن یہ کارروائی شاہنشاہ جوزف دوم کی دانشمندی سے منسوخ ہوگئی جو خود مین تہا اسوجہ سے جانتا تہا کہ فرقہ کی کارروائی بالکل بیگناہی پر مبنی ہے۔ سنہ ۱۷۹۲ء مین تمام جرمنی مین فرقون کا انسداد چاہا گیا۔

وسط اٹلی مین فریمین مذہب کی تاریخ گذشتہ وموجودہ صدیون مین تکالیف اور مصیبتون کا بار بار پیش آتا ہے۔ اس فرقہ کے ممبر متواتر سختیون مین مبتلا رہے سوئٹزرلینڈ مین بہی مین لوگ ایک زمانہ مین عذاب دیے گئے۔

سنہ ۱۷۴۵ء مین برن کی کونسل نے ایک قانون پاس کیا جسمین لاج کے ممبرون کیلئے کسیقدر سزا تہی اسکی تجدید پہر سنہ ۱۷۸۲ء مین ہوئی مگر آج کل منسوخ ہے۔

فریڈرک اوّل شاہ سوئیڈن نے جاری ہونے سے ۶ سال بعد سنہ ۱۸۳۶ء مین فریمین مذہب کی ممانعت کر دی اور حکم دیا بصورت انحراف سزائے موت عمل مین آئیگی۔ آج کل بادشاہ سوئیڈن فرقہ کا سرگروہ ہے۔

فریڈرک آگسٹس سوم والی پولینڈ نے سنہ ۱۷۳۰ء مین قانون شایع کرایا جس مین سخت تعزیر کے ساتہ اپنے قلمرو مین فریمین مذہب کے رواج کی ممانعت کر دی۔

سنہ ۱۷۵۵ء مین اسٹرلنگ کی کمیٹی نے ایک رزولیوشن جاری کیا جسکی رو سے تمام

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 211 of 292

فریمسن مذہبی ضابطون سے روک دیے گئے تھے۔

سنہ ۱۷۹۹ء مین لارڈ ریڈ نر نے انگریزی پارلیمنٹ مین ایک مسودہ تمام خفیہ انجمنون خصوصاً فریمسن مذہب کے خلاف تجویز کیا۔

لارڈ لورپول نے بھی سنہ ۱۸۱۴ء مین اسی قسم کی بیکار کوشش اس فرقہ کے خلاف کی تھی لیکن آج کل یہ فرقہ قانوناً تسلیم کیا گیا اور پرنس آف ویلز اس کے گرینڈ ماسٹر ہین۔

مین لوگون کا خلاف مطبوعہ رسالے

فریمسن مذہب کے خلاف ایک ابتدائی انگریزی رسالہ موسومہ فریمسن ایک ہیڈبراس کے طور کی نظم لندن مین سنہ ۱۸۲۳ء مین طبع ہوا تھا وہ ذم کی بھدی طرز مین لکھا گیا جس مین میسنون کو بدمستون کا مخمور گروہ بیان کیا گیا ہے جو تمام قسم کی ناپاک رسوم عمل مین لاتے ہین۔

بہت سی کتابین علی لیاقت سے معرا سنہ ۱۸۲۶ء و سنہ ۱۸۷۶ء کے درمیان مختلف وقتون مین نظر آئین جن کے اندر میسنون کے اسرار ظاہر کرنیکا دعوی تھا لیکن اُن کے مصنف ظاہرا اس فرقہ کی بابت کچھ نہین جانتے تھے سنہ ۱۸۹۸ء مین ایک دیوانہ شخص نے ایک وعظ موسومہ مین مذہب دوزخ کا راستہ ہی چھپوایا۔ یہہ نکتہ چینی کے قابل نہین۔ اسی مضمون کی بہت سی کتابین جنمین یہہ دعوے ہے کہ فریمسن مذہب کیا چیز ہے۔ اُسیوقت سے تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ اٹلی۔ مین نظر آئین مثلاً لیس سیکرٹس سٹریس ڈی لا میکونیری لی ماثیر اسٹریپی (حجاب دور کیا گیا) یا غدر کے خفیہ اسرار کو فریمسن مذہب نے دلون مین ترقی دی۔ یورپ کے تمام مذہبون اور گورنمنٹ کی سازش کا ثبوت جو فریمسین الومینشائی اور طلبار کے خفیہ جلسہ مین ہوتی تھین رابسین نے دیا۔ یہہ وہ کتاب ہے جسنے مین لوگون کو کم متعجب نہ کیا ہوگا اور جسکی وجہ سے وہ

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 212 of 292

اپنے دلون مین بلاشک مصنف کے زیادہ شکرگذار تھے کیونکہ وہ درحقیقت مین لوگون کو بہت خائف اشخاص بتاتا ہے۔ ایبی بارل کی کتاب بھی اسی نمونہ کی ہر پروٹیسٹنٹ فرقہ نے بھی اس فرقہ کے خلاف بڑے زور شور سے لکھا ہے۔ سنڈنر کی کتاب میکبناک (۱۸۱۸) اور ہنگ سٹنبرگ۔ مولر کی کتابین جو بالکل زمانۂ حال کی ہین ایسی ہی تحریرون کے نمونہ ہین۔

مین فرقہ کے خلاف ایک بہت بڑی ضخامت کی کتاب ڈاکٹر۔ ای۔ ای ایکرٹ باشندہ اڈرن کی تصنیف سے ہے وہ تین ضخیم جلدون مین ہے جو مختلف مقامات پر ۱۸۵۲ء و ۱۸۸۰ء کے درمیان طبع ہوئین۔ جنکا خلاصہ یہ کہ فریمیسنون کو مجرم قرار دینے کے ثبوت کہ وہ تمام بربادی کی کارروائیون کے اصل منبع ہین۔ اُس کو مین فرقہ ہر جگہہ نظر آتا ہے حتیٰ کہ چین مین خفیہ انجمنین ہیین ایکرٹ کی راے کے موافق فریمین جرمنی مین الومینیشی و برشسچافٹ کے پیدا کرنے والے فرانس مین جیکوبن وحبتی ملیا کے۔ اٹلی مین کاریونیری کے اسپین لبرل اور جیووانی اطالیہ کے موجد تھے۔ اعلیٰ درجہ کے میسنو پر حملہ کرنیکی وجہ سے یہ مصنف برلن سے نکالا گیا۔

سب سے باوقعت کتاب تین جلدون مین مین مذہب کی مخالفت مین پیرڈ سشاپ مصنف سابق کی تصنیف سے ہے۔ اُسکا نام لیس سوسائٹیز سکریٹ ایٹ لاسوسائٹی ۱۸۸۲-۸۳ء ہے۔ اس کتاب کا مصنف جو پادری ہے اس فرقہ مین ہر یہ بُرائی دیکھتا ہے کہ درحقیقت تمام بُرائیان جو دنیا مین ہین خواہ ملکی ہو یا برادرانہ یا اخلاق وہ مین لوگون کی پوشیدہ کارروائی کی وجہہ سے ہے جنکا منشا رتمام مذہب اخلاق و انصاف کو پامال کر دینا ہے۔

۱۸۶۳ء مین ایک جرمنی تصنیف موسومہ کلیسا و گورنمنٹ سے فریمیسن کی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 213 of 292

پوشیدہ جنگ (جسکا انگریزی ترجمہ ۱۸۸۵ء مین شائع ہوا تہا)۔ اس نے بڑا طلسم پر انجمن کی کارروائی کے خلاف دہی الزام لگائے تہے۔ اس مین مین مذہب کلیسا کے لیے خطرناک بنا ہوا ہے۔

۱۸۶۵ء مین پوپ پایس نہم نے اس فرقہ کے خلاف دہمکی آمیز مسودہ مشتہر کیا تہا ۱۸۸۴ء مین بحیثیت گرینڈ ماسٹر مارک مین پرنس آف ویلز کے پوپ نے ایک سرکلر (اعلان) جاری کر دیا جسکا نام ہیومینم جینیس تہا جس مین اوسنے فرقہ کو مجرم ناپاک باغی۔ اور ہر طرح سے خراب بیان کیا۔

اس سال ۱۸۹۶ء کے ستمبر مین مذہب کے مخالف انجمن کلیسا کی فراہم کی ہوئی مجلس کا جلسہ بمقام ٹرینٹ پر ہوا تہا۔ ۷۰۰ پادریون کے قریب اسمین شریک ہوے تہے۔ اسکا پریسیڈینٹ کارڈنیل انگلپارڈی تہا۔

فریمیسن مذہب پر جو مختصر الزام اسقف نے لگائے تہے اُسکا مصالح پریسیڈینٹ کے پاس تہا یہہ تمام کارروائی اُس جلسہ کی نقل تہی جو پہلی فروری ۱۸۶۲ء مین ہوا تہا۔ پادریون نے بڑی سنجیدگی سے بحث کی مگر اُنہون نے معاملہ کو مشتبہ چہوڑ دیا۔

ڈاکٹر بٹیل نے ایک کتاب موسومہ اُنیسوین صدی مین شیطان۔ تصنیف کی جو بڑی بہاری ضعیف الاعتقادی کا نمونہ ہے ایک شخص کا ویٹ ایچ سی نے بعد کو اُس کا ایک جواب چہپوا کر تحقیر سے دیا تہا جسمین وہ تاسف کے ساتہہ بیان کرتا ہے کہ بہت سے ذی مرتبہ اشخاص خصوصاً پادری لوگ اسطرح دہوکہ مین آ گئے ہین۔

فریمیسن مذہب کا زوال

جسقدر فریمیسن مذہب کا حال مطالعہ ہوا اوسیقدر اوسکی بہانہ بازیون سے پیچھے ہٹنا پڑتا ہے۔ وہ آسانی اور کثرت جس سے ناکارہ چال وچلن کے لوگ اس فرقہ مین لےلیے جاتے ہین۔ وہ طریقہ جس سے تمام قوانین سے بے اتفاقی کی جاتی ہے وہ نفرت جس سے ہر ایک بہائی کو جو اصلاح پر اصرار کرتا ہے باقی لوگ دیکھتے ہین۔

سوذی ممبرون کو باہر خارج کرنے کے وقت۔ بہت سی کاذب رسوم کا جاری ہونا اور خود رسوم کا دہوکہ بازطرز۔ جسکا منشا اوسکو سیراب کرنے کے بغیر شوق کو تحریک دیتا ہے علامتون کی طفلانہ حالت۔ بہیدون کی بے قدری جسوقت مرید پر ظاہر کی جاتی ہے اور اوسکی بُری طرح سے چہپائی ہوئی کراہت۔ جب وہ آخرکار (سین) پردہ کے پیچھے پہنچ جاتا ہے اور اوسکو سڑے ہوئے ٹاٹ مین کچھہ نظر نہین آتا۔ جس کے مقابل خوشنا منظر بنا ہوا تہا۔ ان باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لاج نے فریمیسن مذہب کو خیرباد کہدیا۔ اس قسم کے فقرا یا دلاورون کے مذہب کی اب ضرورت باقی نہین رہی جب نہ کوئی ملکی اقتدار ہے نہ ملکی خواہش ہے۔ یا جب اوس کی کوئی ایسی خواہش ہوتی ہے تو اوسکو مجنونانہ بے اعتدالی سے ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً نپولین سوم کی مین عدالت کے روبرو طلبی۔ یا شہنشاہ جرمنی۔ شاہزادہ ولیعہد پوپ اور مارشل بیرم کا فرانس۔ اٹلی۔ اور اسپین کے میسنون سے علیحدہ علیحدہ طلب کیا جانا اور ویسا ہی کیطرح جہوٹی تحقیقات کے بعد اسطرح طلب کیے ہوے ملزم کو جس نے سفینہ پر توجہ نہ کی ہو سزائے موت یا سیدہی صاف انگریزی مین سزا کا حکم دے دینا ایک جرم ہے جو مارشل بیرم کی ذات خاص پر کیا گیا۔

اب یہہ کسیطرح خفیہ انجمن نہین رہی کیونکہ وہ انجمن جو گورنمنٹ سے منظور ہو چکی ہے خفیہ انجمن نہین کہلائی جاسکتی۔ جب انکا کوئی دارالقرار جسمانی یا دماغی

مت کا نہین ہے تو ضرور ہے کہ آخر کار خلو معدہ سے ہلاک ہوجاویگی۔ اسکی زندگی دراز ہوسکتی ہے بشرطیکہ تمام طریق ورسوم سے علٰحدہ ہوجاوے۔ جو نہ سادے ہین اور نہ شاندار۔ اور نہ کسی معتبر تصنیف یا اشارہ نامعنی پر مبنی ہین۔ اور اسرارون حماقت آمیز بہانون کو چہوڑ دے۔ اپنے ذمہ دارانہ اصول سکہلانے مین مصروف ہو۔ صرف یہی ایک دلیل ہے جسپر فریمین مذہب اپنی زندگی کے پتہ کا دعوے کرسکتا ہے۔

سن لوگون کی راے مین مذہب کی بابت

مین لوگ ان بیانات سے خفا ہون گے لیکن اس فرقہ کے ایماندار آدمی جانتے ہین اور کبہی کبہی تسلیم کرتے ہین کہ بیان مذکورہ حق بجانب ہے۔

سنہ ۱۸۹۰ء مین ایک مین نے ایک ماہوار رسالہ مین لکہا تہا کہ زمیندار (جو ہمیشہ بہائی ہوتا ہے) شام کے لذیذ کہانے اور شراب مہیا کرکے اتحاد بڑہاتا ہے۔ جسکا نتیجہ زیادہ رات گذرنے تک بیداری و میخواری ہے۔ زمانۂ حال کی دو ثلث کے قریب لاجین ایسی ہین جنمین اس قسم کا اتحاد ہوتا ہے۔

لکہا ہے کہ ہیگارتہہ اس فرقہ کا ممبر تہا۔ اوسنے گرینڈ اسٹوارڈ کے عہدہ کا کام سنہ ۱۸۳۵ء مین ٹہیک ٹہیک انجام دیا تاہم اوسکی کتاب موسومہ شب کی تصویر مین عجیب بات یہہ ہے کہ ایک لاج کے ماسٹر کو اوس کی مخمور حالت مین ایک کہپریل ساز نے پہونچایا۔

یہ مصنف ناکارہ ممبرون کے آسانی سے مین مین داخل ہوجانے پر بہت تاسف کرتا ہے مثلاً (فریمیس سنہ ۱۸۷۵ء) برادر جان مارگر اپنی کتاب زمانۂ قدیم کے مذہب و سائنس کے متعلق اسرار کی تفسیر (ہاگ سنہ ۱۸۷۲ء) ایک بڑا پرجوش مین کہتا ہے۔ چونکہ مین فرقہ کا اب انتظام ہوتا جاتا ہے۔ یہہ

فرقہ جلد بان دیوانٹ کا فردوس۔ اُن سخی ریاکارون کا فردوس جو خیرات کے زیورون سے اپنے زیورو کو زینت دیتے ہین۔

بیقدر مین زیور کا کاریگر وہ حرامزادہ سیکڑون سوداگرون بلکہ ہزارو نکو دہوکہ دیتا ہی اُن معدودے چند نرم طبیعتون کیطرف رجوع کرکے جو اپنے روپئے کا خیال کرتے ہین اور دوسرے ہم طبیعت جو امیری کے دعوون سے روپیہ یا اختیار حاصل کرتے ہین جنکو اُنہون نے ہمارے فرقے کیساتہہ شامل کرلیا ہے۔

یہ باتین میرے خیال مین اس امر کے ثبوت کے لیے کافی ہین کہ میرے الزام ٹہیک بنا پر ہین۔

میسنون کا علم الانشا

میسنون کے علم انشا کے بارہ مین کچہہ بیان کرنا لغو بات ہی یہ فی الحقیقت ہے ہی نہین۔ سوائے۔ اولائیور۔ میکے۔ فنڈل اور رنگین کی لکہی ہوئی کتابون کے کوئی ایسی کتاب نہین جو فریمسن مذہب کی قابل مطالعہ ہو اور جو فریمین کی تصنیف سے ہو۔ جو فریمین بہائیون نے بیشمار لیکچر دیئے ہین محض سادہ اور خالی از لطف ہین۔ اس ملک مین اُنکا ماہوار علم انشا ہر حال مین بالضرور گرب اسٹریٹ کی قسم کا ہے۔ جسمین صرف تجارتی اشتہار ہین۔ مشیخت مآب سوداگر اور خود نما اہلکار اُسکی تائید کرنے والے ہین۔ جو اپنی لاج کی کارروائی کی منادی اسی وضع سے کرایا چاہتے ہین جس سے گاہ گاہ کمزوری مترشح ہوتی ہے۔ تعلیمیافتہ اشخاص کو مین مذہب مین بہت کم لطف آتا ہے کیونکہ ذہنی اعتبار سے جب نظر کیجاوے تو اُس کے اندر اُن کے لئے کچہہ نہین ہے وہ مین بہی جو فرقہ کے ہر ایک نی پلس الٹرا مدارج پر پہونچ گئے ہین اُن کی اصلیت و معنی کی بابت کچہہ نہین جانتے۔

موجودہ مذہب کی حالت

فریمسن مذہب کے اس ضروری بیان کے بعد جو گذشتہ و حال سے تعلق ہے۔ یہہ سوال قدرتی طور سے خود بخود پیدا ہوتا ہے۔

(س) اُسکا موجودہ فائدہ کیا ہے۔ کیا اُسکا دعوی بے بنیاد نہین ہے۔ کیا وہ ایسا فرقہ نہین ہے جو اپنے بنیاد کی منشا رسے زیادہ عرصہ تک قایم رہا ہو۔ کیا اُسکا موجودہ وجود ایک بیکار فعل عبث اور غلطی نہین ہے۔ کیا یہہ تمام جو کچھ لاجون کے اندر کہا گیا اور کیا گیا ان بہیدون سے مطلع کر دینے کی بابت کوئی دہوکہ نہین۔ یا بچون کیطرح حلف لازمی کرنا کوئی سوانگ نہین ہے۔ ان تمام سوالات کے جواب فریمسن کے حق مین مفید نہ ہونگے۔

جب مین مذہب کارگذار تہا یعنی صرف کاریگر ہی داخل ہوتے تہے) تو اُسکا فائدہ بدیہی تہا جسوقت وہ خیالی ہوا یعنی پہلی قید اُٹھہ گئی اور ذہین شخص شامل ہوئے تب بہی ابتدائی مدارج مین زیادہ مفید تہا۔ کم از کم بر اعظم مین اور ایک واسطہ کے اعتبار سے اس ملک مین بہی۔ کیونکہ خود یا دوسری انجمنون کی شرکت سے شلاً الومینشائی۔ اسنے ملکی جبر و تعدی کا مقابلہ کیا جو اسوقت تمام یورپ مین پہیلا ہوا تہا۔ اور پادریون کی اندہیر و ظلم کے انسداد کے لیے محکمہ تفتیش کا نقیض محکمہ قایم کیا۔ جسوجہ سے پروٹسٹینٹ۔ اور رومن کیتھلک حکام نے اُسکو یکسان عذاب پہنچایا وہ تیز ترقی جو زمانہ حال مین انسانیت و بےتعصبی سے حاصل ہوئی بلاشک اُس میلان طبع کیوجہ سے ہے جو خیال مین فرقہ کو بعد مین پیدا ہوا تہا۔ ملکی کارگذاری کیوجہ سے بہی اس صدی مین تمام ملکون مین سوائے انگلستان اوس زمانہ مین قایم ہوئی تہی جبکہ مذہبی علم و سائنس تحصیل کرنا صرف معدودے چند کا حصہ تہا۔ اس نے اُس علم کی جو اُس زمانہ مین فقط ایک چہوٹا سا چشمہ تہا غفلت و باطل عتقادی کی گہاس کو جڑ سے اُکہاڑنے مین حفاظت کی۔ لیکن آج کل وہ

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 218 of 292

چھوٹاسا چشمہ۔ زمانۂ حال کے سائنس کے بے انتہا اور ہر روز ترقی کرنے والے سمندر سے ملگیا۔ جو اپنی تحقیقاتون کو بہادری کے ساتھہ تمام دنیا مین مشتہر کرسکتا ہے۔

پس وہ جماعت جو معدودے چند کے لیے علم رکھنے کا دعوے کرے وہ تنزل پذیر فرقہ ہے۔ فیلوے سنہ ۱۸۵۰ء کے قریب انگریزی مین کی جیسا کہ وہ اُسوقت مین تہا اور جیسا مناسب ہوسکا ہے یون تعریف کی ہے۔ لاجین بلا تمیز ممبرون کو داخل کرلیتی ہین۔ رسومات ادا کرنے مین مصروف بہیدون کو بغیر سمجھے دکھلانا۔ خوب کہانا پینا و ہضم کرنا۔ اور جسطرح کے باقاعدہ انگریزی لاج ہین۔ کبہی کبہی خیرات بہی دیتے ہین۔

مین رسوم کی خود نمائی ہزارون عمدہ آدمی ایسے بہی ہین جنہون نے اندر سے لاج کی صورت اچھی طرح نہین دیکھی پہر بہی اصلی فریمسن ہین۔ سخی دل۔ مہذب جو قدرت اور نوع انسان کی ترقی کے مطالعہ مین مصروف خواہ اخلاقی ہو یا ذہنی۔ ایسے اصحاب جو ملکی و مذہبی تعصبات سے بری۔ ایسے بہی ہزارون ہین جو مین مذہب کے ہر ایک درجہ مین گذرے ہوئے تاہم مین نہین۔ وہ لوگ جنہون نے مجاز کو حقیقت کی جگہہ ذریعہ کو نتیجہ کی جگہہ رسومات کو فریمسن مذہب کی جگہہ سمجہہ رکہا ہے لیکن لاج مع اپنی تمام علامات کے مین خیال کی فقط صورت ہے۔ مگر زمانہ موجودہ مین یہ صورت مناسب کیا۔ بلکہ اُس زمانہ مین عین ضرورت تہی جبوقت جاری ہوئی تہی اب تو غلط تاریخ ہوگئی۔ بعض رازون کی بناوٹ بچون کے موافق محض کمزوری ہے جس منشا کی پیروی آج کل کے مین اصحاب ظاہر کرتے ہین برادرانہ محبت۔ بنی نوع انسان کی امداد اور راستی ہے۔ یقیناً مفید مقاصد کی پیروی کے لیے کسی حصۂ رسوم۔ روایات اور تکلفات کی ضرورت

نہین۔ باوجود اُس بڑی نمایش کے جو مین رسالون مین اس فرقہ محترم کے مخصوص علم و سائنیس کے متعلق کی جاتی ہے کون سے نئے حالات یا اصول متعلقہ سائنیس ایسے ہین جن کی بابت اہل مین دعویٰ کر سکتے ہین کہ یہ بطور خفیہ راز کی ہین جو عرصۂ درازسے قایم ہین۔ جولاجون کے اندو مطالعہ و غور کا نشانہ قرار دیے گئے ہین۔

(ج) اس قسم کی کوئی بات نہین۔ شہنشاہ فریڈرک سوم کے عمدہ خصائل و صفات نے جو انگلین ہین فریمین مرید کیا گیا تھا۔ گرینڈ ماسٹر کے عہدہ سے استعفا دلایا جو صبر و محنت کی تحقیقات کے بعد جسمین اعلیٰ رتبہ ہونے کی وجہ سے اُسکو غیر معمولی سہولت مل گئی تھی مین لوگون کے بے اصل و خود نما ہونے سے سیر ہو گیا تھا۔

مین مذہب سے علم کی اشاعت نہین ہوئی۔ ہم کو بحیثیت مین ہونے کے سائنیس و علم کچھ حاصل نہین ہوتا۔ یہہ فرقہ اس ملک مین ملکی و مذہبی بحث سے حلفاً انکار کرتا ہے اور پھر بھی اُسکا دعوےٰ ہے کہ نوع انسان ترقی کے بارہ مین میرے زیر بار احسان ہین۔ اگر وہ موقوف ہو جاوے تو دہنی تاریکی تمام دنیا مین پھیل جاوے۔ لیکن اس ترقی کا نتیجہ کسطرح سے عمل مین آئیگا۔ اگر اُس کہنہ مرض مین دست اندازی نہ کی جاوے جو مذہبی و ملکی طریق مین موجود ہے۔

اسکی مثال یہہ ہے جیسے کوئی فرقہ علم کی ترقی کے واسطے علم کیمیا و جر ثقیل کے مسائل سے حلفاً انکار کرے اور سائنیس مین فوائد پہنچانے کی شیخی مارے۔

یہہ وہ ہملٹ ہے جسکا ایک حصّہ فروگذاشت کر دیا گیا ہے۔

اگر مین مذہب آیندہ رہنے کی خواہش کرتا ہے تو اُسمین تعلیمیافتہ لوگون کی زیادہ لاجین بنّی ضرور ہین اور صرف عام اشخاص اور سوداگر جنھون نے آج کل لاجون کو اپنے اسباب کی منڈی بنا رکھا ہے کم ہو جانے چاہئین۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 220 of 292

فریمین مذہب بزمانہ حال اٹلی

زمانۂ حال مین مین لاج اٹلی کا نیا انتظام ہوا ہے۔ اُس کا اشتہار قابل توجہ ہے جسمین اُن اصلاحون کو بتلایا ہے جس کی ضرورت نہ صرف اٹلی مین ہے بلکہ ہر جگہ ہے جہان فریمین مذہب موجود ہو اُسکا منشا فریمین مذہبی یہہ ہے کہ بنی نوع انسان سے عالمگیر محبت کو اعلیٰ پیمانہ پر بڑہایا جائے قومون مین خودمختاری واتحاد کے اصول کو ترقی دیجاوے۔ ایک دوسرے کے ساتھہ برادرانہ واسطہ قایم ہو ہر مذہب مین بے تعصبی وعبادت مین مساوات ہو مخلوق کے تمام گروہون مین اخلاقی وجسمانی ترقی ہو۔

علاوہ برین وہ اپنے آپ کو ہر ایک حکومت سے آزاد بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اٹلی کا فریمین مذہب روئے زمین پر کسی دوسری بادشاہ کی قوت کو تسلیم نہ کرے گا۔ بلکہ سچی دلیل اور عام ایمانداری کو تسلیم کریگا۔

اُسکا بیان جو خاص توجہ کا محتاج ہے وہ یہہ ہے کہ فریمین مذہب اِسلیئے نہین ہے کہ پوشیدہ علامات۔ مغرور رسوم وبے ٹھکانہ خواہشون مین محدود ہو جس سے یہہ فرقہ حقارت مین دبا جاتا ہے۔ چونکہ فریمین تمام انسانون کا مذہب عام ہے اِسلیے وہ گورنمینٹ کی صورت مین مصروف نہین ہوتا۔ بلکہ وہ ایسے خیالات مین مصروف ہوتا ہے جو مستقل وعام ہین۔

برادرانہ اصلاح مین مطلق قیاس سے جو سربستہ خواہشون پر مبنی ہین پرہیز کرنا چاہیئے۔ محنت کا معاوضہ مہذب برادری مین بہت ضروری ہے۔ فریمین مذہب مجہولی (کاہلی) کے خلاف ہے +

مذہبی سوالات فریمین مذہب کی حد سے باہر ہین۔ ایمان انسان۔ بذاتہ خلاف ورزی کے قابل نہین ہے۔ اُسکو مطلق کسی مذہب سے کوئی واسطہ نہین ہے مگر اپنے جوہر مین خود مذہب کو ظاہر کرتا ہے۔ برادری کے اصول پر جان دادہ ہوکر

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 221 of 292

وہ عام بے تعصبی کا وعظ فرماتا ہے۔ اُس کے نقہ مین مختلف مذاہب کی بہت سی علامتین شامل ہین۔ مختلف مذاہب کے مختلف اصول مین سے وہ خالص سچ کو انتخاب کرلیتا ہے۔ اُسکا مذہب ومنشا ذات معبود کی پرستش ہے جس کا اعلیٰ درجہ کا ہر ایک پادری کے معاملہ سے علحدہ ہو کر دنیا کے بڑی معمار کے معاملہ کیطرف ہے۔

ایمانداری وانسانیت مین دنیا مین معبود کا مجرد مفسر ہے۔ عبادت کے ظاہری طریقون کے بابت یہہ ہے کہ فرمیسن مذہب نہ تو کسی طریقہ کو قایم کرتا اور نہ کسی کی تائید کرتا ہے۔

اوسنے ہر شخص کو اُسکی خود مختار پسند پر اُس روز تک چھوڑ رکھا ہے جو شاید دور نہین ہے جبکہ تمام آدمی بغیر درمیانی واسطون اور بیرونی صورتون کے حقایت کی پرستش کرنے لگینگے۔

جسوقت انسان اپنے خفیہ تعلقات مین غیر محدود ذات کے ساتھہ مذہبی خیالات کو بار آور کرتا ہے وہ دنیا کے ساتھہ تعلقات مین سائنس کے خیال کو بار آور کرتا ہے۔ سائنس حق ہے اور فرمیسن مذہب کا نہایت قدیم شعار ہے۔

مفرد انسان کے تعلقات اُسکے ہمعصرون کے ساتھہ مخصوص کرنے مین فرمیسن مذہب اس امر کی تائید کرنے کے لیے پابند نہین کرتا۔ کہ دوسرون کے ساتھہ وہ کیاجاوے جو کچھہ ہم چاہتے ہین۔ کہ دوسرے ہمارے ساتھہ کرین بلکہ نیکی کرنا برائی کی مخالفت کرنا ظلم کو تسلیم نہ کرنا۔ خواہ وہ کسی صورت مین پیش آوین سکھلاتا ہے۔

فرمیسن مذہب اُس روز کا منتظر ہے جبکہ مانیٹر۔ اور میریمک کے لوہے کی چادرین کٹکر دخانی پل بنجاوینگی۔ جب انسان۔ آزادی وسائنس سے نجات

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 222 of 292

پاکر ذہانت کی خالص خوشی کا لطف اُٹھاویگا۔ جبکہ صلح اُس دولت و طاقت سے زرخیز ہوکر جو اسوقت جنگ مین مصروف ہو رہی ہے درخت زندگی کا نہایت خوبصورت پہل لاویگی۔

مطلوبہ اصلاح اِسلئے مین کی رسوم مین طفلان مکتب کا سا کھیل ہونے پر بہت افسوس کیا جاتا ہے جو کہ ایک فرقہ کو زمان ماضیہ کیطرف پہر کھینچکر لے جاتا ہے۔ جو زمانہ آیندہ مین آگے دیکھنا چاہیئے۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ اب فریمسن اس حالت مین قایم نہین رہ سکتا۔ اِسکی اصلاح ضروری ہے اور چونکہ ڈی کاسٹرو جس سے مضمون بالا لیا گیا ہے یہ خیال کرتا ہے کہ اسمین اٹلی کی عزت ہوگی کہ ایسی اصلاح مین پیشوا بنجاوے اور ہر ملک کی اپنی عزت ہو جو اُسکی ابتدا کرے فریمسن مذہب مجردون کے لیجانیکی گاڑی نہین بلکہ مقدمہ لشکر ہونا چاہیے۔

زمانہ حال کا فریمسن مذہب گذشتہ صدی کے شروع مین کہتے ہین کہ مین مذہب کا کام کرنیوالا زمانہ ختم ہوگیا۔

۱۷۱۶ء مین فقط چار لاج لنڈن مین موجود تہین۔ ایک تجویز باتفاق پاس ہوئی کہ مین مذہب کے استحقاق صرف کارگن معمارون پر آیندہ سو محدود نہ رہین بلکہ مختلف پیشون کے آدمیون کے لیے وسیع کردیے جاوین۔ بشرطیکہ وہ باقاعدہ اس فرقہ مین شامل کیے جاوین۔

موجودہ سنہ مین مذہب کا اسطرح شروع ہوا۔ اصلی قواعد۔ قدیمی نشانات علامات اور رسوم قایم رہین۔ اس انجمن نے برادرانہ محبت۔ مدد۔ اور صداقت کو اپنا رہنما۔ اصول مشتہر کرکے اپنی کارروائی کے لیے ایک وسیع میدان حاصل کرلیا۔ اُن کے طریق کارگذاری نے کہانے پینے مین ظرافت تک بہت پیدا کردی۔

اس ملک مین جدید مین مذہب کی تاریخ مین کوئی ایسی بات نہین جو قابل تحریر ہو - لاج اور فرقہ کے درمیان چھوٹے چھوٹے جھگڑون سے مین - اخبارون کے پُر کرنے مین مدد ملتی ہے - لیکن عام دنیا کے لیے اُس سے کوئی فائدہ نہین - اور کسی مفید علم کی نسبت جو اہل مین سے پیدا ہو سکے یہ تو صریح دہوکہ ہے -

تاہم یہہ بات خیال کرکے اس فرقہ کے ممبرون کی تعداد لاکھون ہے موجودہ حالت اور آیندہ کی امیدین کسیقدر خیال کرنے کے قابل ہین -

یہہ بات مسلّمہ ہے کہ اُس کی سخاوتین انگلستان مین کسیقدر وسیع پیمانہ پر کی جاتی ہین - اسکی وجہ باغرت پیشون کے سبب سے ہے - مین لوگ خصوصاً فرانس کے مین اپنے جرگہ کو فیاض انجمن کہلانے سے بہت اعتراض کرتے ہین -

۱۸۶۱ء مین اُنہون نے بیان کیا تہا کہ ہماری سخاوتین ہمارے جلسے کا نتیجہ ہین - اُنکا منشا نہین -

کواٹور کارونٹی لاج مین مذہب کے علمی نقص جو بخیال حق الامر دبحیثیت بی لوث مورّخ کے مجبوراً بیان کر دیے ہین - سمجھدار لوگ خوب جانتے ہین - اور اسی واقفیت سے ۱۸۸۶ء مین کاٹور کارونٹی لاج کی بُنیاد پڑی -

اِس مین شریک ہونے کے لیے ممبرون مین علمی یا صنعتی لیاقت ہونی چاہیے - یہہ امر بذات خاص قابل امتیاز ہے - جیسا کہ خیال گذرتا ہے یہ لاج مشہور مین مورخون اور علماے علوم قدیمہ سے بنی ہے - اس وجہ سے اس کی حیثیت اور مین لاجون سے بالکل جداگانہ ہے -

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 224 of 292

اس کے مقاصد یہہ ہین کہ مین علم کو کاغذات پڑہے جانے اور لاج کے اندر اُن پر بحث ہونے سے ترقی ہو۔ کارروائیون کو شایع کیا جاوے۔

فریمین مذہب کے متعلق جو کمیاب اور قیمتی کتابین ہین۔ مثلاً قلمی کتب جو فریمین مذہب سے متعلق ہیں میسو کوک کی ہارلین اور لیسڈون کی قلمی کتابین۔ یا چھاپہ کی کتابین۔ مثلاً اینڈرسن کا ضابطۂ قانون ۱۷۲۳ء یا میسنون کے سارٹیفکٹ کی تجدید۔

ان امور کو اس لاج نے اُن مجلدون مین شایع کیا ہے جو ارس کو ایٹور کارونیٹورم کے نام سے موسوم ہین۔

یہہ مجلد مشرح نہایت عمدہ چھپی ہے۔ لاج سے متعلق ایک خط و کتابت کا محکمہ ہے جسکے ممبر دنیا کے تمام حصون مین رہتے ہین وہ گویا میسنون کی علمی انجمن ہے۔ جسکا منشا ء فرقہ کو ترقی دینا ہے۔ ترقی سے مراد صرف مین مذہب کی اشاعت سے ہے۔

دوبارہ کی تالیفین اپنی بیش بہا انشا و فاضلانہ شرح سے جو اُن کے ساتہہ ہین۔ مین مذہب کی ایک حد تک وقعت بڑہاتی ہین۔ جس سے انسانون کی ذہانت اُسکی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے۔ جو اب تک نہین ہوتی تہی۔ اِس وجہ سے کو اٹیور کارونیٹورم کی محنت اس قابل ہے۔ کہ فرقہ اُس کی دل سے امداد کرے۔

نہایت باوقعت ایشیا کے مین لاجین ہندوستان مین ہین۔ وہ انگلستان و اِسکاٹ لینڈ کی گرینڈ لاجون کے ماتحت ہین۔

کرۂ ارض کے مختلف حصون مین نوی گرینڈ لاج اور قریب بارہ ہزار کے لاج ہین ممبرون کی تعداد (۱۲۵۰۰۰۰) ہے۔ مستعد ممبرون کی تعداد جو ہمیشہ

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 225 of 292

لاج مین حاضر ہوتے اور چندہ دیتے ہین اسکی نصف تعداد ہوگی۔ انگلینڈ۔ جرمنی۔ فرانس۔ اسپین۔ پرتگال بہی سوئٹزرلینڈ۔ سویڈن۔ پولینڈ۔ ترکی۔ افریقہ۔ اوشینیا۔ امریکہ۔ وغیرہ سب ہی جگہہ تو لاجین ہین۔ فریمسن ہو یا کوئی اور خفیہ انجمن۔ ہمیشہ زمانہ شور و شغب مین جبکہ فرمانروا کے عمل اختلاف کو برداشت نہین کر سکتے وجود مین آیا کرتی ہے اسلیے ایسے جلسون کی ضرورت سمجھی گئی کہ نیک طبیعت و دانشمند لوگ جو شورشون کو ناپسند کرتے ہین ایک جگہہ جمع ہو کر آپس مین اپنی رسم و اتحاد کو بڑہائین۔ ملک و قوم کو نفع پہونچائین۔

حال مین ایک مخفی انجمن ایران مین قایم ہوئی تہی جسمین علماء۔ امراء۔ اور تاجر شریک ہوئے اور جسکا نیتجہ اصلاح ملک اور تقرر پارلیمنٹ ہے۔

کسی وقت مین روحانی قوتون سے بہی کام لیا جاتا تہا۔ رفتہ رفتہ مردود ہو رہے وہ روحانی قوتین تو باقی نہ رہین فریمسن مین یہی ربط و اتحاد کے اصول باقی رَہ گئے ہین۔

فریمسن مین اسلام کے خلاف کوئی بات نہین

فریمسن کی نسبت جو شبہات عوام مین پہیلے ہوئے ہین اُسکا بڑا سبب یہی ہے کہ واقعی حال غیرون پر کُہلنے نہین پاتا۔ بے تحقیق جسنے جو چاہا سمجہ لیا۔ یہہ نام یہہ انجمن اور اُس کے تمام متعلقات شبہ کی نگاہ سے دیکہے اور بدگمانی سے سُنے جاتے ہین لاج کو طلسم کدہ خیال کر رکہا ہے۔ عوام حتّٰی کہ ملازمان لاج تک اس کو جادو گہر کہتے ہین۔ یہی سبب ہے کہ ہم کو کسیقدر صراحت سے اسکا حال لکہنا کرنا پڑا۔ اس انجمن کا بجز اتحادی اغراض کے کوئی دوسرا پہلو خلاف ملک و ملّت اور مذہب نہین۔ ملکی و مذہبی بحثین اسکے اصول کی رو سے قطعی خارج ہین ملحد۔ رومن کیتھلک۔ مشرک۔ مجنون۔ فاتر العقل۔ اٹھارہ برس سے کم عمر والے شخص

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 226 of 292

عورتین اس انجمن کی ممبر نہین ہو سکتے۔

قانون مین ایسے لوگون کو جو وحدانیت کے منکر یا ناقابل ہین اپنے فرقہ مین شامل کرنے کا سخت مخالف ہے۔ اسیطرح پولیٹکل و مذہب کی بحث کا مانع ہے۔ مثلاً ایک ممبر انگلینڈ کا۔ دوسرا روس کا۔ تیسرا جاپان کا۔ چوتھا ترکی کا رہنے والا ہے تو یہہ ناممکن ہے کہ ان ممبران مین سے کوئی شخص کیک گورنمنٹ پر نکتہ چینی یا دوسرے کی تعریف کرے۔ یا حیلتاً و صراحتاً۔ کوئی مذہبی تذکرہ چھیڑے۔

جرمنی کے مشہور مصنف لیشنگ کا قول ہے۔ اسُنے مین بنائے جانے کے بعد یہہ بیان کیا تہا۔ جسوقت ماسٹر نے یہہ امید ظاہر کی کہ لیشنگ نے کوئی چیز خلاف سلطنت و مذہب و اخلاق کے اس فرقہ مین نہ پائی ہوگی تو لیشنگ نے جواب دیا۔ نہین۔ مجھے کوئی ایسی چیز نہین ملی۔

جب ملکی و مذہبی تذکرون سے یہہ انجمن پاک ہے تو صرف اخلاقی و اتحادی جلسہ رہ گیا۔

ہر شریک کو حلف اٹھانا پڑتا ہے مگر اُس کی پابندی ممبر کیواسطے بجز اسکے اور کچھہ نہین ہوتی کہ اخفا رکھے اور خاص اخلاقی فرائض کو پورا کرے اخلاقی فرائض کے اخفا مین اہتمام بلیغ کا کیا جانا تعجب سے خالی نہین۔ خیر یہہ ایک معاہدہ کی پابندی ہے لیکن یہہ امر وثوق کے ساتھہ کہا جاتا ہے کہ اسلام کے خلاف کوئی بات فریمین مین نہین ہے۔ ہمارے دوستون مین چند پاک نفوس ایسے اس مین شریک ہین جو بندگان خدا کے خیر اندیش و فرائض پنجگانہ کے سختی کے ساتھہ پابند۔ تلاوت گذار۔ بزرگان دین کے معتقد۔ اسلامی بہی خواہ راست کردار مسلمان ہین۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 227 of 292

اور ایسے بہی ہونگے جو خود غرضانہ پالیسی کی بنا پر ہم قومون ہم مذہبون جتنے کہ دوستون وعزیزون کی ایذا دہی مین بدنام پائے جاینگے۔ جو اپنے مذہب اسلام کی بجنگسی کو اپنا ذریعہ شہرت سمجتے ہونگے۔ اور ایسے بہی ہین جو کسی اعتبار سے درجۂ امتیاز نہین رکھتے۔

کوئی مثال ہمارے علم مین اس زمانہ کی ایسی نہین ہے کہ فریمسن نے انسانی ہمدردی کی بنا پر یا اخلاقی لحاظ سے ظالمون کے سزا دلانے یا مظلومون کی دادرسی مین سعی کی ہو۔ ممکن ہے کہ عام ہمدردی اس کے اصولون مین شامل نہو۔ صرف ممبرون تک محدود ہو جو ہم پر ظاہر نہین ہو سکتی ہے۔

ہندوستانیون کی شرکت زیادہ تر اس بنا پر سُنی گئی کہ بڑے بڑے معزز یورپین سے برابری کی ملاقاتین ہون گی۔ لارڈ۔ ڈیوک حتیٰ کہ قیصر تک کے مسن برادر کہلائین گے۔

ہمنے خود اپنے ایک شناسا کو کہتے ہوئے سُنا جبکہ وہ لندن جارہے تہے کہ قیصر ایڈورڈ ہفتم ہمارے مسن برادر ہین۔ اُنسے بے تکلف ملنا ہو گا۔ یہہ ایک متنائی عزت اضافی اہل ہند کو اس جانب مایل کرتی ہے۔

خوبی تقدیر سے اب ہندوستانیون کے لاج علحدہ کردیے گئے وہ امتیاز بہی باقی نہا رہی یہہ بات کہ ان خوش صحبتون مین منہات شرعی کا استعمال ہوتا ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ جو چیزین آزاد قوم مین مستعمل ہین اُنکا وہان ہونا خلاف عقل نہین۔ مگر یہہ فعل اختیاری ہے۔ اس کو مسن کے قواعد سے کوئی تعلق نہین۔ اگر عادت ناجائز اشیار کے استعمال کی ہے تو بغیر مسن کے کون مانع ہے ہان یہہ کہنا بیجا نہ ہو گا کہ جلسۂ احباب کے لحاظ سے سوسائٹی کے رنگ مین ڈوبنا زیادہ آسان ہے۔

ہماری رائے مین مسلمانون کے لیے شرکت مین کوئی محمود چیز نہین۔ علاوہ بدگمانیون کے وہان کے اخراجات کا بار اوسط آمدنی کا شخص بخوشی برداشت نہین کرسکتا۔ اس کے سوا کوئی کیساہی باوقار ہو اوسکو اوّل ایک ادنے ممبر لاج سے اپنے آپ کو کمتر درجہ مین تسلیم کرنا ہوگا کیونکہ لاج مین بتدریج ڈگریان۔ درجے۔ عطا ہوتے ہین۔ جب تک ایک زمانہ نہ گذرلے وہ کوئی درجہ امتیازی حاصل نہین کرسکتا۔

لہٰذا کسی بڑے مرتبے والے کے لیے یہ کسقدر ننگ کی بات ہے کہ وہ معمولی آدمیون کا ماتحت بنکر رہے۔ اور پھر اوس انجمن مین جہان دینی یا دنیوی یا ملکی نفع کی آیندہ امید نہین۔

ہمارے رہبر کامل سید المرسلین فخر عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی اخوت وہ قایم فرمادی ہے کہ مسلمان جسقدر چاہین اور جہان چاہین علانیہ بلاخوف مذہبی لاج عمدہ سے عمدہ قایم کرسکتے ہین اور قایم کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہماری ہر عبادت گاہ مسجد و خانقاہ بنے بنای لاج ہین جسمین تھوڑے سے اتفاق و اصلاح کی حاجت ہے۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 229 of 292

ہمارے بانی مذہب یا اُن کے مقدس جانشینون نے جو ملک گیری
جہانداری۔ اُلو العزمی ۔علو شان اور پاکیزہ اخلاق کے جلوے دنیا کو دکھائے
وہ کارنامے آج آئینہ کیطرح تاریخی صفحون پر ہمارے ہاتھہ مین ہین ۔اُن کے
علاوہ بڑے بڑے جلیل القدر اسلامی فرمانرواؤن کے تذکرون سے ہمارے
دل وگوش بے خبر نہین ۔

مگر آج ہم اپنے قومی حکمرانون کا مرتبہ ایسے دائرہ مین محدود کرنا
چاہتے ہین جو کسی متبرک امام مسجد یا کسی خانقاہ کے اہل سجادہ کے لیے
زیادہ موزون ہے۔ جن کی صحبت مین سوائے حال وقال کے دوسرا
ذکر نہین ہونے پاتا۔ یا معتقدین الدّنیا جیفۃٌ وطالبھا کلابٌ کا زمزمہ سُناتے
رہتے ہین۔ یہ حالتین بہی بجائے خود بشرطیکہ ریائی نہون بیحد قابل قدر ہین
مگر ہمارے طبقہ اوّل کے اسلامی فرمانرواؤن اور سلسل اُن کے جانشینون
کے حالات سے کسیقدر بیگانہ ہین۔ اگر وہ تنہا گوشہ مین بیٹھکر سبحہ گردانی
کرتے یا خانقاہ مین توجہ دیتے رہتے تو آج دنیا کی تاریخ مین مسلمانون کا
نام جو سنہری اور جلی حرفون مین دوسری قومون کو نمایان نظر آتا ہے وہ
کہان دکھائی دیتا۔

ہمارے مذہبی قانون کلام پاک کی تعلیم۔ ہمارے ہادی برحق
کی تلقین۔ اُس کے مقدس جانشینون کی تقلید ہم کو صاف ہدایت
کر رہی ہے کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام۔

دیگر پابندان مذہب ترک دنیا کے بعد زہد حاصل کرتے ہین۔
لیکن مذہب اسلام کے پیرو دنیا مین رہکر لذات دنیوی پیش نظر رکھکر
نیکی کے ساتھہ دنیا کو برتتے ہین۔ اور زاہد ہوتے ہین۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 230 of 292

حکماے یونان مین ایک نامور حکیم کا طرز تعلیم یہ تہا کہ بُرائی سے بہلائی نکالتی - پارسائی کی تعلیم کے لیے اپنے شاگردون کو فسق و فجور کے مقامون مین لے جاتا - علم و فضل کی ہدایت کے واسطے جاہل اور ناشایستہ لوگون کی صحبت دکہاتا - بالضد علاج بہی ایک طریقہ ہے -

اہل فقر مین بہی دو گروہ ہین - ایک فارغ مشغول - جس کے حالات تارک الدنیا لوگون سے مشابہ ہین - جو دنیا سے فراغت حاصل کرکر تنہائی مین عبادات الٰہی بجالاتے ہین -

دوسرے مشغول فارغ - جو باوصف محرکات دنیاوی اپنے نفس پُر پوری قدرت رکہتے ہین - اور جادۂ اعتدال سے باہر نہین ہوتی یہہ شکل مرتبے اسلام زیادہ تر اسی طریقۂ تعلیم پر اصرار کرتا ہے - اور امیر اسکے مصداق ہین -

جہان تک ہماری یاد ہم کو مدد دیتی ہے ہمنے کسی تاریخی کتاب مین دیکہا ہے امیر تیمور صاحبقران ایک بزرگ صاحب نسبت کی خدمت مین حاضر ہوئے - جب اُن سے ملے تو اُن کی قوت روحانیت نے ایسا بے اختیار کیا کہ کمر سے تلوار کہولکر اُن بزرگ کے سامنے رکہدی اور استدعا کی کہ مجھہ کو حلقۂ مریدی مین لیکر تعلیم درویشی فرمائیے -

وہ بزرگ مسکرائے اور فرمایا کہ آپ کی خواہش کا کل جواب دیا جائیگا شب کو عالم رویا مین امیر تیمور نے دیکہا کہ دربار حضور سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم منعقد ہے جس مین ہزارہا متبرّک صورتین حاضر ہین - وہ بزرگ بہی جن سے امیر نے استدعاء بعیت کی تہی موجود

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 231 of 292

ہین۔ وہ بزرگ امیر تیمور کو لیکر پیشگاہ حضورؑ مین باادب حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہہ شخص سلطنت چھوڑ کر درویشی کا متمنّی ہے۔

حضور اقدسؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے امیر تیمور سلطنت انعام الٰہی ہے۔ تم کو تلوار اِس لیے عطا ہوئی ہے کہ دین الٰہی کی مدد کرو۔ بندگان خدا کی حاجتین برلاؤ۔ یہی تمھاری ولایت و درویشی ہے۔

یہہ واقعہ اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ایک منصف باخدا عادل۔ رعیت پرور بادشاہ کا مرتبہ ہرگز کسی صاحب روحانیت بزرگ سے کم نہین۔

بادشاہ کی ایک ساعت کا انصاف عبادت صدسالہ کی برابر ہے

ھز مجسٹی امیر افغانستان کے حالات خود اِس امر کے شاہد ہین کہ اُن کا عہد حکومت۔ کیسا مبارک۔ اور باانصاف دور ہے۔ اُن کو اپنی جہانبانی کے ذمہ دارانہ فرائض ادا کرنے مین کسدرجہ انہماک ہے۔

پھر اون مین ایک تارک الدّنیا امام۔ یا گوشہ نشین صاحب سجادہ کے خصایل کی جستجو یا انسانی دائرہ سے بڑھا کر کسی فرشتہ کی خوبو تلاش کرنے حدود دانش سے بالکل علحٰدہ ہے۔

تمدن یافتیش کلام الملوک ملوک الکلام - یہہ مقولہ ہر سلطنت کے خزاین معقولات کی کلید مستحکمہ مین سے ہے - فن معاشرت مین یہہ بات بدیہیات سے قرار دی گئی ہے کہ کسی قوم کی مجموعی قابلیت اُسکی سلطنت کی شکل مین عمل کرتی ہے - یا یون کہنا چاہئے ہر سلطنت مین افراد قومی کی قابلیت کا نمونہ اُسکی سلطنت ہوتی ہے - اسمین خواہ کلام - خواہ وضع - خواہ لباس شمار کر لیا جاوے - اسی بنا پر مدبران وقت کی اجازت نہین کہ عامہ خلایق رموز سلطنت سے متفحص ہو -

کسی مضمون پر بحث کرنے کے لیے ضرور ہے کہ بحث کرنے والا اُس فن کی تفصیل اور موضوعات سے واقف ہو - چہ جائیکہ بحث مضمون سلطنت سے ہو اُسکے مراتب اُس کی رفعت اور اُسکا جلال ہمیشہ معمولی علم سے خارج اور معمولی نگاہون کو خیرہ کرتا ہے -

ہم نہین چاہتے تھے کہ ایسی بلند ہواؤن کی آمد و رفت سے بحث کرین - چونکہ یہ بحث زبان زد خاص و عام ہو چکی ہے لہذا ضرور ہوا کہ اسکے مالہٗ و ماعلیہ پر ایک نظر سرسری ڈالی جائے -

بادشاہون و سلاطین پر جو اعتراضات ہوتے ہین اُن کا مجیب ہمیشہ الزام تملق کے خطر مین رہتا ہے - مگر اس ڈر سے اپنے منصبی فرض کو ترک کرنا نہ صرف دلیل کمزوری و جبن ہے بلکہ اُس حق کا خون ہے جو ہر مورخ کی گردن پر اُن فرمانروایان عالم کا ہے جو اپنی زندگی ملک و قوم کی صلاح و فلاح مین صرف کرتے ہین -

ناعاقبت اندیشان و گوشہ نشینان ضرور ہز مجسٹی امیر افغانستان پر یہ اعتراض بھی کرتے ہین کہ سیاحت ہند مین اعلیحضرت نے مالی حُسن نظم و تتبع لباس اجانب کیا سب سے پہلے ہم کو وہی معذرت پیش کرنا ہے جسکا ذکر اجمالاً اوپر کر آئے ہین یعنی ع

رموز مملکت خویش خسروان دانند

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 233 of 292

اُس کے بعد یہ کہنا ہے کہ جہان تک ہم کو علم ہے اعلیٰحضرت امیر کے اخراجات
اس سیاحت ہند مین تین قسم سے خالی نہ تھے۔

اوّل امور مفید عام کی اعانت۔ دوسری خیرات۔ تیسری تحفظ شان جو سلاطین کے شایان ہی
اوّل قسم مین وہ عطیات خسروانہ ہین جو آپ نے علی گڈہ کالج و حمایت الاسلام
لاہور وغیرہ کے لیے مبذول کیے۔ دوسری نذرات جو زیارت و مجاورون پر
ارزانی فرمائے یا غیر مذاہب کے معابد و منادر کو عطا کیے اسی قبیل سے
اُن کے وہ اصراف ہین جو فینسی فیر وغیرہ مین محتاجون کیلئے کیے گئے فینسی فیر
اہل مغرب کے یہان وہ خاص موقعے ہین جہان میلے کے طور پر نفیس نفیس چیزین
دولتمندون کی لیڈیان تاجرانہ شکل مین امراء کے سامنے پیش کرتی ہین۔ اور
اُن کے محاصل سے حاجتمند و غربا کی مدد کیجاتی ہے۔

ایسے موقعون پر خرید فروخت نہ تجارت کی غرض سے ہوتی ہے نہ نمائش کے خیال سے بلکہ محض
امدادی اغراض و کار خیر کی بنا ر پر۔

تیسرے وہ صرف جو اپنی تحفظ شان و مرتبہ یا ضرورت ملک کے لحاظ کیے گئے مثلاً
ایک بادشاہ جسکی قوم سپہگری کے لیے نام آور ہو غیر ملک کے تجار کے یہان
گھوڑے یا دیگر اسباب حرب دیکھے تو نہ صرف بلحاظ تہذیب بلکہ باعتبار ضرورت
اُس کو کچھ خریدنا لازمی ہو جاتا ہے۔

اسیطرح ضروریات لباس جو ایک ملک مین نہ ہوتی ہون اور دوسرے ملک کے
اثنا ر سیاحت مین پیش آئین تو اُن کا خرید کرنا ایک امر ضروری خیال کیا جاتا ہے
معترضین سے ہم کو فقط اتنا پوچھنا ہے کہ اعلیٰحضرت کے مصارف عالیہ مین سے
کوئی جز و ان اغراض مناسبہ کے مخالف یا منافی ہوا ہے۔ اگر نہین ہے تو
اُن کی مقدس ذات پر حرف گیری کرنا ایک بڑا گناہ اپنے ذمہ لینا ہے۔ اگر کوئی

جز داس سے خارج ہے تو ہم امید کرتے ہین کہ جو طریقہ ممکن ہو اُس طریقہ سے وہ صرف خاص خود اعلیحضرت متروک فرمائین جبتک مالی حالت ملک کی اجازت نہ دے اُس صرف کو چیسنز التوا مین رکھین۔

اسباب معیشت مین لطافت وحُسن جسقدر دلکش امر ہے اُسیقدر یہ ضروری ہو کہ اخراجات کسی حالت مین اندازۂ امکان معقول سے باہر نہ جانے پائین۔ یہہ بات ایک حد تک تسلیم کرنے کے قابل ہو کہ ترقی یافتہ ملکون کا جس جانب میلان اور حکمران ودولتمند قومون کا جسطرف رجحان ہوتا ہے ہر ترقی کرنیوالی قوم کی توجہ اُس پر مبذول ہو جاتی ہے یہی موقع مآل کا سوچنے اور اعتدال ملحوظ رکھنے کا ہے۔

عربؔ نے تمدن مین نمایان ترقی کی تہی۔ اسلام نے عرب کی طاقت کو متفق کر دیا تہا مدینۂ طیبہ اس متفقہ طاقت کا مرکز تہا۔ جزیرہ نما عرب کا وہ حصہ جسے حجاز کہتے ہین اور جہان مدینہ منورہ واقع ہے خشک زمین مین ہے۔ بنی امیہ نے دمشق کو دار الحکومت قرار دیا دمشق نے اہل عرب کو ایک زرخیز و نہایت سرسبز و شاداب ملک مین جمع کیا اونہین دیگر اقوام سے ملایا۔ اس میل جول نے کچھہ اور ہی گل کھلایا بنی امیہ کے بعد حکومت نے پہلو بدلا اور بنی عباس کی نوبت آئی۔ بغداد دار الخلافۃ قرار پایا۔ تمدن اپنا کام کر رہا تہا عرب نے نہایت تیزی کیساتہہ اسکو انتہائی درجہ پر پہنچنے کے لیے قدم بڑہایا جو کچھہ اثر اسلام نے اُن کی طبائع پر کیا وہ اُن کے تمدن پر غالب رہا۔ اِسکے ساتھہ وہ بہی سب قومون پر غالب رہے لیکن جون جون مذہبی رنگ اُڑتا گیا وہ تمدن مین حیرت انگیز ترقی کرتے گئے یہی وہ زمانہ ہے جب اُن کا زوال شروع ہوا۔

تمدن جسکا اظہار فخر کے ساتھہ کیا جاتا ہے اسلام اُس کو اعتدال سے زیادہ نہین پسند کرتا۔ چاندی سونے اور جواہرات کا زیورات کی طرح استعمال ریشمی کپڑون اور رنگت نما لباس۔ مصوری۔ بُت تراشی کی ممانعت ہے اور یہی اسباب مین جنپر ہم

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 235 of 292

ایک قوم کا تمدن ناز کرتا ہے۔ اور یہی سامان جب اعتدال سے بڑہتے ہین تو زوال کا باعث ہین
عرب نے جسقدر تمدن مین ترقی کی اُسیقدر اُن مین زوال آتا گیا وہ سادہ تمدن جسکو
قایم رکہنے کے لیے اسلام نے اصول وقواعد باندہ رکہے ہین اُنکا دستور العمل رہا
اورجسوقت اُس سے تجاوز کیا وہ حقیقی ترقی کے زینہ سے نیچے آرہے اگرچہ وہ
خود اور تمام دنیا خیال کرتی تہی کہ وہ عروج کر رہے ہین۔ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا
خلفاء بنی اُمیّہ وبنی عباسؓ سے مقابلہ کیا جاوے اور مدینہ ودمشق وبغداد کی شہریت پر
غور ہو تو زمین وآسمان کا فرق معلوم ہوگا۔ خلفاء کے قصر کا تو ذکر کیا صرف مساجد
کی تعمیر مین مختلف زمانون مین جو کچہہ تغیر واقع ہوا اُس سے اس امر کی تائید ہوتی ہے
کہ عرب سادگی کو چہوڑ کر نمایشی تمدن کو ترقی دے رہا تہا۔ صدر اسلام مین مساجد
صرف اس غرض سے تعمیر ہوتی تہین کہ لوگ ایک جگہہ جمع ہوکر نماز پڑہین اور
اس لیے ہر ایک شہر مین ضرورت سے زیادہ مسجدین کبہی تعمیر نہ ہوتی تہین نہ انکے
محراب ومنبر نقش ونگار سے آراستہ تہے۔ اسلام نے ہر ایک امر مین اتفاق
کو مدنظر رکہا ہے۔ لہذا نماز باجماعت کی تاکید ہے اور اسی لیے مساجد تعمیر ہوتی ہین
ورنہ بعض حالتون مین تو اسکی بہی کچہہ ضرورت نہین۔ تمام زمین پر ہر ایک مسلمان
جس جگہہ چاہے نماز پڑہ سکتا ہے اپنا آپ امام اور آپ مقتدی۔ عبادت کے لیے کسی
معابد وگرجا کی ضرورت نہین۔ احکم الحاکمین کے حضور فرش خاک پر سجدہ کرنا
حقیقی خشوع وخضوع پیدا کرتا ہے۔ قالین یا ریشمین مصلّے دل کو نرم نہین بنا سکتے
پتہر کا فرش سنگدلون کو موم نہین کر سکتا۔

تاریخ عالم موجود ہے اگر ہم اُن اسباب پر غور کرین جو مختلف اقوام کی ترقی کا باعث
ہوئے اور اُن اسباب پر فکر کرین جو اُن کے تنزل کے وجوہ ہین تو ہم یقیناً
اُس نتیجہ پر پہنچ جائینگے کہ کسی قوم کی حالت مین تغیر واقع نہین ہوتا جبتک کہ جادہ

اعتدال سے تجاوز نہین کرتی۔ وہ تمدن مین ترقی کرتی ہے تو اوس کے تنزّل کا آغاز ہوجاتا ہے۔

کوئی مذہب ہمین اس تنزل سے بچنے کے وسائل نہین بتاتا کوئی دین دومی ترقی کے اسباب نہین سکہاتا۔ مگر اسلام مین یہہ خوبی ہے کہ اُن برائیون سے باز رہنے کی ہدایت کرتا ہے جو ادبار۔ ذلّت اور سکنت کے باعث ہین۔ اور ساتہہی اُن اوصاف حسنہ کی تعلیم کرتا ہے جو ترقی کا زینہ ہے۔ کسی مذہبی کتاب مین تنزلؔ و ترقی کے اسباب اسطرح صاف صاف الفاظ مین بیان نہین کیے گئے جسطرح قرآن پاک مین بنی اسرائیل کی نسبت مذکور ہے۔

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ الخ پارہ اول رکوع سورہ بقرہ

اور جب تمنے کہا ای موسیٰؑ ہم ہرگز ایک کہانے پر قناعت نکرینگے پس آپ اپنے پروردگار سے دعا کیجیے ہمارے لیے وہ چیزین نکالے جو زمین اُگاتی ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا کیا تم بہتر چیز کو ادنےٰ چیز سے بدلتے ہو۔ شہر مین اُترو تم نے جو مانگا ہے ملیگا۔

بنی اسرائیل شہری زندگی سے واقف تہے۔ حضرت موسیٰؑ اُنہین مصر سے نکالکر لائے تہے۔ وہ جنگلون مین خانہ بدوشی کا زمانہ بہی بسر کرچکے تہے۔ حضرت موسیٰ پر اُن کی خواہش کا اظہار ہوا اور یہ بہی معلوم ہوا کہ اُن کا تمدن تقاضہ کرتا ہے کہ شہریت مین ترقی کرین۔

حضرت موسیٰؑ نے بہت سمجہایا مگر وہ نہ سمجہے۔ آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ شہری زندگی مین ترقی کرنے لگے مگر فی الحقیقت وہ تنزل کر رہے تہے۔ اگر وہ حد سے تجاوز نہ کرتے اور تمدن کے ساتہہ اعتدال کو قایم رکہتے تو اُن سے حرکات بیجا سرزد نہوتین۔

مثیل موسیٰؑ کے لیے ضرور تہا کہ اپنی امت کو بنی اسرائیل کی مثال بیان کرکے اُن خرابیون کو ظاہر فرمائے جو ذلت و سکنت کا موجب اور غضب خدا کا نتیجہ ہین دوسرے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 237 of 292

الفاظ مین جو اعتدال سے تجاوز کرنا ہے۔

کلام پاک مین جہان اعتدال کی خوبی بیان کیگئی ہے ساتھہ ہی تجاوز کرنے اور برائیون کا اظہار ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوۡا مِمَّا فِی الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۚ وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ۝ اِنَّمَا یَاۡمُرُكُمۡ بِالسُّوۡٓءِ وَالۡفَحۡشَآءِ وَاَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝

لوگو زمین مین جو چیز حلال طیب ہے اُس مین سے (جو چاہو بے تأمل) کھاؤ۔ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہین بدی اور بیحیائی ہی (کے کام کرنے) کو کہیگا۔ اور یہہ (چاہیگا) کہ (اپنی طرف سے) بے سمجھے بوجھے خدا پر بہتان باندہو۔

"اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَعِبۡرَةً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ ۝ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالۡبَنِیۡنَ وَالۡقَنَاطِیۡرِ الۡمُقَنۡطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالۡفِضَّةِ وَالۡخَیۡلِ الۡمُسَوَّمَةِ وَالۡاَنۡعَامِ وَالۡحَرۡثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۚ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الۡمَاٰبِ ۝ قُلۡ اَؤُنَبِّئُكُمۡ بِخَیۡرٍ مِّنۡ ذٰلِكُمۡ ؕ"

اس مین شک نہین جو لوگ (دل کے) سوجھہ رکھتے ہین اون کے لیے اس (واقعہ) مین عبرت ہے۔ لوگون کو مرغوب چیزون یعنی عورتون اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈہیرون اور عمدہ عمدہ گھوڑون و مویشیون و کھیتی کے ساتھہ دلبستگی بھلی معلوم ہوتی ہے حالانکہ یہہ دنیا کی زندگی کے (چند روزہ) فائدے ہین۔ اور اچھا ٹھکانہ تو اُسی (اللہ) کے ہان ہے۔ (اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کہ مین تمکو ان سے بہتر چیز بتاؤن۔

قرآن مجید مین مذکورۂ بالا آیات کے علاوہ بہت سی آیتین گذشتہ زمانہ کے

اقوام کی تمدنی ترقی اور نمود و شان و شوکت و اُن کے تنزل و بربادی کے اسباب بیان کی گئی ہین۔

احکام الٰہی سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہانے پینے کی ممانعت نہین کی۔ رزق حلال وطیب کی اجازت ہے۔ مگر خواہشات نفسانی کی پیچہا نکی ممانعت ہے ہماری خواہشین تو یہی ہین کہ خوشحال عورتون کا ہجوم۔ اولاد۔ روپیہ پیسہ۔ مویشی صرف ظاہری نمود کے لیے ہون اور زراعت بہی ہو۔ یہی تمدن کے اسباب ہین

مسلمان جب حد اعتدال سے گزر کر عیش و عشرت کیطرف مائل۔ اور ظاہری آرایش و نمایش بے سود۔ نمود کی جانب راغب ہو گئے اور اُس سادہ تمدن کو بہول گئے جو انہین سکہایا گیا تہا۔ اور جسکی وجہ سے اُنہین غلبہ حاصل ہوا تہا تو اُن کو ذلت و مسکنت مین مبتلا ہونا بہی ضرور تہا اور وہی انجام ہوا جو مسرفین کا ہوا کرتا ہے۔

حالانکہ اُن سے پیشتر مُسرف و جادۂ اعتدال سے تجاوز کرنے والی قومون کو اللہ تعالےٰ نے حد سے بڑہجانے کے باعث فنا کر دیا تہا۔ باوجود اسکے اہل اللہ اِن کو قومون کی تباہی کا حال سُنا سُنا کر ڈراتے اور سمجہاتے رہے کہ اسراف سے باز آؤ۔ دیکہو رومیون کا کیا حال ہوا۔ ایرانیون پر کیا تباہی آئی۔

پہر اللہ تعالیٰ نے تمہین اُن پر مسلط کر کے خلیفہ بنایا تاکہ تم دنیا کو عدل و انصاف سے بہرہ دو اور گذشتہ قومون کی تباہی سے عبرت پکڑو۔

الہامی کتاب مین ہدایت ہے کہ سونے چاندی کا بطور زیورات کے استعمال ترک کرو۔ بے فائدہ روپیہ جمع نہ کرو۔ اگر روپیہ جمع ہو تو قومی کام مین لگاؤ۔ ایسا لباس جو ظاہری آرائش ہے ناپسند کرو۔ اسراف سے باز آؤ۔ اگر ایثار نہین کر سکتے تو خیرات مین حصہ لیا جاوے۔ اور یہ بہی نہ ہوسکے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 239 of 292

تو زکوٰۃ تو فرض ہے مگر یہ تمدنی اسراف وہ عدوی جانی ہے جس کی موجودگی مین نہ کسی قوی دشمن کی ضرورت۔ نہ زبردست مخالف کی حاجت۔ تنہا حد اعتدال سے بڑھا ہوا تمدن بربادی کے لیے کافی ہے۔ جسکو یہہ چھو گیا وہ عمر بھر نہ پنپا۔

تاریخ افغانستان اس امر کا فیصلہ بیّن کر دینے والی ہے کہ وہ ولایت جہان اور خرابیون سے مبرّا ہے۔ مرض اسراف سے بھی اسی طور پر وہان کی رعایا۔ و سلاطین پاک ہین یہہ برأت خواہ ملک کی مالی تمدن کا نتیجہ یا وہان کے باشندون کی روشن خیالی یا صحیح دماغی کا سبب یا اسلامی خوبیون کی برکت ہو۔

ضیاء الملّت والدّین مرحوم فیشن کے مخالف تھے پرنس نصر اللہ خان واعتماد الدّولہ۔ سردار عبد القدوس خان امیر مرحوم کے قدم بقدم ہین۔

اعلیٰحضرت ہز مجسٹی امیر افغانستان جیسے روشن دماغ۔ باخبر اور وقت و مرتبہ شناس کے روبرو سلطان عبد العزیز خان شہنشاہ ترکی کی معزولی کے اسباب وحکومت وجان کا جانا۔ شاہ ناصر الدین قاچار کے دل مین نئے تمدن کی امنگون کا آنا۔ اور خزانہ کا خالی کر دینا۔ شاہ مظفر الدین قاچار کا دولت ملک کھو کر قرضدار بن جانا؛

عبرت کے لیے یہ حال کی مثالین پیش کرنا۔ خالی از سود ادبی نہین ہے۔

تمام دنیا کی سیاستی و تمدنی خرابیون کا استقرا اگر کیا جاوے تو بڑا حصہ ہر شخص کی پریشانی کا اُس کے اسراف کے سبب

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 240 of 292

سے پایا جائیگا۔ ایشیا کا تجربہ کار اور فلاسفر اس مضمون کو چھ سو برس پہلے کیا خوب فرمایا گیا ہے۔ ؎

براحوال آنکس بباید گریست
کہ دخلش بود نوزده چرخ بیست

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 241 of 292

لارڈ منٹو کے حالات

تصویر سخن ہمیشہ نیم رخ رہتی ہے۔ اگر محض مہمان کے حالات پر اکتفا کیا جاوے اور میزبان یا قایم مقام منتظم میزبان کا حال فروگذاشت کر دیا جاوے تقاضائے تکمیل بیان ہے کہ ہم مختصر حالات اپنے معزز میزبان لارڈ منٹو وایسرائے کشور ہند زیب قلم کرین یہ نامور وایسرائے کریم ابن کریم ہے۔ برخلاف اُن کامیاب وایسرایون کے جن کو حُسن کارگذاری یا محض حُسن اتفاق نے اس مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچایا۔ اِسلیے ضرور ہے کہ ان جیسے دو قسم کے حکمرانون مین گو اصول سلطنت ایک ہون مگر طریقہ عمل مین فرق ہو گا۔

لارڈ کرزن باوجود تمام قابلیتون اور کامیابیون کے اعلیٰحضرت شاہ افغانستان کی شرف مہمانداری سے محروم و مایوس رہے۔ لارڈ منٹو کے اخلاق شاہانہ کا یہہ آسان نتیجہ تھا۔ اور کیون نہ ہو۔ اقتدار اِن کا ترکۂ خاندانی ہے اِن کے جد امجد سنہ ۱۸۰۶ء مین گورنر جنرل ہند تھے۔ اور سنہ ۱۹۰۵ء مین ٹھیک ایک صدی کے بعد اب وایسرائے حال اُسی منصب و مسند پر متمکن ہین جو اس امر کی دلیل واضح ہے کہ فضل و عظمت اس خاندان مین کوئی امر اتفاقی نہین بلکہ ایک عنصر کیطرح ہر ایک ممبر خاندان مین سرایت کیے ہوئے اور مسلسل بات ہے۔

یہ کہنا بیجا نہ ہو گا کہ مسند حکومت اُن کی آبائی اور اجدادی عظمتون سے صد گونہ فیضیاب ہے جس آسانی اور فراخ حوصلگی سے رسوم مہمانداری ادا کی گئین اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراسم شاہانہ سے کسقدر واقف ہے۔ اعلیٰحضرت کے دلپر جو اثر اس کشادہ دلی اور خلوص اخلاق اور مہمانداری کا ہوا وہ اُس وداعی تقریر سے

ثابت ہوتا ہے جو ہز مجسٹی نے جمرود پر کی تھی جسکا لب لباب یہہ ہے کہ اگر
مین مہمان بنکر ہند مین نہ آتا تو مجھے اس خلوص اور یکجہتی گورنمنٹ برٹش کا صحیح اندازہ
ہونا محال تھا - یہ ایک اعجاز قانون میزبانی ہے - گو عوام نہ سمجھین مگر استحکام کا یہ
بنیادی پتھر ہے -

سرحد کے قلعون کے سلسلے - لشکرون کے ہجوم اور معاہدون کے شرائط
ہرگز یہ استحکام پیدا نہ کر سکتے تھے جو لارڈ منٹو کے اس اخلاق مہمانداری نے پیدا کیے
ہندوستان کے مسلمانون پر جو بہترین معنوی اثر ایسے حسن مراسم سے پڑا ہی
وہ ایسی چیز نہین جو کسی بیان مین آسکے - صرف مسلمانون کے دل جانتے ہین
اور مسلمان ہی اُس کو پہچانتے ہین -

اگر ہمارے مضمون کی حد سے باہر نہ ہوتا - یا - ہمکو حدود پالٹیکس مین مداخلت بیجا کا
احتمال نہ ہوتا تو ہم ضرور اُس محفوظ و مستحکم پالیسی کی بھی تشریح بیان کرتے
جس کی وجہ سے قابل وایسرائے حال نے قرنون کی کجرو رفتار ترقی کے
بُرے اثرون کو حد خاص سے آگے بڑھنے نہ دیا - اور اپنے وقار - رائے
اور جذبون کے عزم سے ترازوئے سلطنت مین پلہ جات متقابل
کو اعتدال سے ہٹنے نہ دیا -

ہز اکسلینسی مین وقار خاندانی کے ساتھہ علم و فضل - متانت و تہذیب
اخلاق و تدبیر کے جوہر موجود ہین -

وہ مختلف جنگون مین شریک ہوے اور ولایت کے مختلف رسالون مین علمی
مضامین اُن کے قلم سے نکلے وہ اہل قلم بھی ہین اور اہل سیف بھی - ہز مجسٹی شاہ
افغانستان سے محترم مہمان کا لارڈ منٹو سا معزز میزبان ہونا چاہیے تھا - ہم ہز اکسلینسی
لارڈ منٹو کے علم و فضل کے معترف اُن کے احسانون کے مشکور ہین -

سرداران ہمراہی

اعلیٰحضرت ہز مجسٹی کے ہمرکاب اکیس ۲۱۰۰ سو آدمیون کی خبر تہی اور اسی تعداد کے لحاظ سے انتظامات کیے گئے تہے۔ لیکن گیارہ ۱۱۰۰ سو آدامی آئے۔ جنہین پندرہ اعلیٰ سردار۔ چالیس سرداران و افسر درجہ دوم۔ اسّی جوانان معتمد باڈی گارڈ۔ باقی فوج وشاگرد پیشہ اشخاص تہے۔ ہم سرداران اعلیٰ وذی مراتب کا حال لکہتے ہین۔

[1] سردار یوسف خان
[2] سردار آصف خان

یہہ دونون بزرگوار حقیقی بہائی مصاحب خاص ومقرب اعلیٰحضرت کے ہین آپ کے پدر عالی مرتبہ سردار یحییٰ خان خلف سردار سلطان محمد خان طلائی[ل] برادر امیر دوست محمد خان تہے۔ سردار یحییٰ خان مدت تک ہندوستان مین بمقام ڈیرہ دون گورنمنٹ انگریزی کے وظیفہ خوار رہے جب وہ ہندوستان آئے تو گورنمنٹ ہند نے اُن کو احترام سے لیا۔ اور سولہ ۱۶۰۰ سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر فرمایا۔ یہہ دونون سردار بہی اپنے پدر عالیقدر کے ساتہہ تہے۔

سردار آصف خان بعہد امیر یعقوب خان گورنر لغمان تہے۔ ان کی حقیقی ہمشیر امیر یعقوب خان کی خاتون ہین۔ سردار یوسف خان ہز مجسٹی امیر کے خسر ہین ضیاء الملّۃ والدّین امیر مرحوم نے سردار یحییٰ خان کو بڑی محبت و آرزو سے بلایا اور اُس اعزاز سے جو گورنمنٹ انگریزی مین تہا بڑہکر اعزاز فرمایا۔ علی آباد مین جو کابل سے تین میل فاصلہ پر ہے ایک نفیس عالی شان کوٹہی رہنے کو عنایت کی۔

اب ہز مجسٹی امیر بہی ان اپنے عزیز مصاحبون کی بدرجہ غایت عزت فرماتے ہین چونکہ

ل سردار سلطان محمد خان امیر دوست محمد خان کے بہائی بڑے کثیر الاولاد تہے پچپن فرزند اور پینسٹھ دختران تہین۔ موجودہ سفیر کرنیل سردار محمد اسمٰعیل خان و استاد الدولہ سردار عبد القدوس خان وزیر دولت افغانستان انہین کے خلف الصدق ہین۔ کابل مین وہ بہ لقب طلائی مشہور تہے۔ انکی سبب یہہ تہا کہ وہ اپنا لباس اور اپنے گہوڑے کا تمام ساز و سامان طلائی رکہتے تہے۔

یہہ شورائے دولت ہین اس لحاظ سے خاص کابل ہین جرنیل غلام حیدر خان چرخی سپہ سالار مرحوم کا عالیشان مکان ایک لاکہہ روپیہ کو خرید فرماکر انہین عنایت کیا گیا ہے۔ علاوہ تنخواہون کے ہمیشہ عطیہ و ہدایۂ شاہی سے یہ سرفراز کیے جاتے ہین۔ بمبئی مین بہی ایک رقم معقول مرحمت کی تہی۔

انصاف یہہ ہے کہ ان دونون سردارون کی جو کچہہ عظمت و عزت کیجاوے۔ وہ اسکے مستحق بہی ہین۔ نہایت سنجیدہ۔ متین۔ ستودہ خصال صاحب اخلاق انسان ہین

سردار سلیمان خان | یہہ شاہ غاسی نظامی یعنی ملٹری سکرٹری سردار آصف خان کے فرزند رشید ہین حلیم۔ خوش خلق۔ قابل شخص ہین۔ عموماً اہل افغانستان کوانسے خوش پایا۔ یہ بہی اعلیحضرات کے ہمیشہ مورد لطف و عنایت رہتے ہین۔ ان کے نائب محمد عزیز خان آپ کے بہائی ہین۔ جنہین اُن کی خاندانی خوبیان سب پائی جاتی

سردار محمد نادر خان | بریگیڈ حضوری۔ سردار یوسف خان کے فرزند دلبند ہین۔ آٹہہ ہزار سالانہ تنخواہ پاتے ہین۔ ہز مجسٹی امیر کو ان سے خاص محبت ہے۔ سپاہ ان سے بجید رضامند ہی انکا برتاؤ فوج کیساتہہ برادرانہ ہے۔ سپاہ مین ہردلعزیزی کے وجوہ ان کے ذاتی اوصاف ہین۔

علی احمد جان | شاہ غاسی ملکی یعنی سکرٹری مال۔ سردار خوشدل خان۔ مخاطب بہ لوی ناب کے صاحبزادہ ہین۔ آدمی قابل انگریزی دان ہین۔ ان کی پہوپی اعلیحضرت کی خاتونون مین بڑے پایہ کی بی بی ہین۔ سراج الخواتین جنکا لقب ہے۔ ان کے نائب محمد عالم خان سردارزادہ نہایت لائق و سمجہدار آدمی ہین

سردار فتح محمد خان | امین العسس۔ یعنی کمشنر پولیس ہین یہہ سردار محمد زکریا خان بہائی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 245 of 292

سردار محمد یحییٰ خان کے خلف رشید ہین۔ آدمی مستعد منتظم۔ باخبر ہین۔ انتظام پولیس ان کی وجہ سے عمدہ حالت مین ہے عام طور پر لوگ ان کے ثنا خوان ہین۔

محمد رفیق خان | امین المقابلہ کی خدمت پر مامور ہین۔ مدت تک ہندوستان مین اپنے نانا سردار ولی محمد خان کے ساتھ بمقام امرتسر رہے۔ خان قلات میر خداداد خان جواب گورنمنٹ کی زیر حفاظت ہین ان کے بہنوئی ہین۔ اہل کابل کو ان کا مداح نہ پایا۔ ہمنے جہان تک دیکھا آدمی ذہین۔ خوش مزاج قابل معلوم ہوئے

---

[9] کرنیل ڈاکٹر غلام نبی خان | یہہ بزرگوار پنجاب کے رئیس ہین۔ عوصہ سے اعلیٰحضرت ہز مجسٹی کے مشیر طبی ہونے کی ان کو عزت حاصل ہے۔ ہز مجسٹی آپ کا اعزاز فرماتے ہین لاہور کے جلسہ مین بھی خود بدولت نے انہین پائین دیکھکر اپنے قریب بالا بلا لیا جس سے حاضرین نے ان کو بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھا۔ آدمی ملنسار و معقول ہین

---

[10] منشی عظیم اللہ خان ترجمان یعنی انٹرپریٹر۔ آدمی قابل اور اپنے کام مین عمدہ مہارت رکھتے ہین

[11] محمد زمان خان۔ خازن کتب ذی فہم شخص ہین۔

سردار زادہ [12] شاہ محمود خان و [13] شاہ ولی خان و [14] شاہ دل خان و [15] احمد شاہ خان۔

[16] سردار زادہ محمد ہاشم خان خلف سردار یوسف خان۔ سردار زادے افسران باڈیگارڈ مقربان اعلیٰحضرت سے ہین۔ سب کے سب گو نوعمر ہین مگر مہذب۔ اپنے خاندانی اوصاف سے متصف ہین اور اردو نہایت صاف و فصیح بولتے ہین۔

---

[17] سردش یعنی باڈی گارڈ۔ اسمین خوانین زادے مقرر کیے جاتے ہین۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 246 of 292

غلام بچہ گان۔ ان کی دو تفریق ہین۔ ایک غلام بچہ گان حضوری۔ یہہ سب خوانین زادے۔ تعلیم و تربیت یافتہ مزاج شناس اعلیحضرت کے ہین۔

دوسرے غلام بچہ گان ہمرکابی۔ یہ سب نوجوان جدید الاسلام ہین جو ملک مفتوحہ سے لائے گئے۔ اعلیحضرت ہز مجسٹی نے اپنے عہد سلطنت مین ان کا رسالہ ترتیب دیا ہے۔ یہ لوگ پابند ارکان مذہب خوش عقیدہ خوش اخلاق مسلمان ہین۔

غرضکہ ہمراہیون مین کیا مصاحبین کیا مقربین۔ کیا افسران۔ کیا سپاہ نہایت نیک طینت نیک کردار منکسر المزاج ایسے خوش عقیدہ ہین جن پر مسلمانون کو فخر کرنا چاہیے۔ بیشتر مقام پر فوج کو کھانا ناوقت ملا۔ سردارون کو خلاف وقت ودیر پہنچا مگر نہ وہ حرف شکوہ زبان پر لائے اور نہ اپنی ایذا و نارضامندی کا اظہار فرمایا۔ اگر وہ ایسا کرتے تو اُن کی حق بجانب تہا۔ مگر نہین۔ اُنھون نے اپنے شریفانہ اخلاق کا پورا ثبوت دیا۔ یہہ اُنہین کی نیکیون کا نتیجہ تہا کہ منتظمین مہمانداری ہر شکایت سے محفوظ رہے۔ ورنہ مہمانون و نیز برٹش افسران کے لیے شکایتون کے پہلو خارج از بیان تہے۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 247 of 292

کارنامۂ جلیل سردار محمد اسمٰعیل خان سفیر دولت خداداد افغانستان

یہہ سردار امیر دوست محمد خان کے بھتیجے سردار سلطان محمد خان کے خلف الرشید اعتماد الدولہ سردار عبد القدوس خان موجودہ پریم منسٹر کابل کے بھائی ہین۔

اول مرتبہ ۱۸۸۰ء مین ہندوستان آئے۔ چودہ برس تک رہے۔ ۱۸۹۴ء مین کابل واپس گئے۔ پانچ برس تک ضیاء الملت والدین امیر مغفور کی حضوری کا شرف حاصل رہا۔

اگست ۱۸۹۹ء مین امیر مرحوم ومغفور نے عہدۂ سفارت ہندوستان پر ممتاز کیا تقرری کے وقت فرمایا کہ ہمنے سفارت ہند کے لیے اُس سردار کو منتخب کیا ہے جو اس ذمہ دارانہ عہدۂ جلیلہ کے لیے ہر طرح موزون ہے۔

کارنامے امیر مرحوم ممدوح نے جن مصلحتون کو مدنظر رکھکر خدمت سفارت تفویض فرمائی تہی اُس کے وہ اہل ثابت ہوئے

سرداران وقبائل فراری ومنحرف کو مطیع ومنقاد بناکر تخت کابل کو اطمینان وتقویت دینا ان کی خدمات مین وقیع خدمت ہے۔ سردار یحیی خان اور اُن کے صاحبزادگان سردار آصف خان وسردار یوسف خان۔ اور سردار محمد عظیم خان ولد امیر دوست محمد خان وسردار محمد امان خان نواسۂ امیر دوست محمد خان۔ وسردار احمد خان ولد سردار سلطان محمد خان۔ وشاہ غاسی محمد اکبر خان ولد شاہ غاسی عطاء اللہ خان ولوی ناب سردار خوشدل خان۔ وسید محمود بادشاہ مع جمعیت کلان۔ ومیر بچہ خان کوہستانی جو ۱۸۸۰ء مین لارڈ رابرٹس سے برسرپیکار وجاندار خان احمد زئی جو بعد وفات ضیاء الملت والدین مغفور مرتکب بغاوت ہوئے اِن کی جمعیت سات ہزار افغانون کی تہی۔ یہہ سب رضامند وفرمانبردار بناکر کابل روانہ کیے گئے وقت وفات امیر عبد الرحمان خان مرحوم پشاور مین بکثرت باثر فراریان

کابل مقیم تھے اُن کی نگرانی خاص طور سے کرائی۔

ان خدمات کے صلہ مین نشان (تمغہ) صداقت اعلیحضرت سراج الملت والدین نے مرحمت فرمایا۔

حمایت الاسلام لاہور مین چھ ہزار سالانہ کا عطیہ جسکو اس سیاحت مین ہز مجسٹی نے المضاعف فرمادیا۔ شہزادہ عنایت اللہ خان کا ہندوستان مین تشریف لانا۔ ہندوستان کی سیاحت شاہ افغانستان اور علی گڈھ مین مہمان بننا۔ ایک رقم کثیر دوامی و یکمشت عطا فرمانا۔ یہہ انہین کے زمانۂ سفارت کی باوقار یادگارین ہین۔ ان یادگارون کا ان کو محرک یا موید اگر نہ کہا جاوے تو انصاف کا خون کرنا اور واقعات سے بے خبری کی دلیل ہے۔

وہ مہمان نواز۔ خوش اخلاق۔ بامروت۔ یار و اغیار سے خندہ جبینی و مدارات سے پیش آنے والے شخص ہین۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء مین جو ڈپوٹیشن معززین اہل اسلام کا وایسرائے کے حضور مین بمقام شملہ پیش ہوا تھا اُسکے تمام ممبران کی دعوت جس فراخ حوصلگی سے کی گئی وہ اُن کی فیاضانہ مہمان نوازی کا بیّن ثبوت ہے۔

ان سے پہلے جو جو بزرگوار منصب سفارت ہندوستان مین رہے اُن مین کسیکو یہہ دعویٰ نہین ہوسکتا کہ ہند و افغانستان کی سلطنتون مین ایسا عمدہ اتحاد قایم ہوا جیسا کہ اب ہے۔

جنرل میر احمد خان جو سب سے پہلے سفیر افغانستان کی حیثیت سے یہان آئے اُنہون نے شملہ مین قضا کی اور سرہند مین دفن ہوئے۔ ضیاء الملۃ والدین اُن کی بیحد عزت کرتے تھے اور اُن مین بہت سی خوبیان تھین۔ مگر جو صحیح دماغ قدرت سے کرنیل سردار محمد اسمعیل خان کو ملا ہے۔ اُسپر خود بھی جسقدر شکر و ناز کرین بجا ہے جس خوش اسلوبی سے اتحاد ہر دو سلطنتون کے یہہ باعث ہوئے وہ

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 249 of 292

ان کا خاص حصہ ہے۔

اکثر مقدس بزرگواران کی آزاد حالت و بے تکلفانہ رنگ سے نارضامند ہین۔ اُن کے زندہ دل۔ رنگین مزاج۔ خوش مذاق۔ طبیعت دار ہونیکا ہمکو بھی اعتراف ہے۔ انسان کی ریائی حالت سے یہہ رنگ بدرجہا بہتر ہوا کرتا ہے۔ اس سے کسی کو دہوکہ نہین ہوتا۔ ہم بھی پبلک کے سامنے فرشتہ کی شان یا مجتہد کی حیثیت سے اُن کو پیش کرنا نہین چاہتے۔ وہ انسان ہین اور بحیثیت انسان اُن پر اس قسم کے اعتراض ہونے آسان ہین۔ مگر اُن کے خوش عقیدہ مسلمان ہونے مین کسیطرح ہمکو شک نہین ؎

وضع صفّی نہ پوچھو اک رند پارسا ہے	لب پر صنم صنم ہے دلمین جدا خدا ہے

وہ با اقبال۔ صاحب تدبیر۔ خوش نصیب ہین۔ مگر اپنے احباب کی طرف سے خوش قسمت نہین۔ اور تعجب یہہ ہے کہ جسقدر زیادہ جس شخص سے اُنکا واسطہ خصوصیت کا ہے اُتنا ہی زیادہ اُس سے وہ مایوس ہوتے ہین۔ اس موقع پر بھی اُن کو خاص احباب سے شکایت کا پہلو ہاتھ آیا اور اُن کے احباب مین سے کسی نے خبر اُڑائی کہ ہز مجسٹی امیر اپنے سفیر سے نارضامند ہین۔ کسی نے مشہور کیا کہ وہ اس عہدہ پر اب قایم نہین رہ سکتے کسی نے شہرت دی کہ جوابدہی کے لیے کابل طلب ہونگے۔ غرضکہ بہت سی افواہین اُڑائین۔ مگر ۳۔ مارچ ۱۹۰۶ء کو بمقام لاہور ہز مجسٹی امیر نے اپنے سفیر سے برٹش افسران کی موجودگی مین فرمایا۔

"لوگون نے یہہ خبر غلط مشہور کی ہے کہ ما بدولت آپ سے ناخوش ہین۔ آپ کو معلوم ہے کہ کون اس کا باعث ہے"

سفیر نے گزارش کیا کہ جب اپنے ملازم پر نظر عنایت بادشاہ ہوتی ہے اُس کے ہزارون حاسد ہو جاتے ہین۔ مین کس کا نام عرض کرون۔"

البتہ ہمنے یہہ ضرور سُنا کہ سفیر صاحب برائے چندے یا دوامی اپنی خدمات

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 250 of 292

سے سبکدوشی چاہتے تھے۔ مگر اعلحضرت ہز مجسٹی نے اُسوقت اُن کی استدعا
کو نامنظور فرمایا۔ اسپر اُنھون نے کوئی عرضداشت مصاحبان اعلحضرت کے سپرد
کی جسکے مضمون و نتیجہ سے اب تک ہم لاعلم ہین۔

اُن کے احباب مین صرف ایک حکیم حافظ محمد اجمل خان رئیس دہلی سچے
خیر اندیش ہین۔ مگر حکیم صاحب فطرتاً اس قسم کے انسان ہین جو اپنے
مخالفون کے بھی بدخواہ نہین ہوتے۔

سفیر صاحب مین بھی یہہ خاص صفت ہے کہ وہ تمام اپنے احباب سے
یکسان برتاو فرماتے ہین۔

کمیٹی مہمانداری

معمولی طور پر کمیٹی مہمانداران ایسی چیز نہین جس کو ضرور ہی جزو کتاب کیا جاوے۔ اُسکا اثر نہ ملک کے پالیٹکس پر پڑتا ہے۔ نہ سوسائٹی کے متعلقات سے سمجھا جاسکتا ہے۔ مگر اس خاص صورت مین ہم اُس کو ایک نہایت ضروری امر سمجھتے ہین کہ اُس کے ارکان مین سلطنت کابل و برٹش انڈیا کے ملازم وافسرانِ مقررہ اور چند اُن ہندوستانیون کا تعلق ہے جو ملازمت سے الگ ہین۔

ایسے مجموعہ مختلف القابلیت کی خدمات پر نظر ڈالنا اور مصالح ترکیبی سے بحث کرنا قرین مصلحت سمجھا۔ اور یہہ دکھلانا مناسب معلوم ہوا کہ کسی مجموعہ کی ناموزون ترکیب مقاصد اصلیہ کو کسطرح نقصان پہونچاتی ہے۔ اور خاص نامناسب طریقہ کے اثر کسطرح منجر بہ نتائج عام ہوجاتے ہین۔ جس سے ایک قوم یا ملک کے باشندون کی نیکنامی و بدنامی پر اثر پڑتا ہے۔ اور سب سے زیادہ یہہ دکھلانا مقصود ہے کہ قدرتی اخلاق بڑہائی کس طرح سے ہجوم کشاکش مین آخر کار ممیز دا دفق ہوتی ہے۔

اس کمیٹی مین تین قسم کے ارکان تھے۔ ایک یورپین ملازمان برٹش گورنمنٹ دوسرے سفیر افغانستان۔ تیسرے ہندوستانی جنہین قریب قریب سب اہل پنجاب تھے۔

انگلش پارٹی — یورپین جماعت مین سر ہنری میکموہن چیف کمشنر بلوچستان۔ مسٹر ڈالبس ڈپٹی فارن سکرٹری۔ ڈاکٹر میجر برڈ۔ میجر ڈیوک۔ میجر بروک کپتان ریزی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 252 of 292

کیپٹن ڈرمینڈ تھے۔ ان مین ہر ایک افسر اپنے فرائض وذمہ داری سے آگاہ۔ خدمات مفوضہ کی بجا آوری مین مجسم اہل اور قابلیت مہمان نوازی کی بنا پر انتخاب تھا۔

سر ہنری میکموہن بلحاظ حکمران صوبہ سرحدی مہمانون کی طرز معاشرت سے باخبر۔ پشتو وفارسی کے زبان دان۔ فطرتی وذاتی قابلیت کے اعتبار سے ستین۔ دوراندیش۔ مستعد۔ جفاکش۔ جن کی باتون مین نرمی اخلاق مین خداداد تہذیب ہے۔ انتظام مہمانداری مین جس اعلیٰ مرتبہ پر وہ تھے اُسی لحاظ سے اپنے فرائض کے بجالانے مین اُنہین انہماک تھا۔

مسٹر ڈابس۔ بربنا رشرکت ڈیرنشین اہل افغانستان کے اخلاق سے واقف اور فارسی کے ماہر۔ رموز تہذیب سے آشنا۔ نہایت سنجیدہ۔ جفاکشی وباخبری مین شاید ہی کسی کو ان کی ہمسری کا دعویٰ ہو۔

میجر برڈ۔ ان کو شاہ افغانستان کے معالج ہونے کا شرف حاصل ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ہز مجسٹی امیر کے علاج کی غرض سے آپ افغانستان بھیجے گئے تھے۔ ان کے حسن خلق۔ خوش مزاجی۔ اور قابلیت کا وہ شخص صحیح اندازہ کرسکتا ہے جو ان سے ایک دفعہ بھی مل لیا ہو۔

میجر ڈیوک۔ میجر بروک۔ کیپٹن ریلزی۔ کیپٹن ڈرمینڈ۔ ان مین ایک سے ایک بہتر عادات واطوار مین شریف الخصال۔ خوبی انتظام وحسن مہماندار ی مین اپنی آپ مثال ہے۔

حق یہ ہے کہ خداوند عالم جس زمانہ مین جس قوم کو زمین کا وارث بناتا ہے اور جس کے ہاتھ مین عنان سلطنت دیتا ہے اُس قوم کے اطوار۔ افعال اور اقوال معاملات اخلاق بحیثیت مجموعی عام طبقون مین برتر وممیز ہوجایا کرتے ہین۔

یورپین حکام نے ابتدائے سفر سے تا اختتام سفر ہز مجسٹی امیر کے راحت و آرام پہونچانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ذرا ذرا سی بات کا خیال رکھا۔ جس امر مین اعلیحضرت امیر کی ناپسندیدگی کا شبہ گذرا۔ اُسے نہونے دیا جس چیز کی ضرورت محسوس ہوئی وہی حاضر جس شے کی حاجت پیش آتی معلوم ہوئی وہ طلب سے پہلے موجود۔ اپنی تمام آسایشین فراموش۔ رات دن اسی ذہن مین رہے کہ کوئی پہلو ناخوشی یا بے لطفی کا نہ نکل آئے۔ شبانہ روز کی راحتین قربان کردین۔ مگر ہز مجسٹی امیر کی طبیعت پر گرانی نہ آنے دی۔ باتین کہین وہ جس سے فرحت ہو۔ سامان بہم پہونچائے تو ایسے جن سے راحت ملے پورا پورا اتباع صاحبان موصوف الصدر کا تمام مقامی برٹش افسران نے بہی کیا۔

انگلش پارٹی عموماً اور سر ہنری میکموہن و مسٹر ڈابس خصوصاً مراسم مہمانداری بجالانے ۔ فرائض مدارات ادا کرنے کے صلہ مین بجید مستحق تحسین و آفرین ہین وہ ہر موقع پر ایک رفیق مزاجدان و مصاحب دلسوز کیطرح ساتھہ رہے جس خوبی و خوبصورتی سے اُنھون نے یہہ ڈیوٹی انجام دی وہ خارج از توصیف ہے۔

بعد مراجعت ہز مجسٹی امیر کے بمقام پشاور ۲ مارچ ۱۹۰۷ء کو سر ہنری میکموہن نے فرمایا کہ مجھے تمام زمانۂ سیاحت مین صرف ۵ گھنٹے دن رات مین ملتے تھے جن مین کچھہ آرام کرسکتا تہا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جب حضور وایسرائے نے سفر بعافیت ختم ہونے و صحت و تندرستی کی دعا پر اظہار مسرت کا آخر تار ہز مجسٹی امیر کو دیا تو اُس کے جواب مین اعلیحضرت شاہ افغانستان شکریہ کے ساتھہ اس اظہار پر مجبور ہوئے کہ یور اکسیلنسی نے سر ہنری میکموہن ایسے لایق افسر کو میرا مہماندار مقرر کیا اور سر ہنری نے جو انتظام کیا اور مدد دی اُس سے مین غایت درجہ خوشنود ہوا۔

اس سے زیادہ ہمارے بیان کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہین۔

دوم کرنیل سردار محمد اسمٰعیل خان سفیر دولت خداداد افغانستان نگران کمیٹی تھے جن کی خدمات وحالات کسیقدر صراحت سے جداگانہ بیان ہوچکے ہین یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔

ہندوستانی جماعت | تیسرے ہندوستانی۔ اس طبقہ کی ترکیب یون تھی ÷

فقیر سید افتخار الدین صاحب ممبر ال ٹونک۔ سید مراتب علی شاہ داماد فقیر صاحب موصوف
سید مراتب علی شاہ ہموطن فقیر صاحب ۔ غلام جیلانی خانصاحب زمیندار منٹگمری
مرزا محمد اکبر علیخان[ع۲] صاحب دہلوی ۔ غلام[ل۱] قادر صاحب پشاوری ممبران
و مرزا محمد منظور علی خان صاحب سکرٹری

ان کا انتخاب سفیر صاحب کابل کی رائے سے ہوا۔ فقیر سید افتخار الدّین اس کمیٹی کے میرمجلس بلحاظ ملازمت گورنمنٹ قرار پائے۔

یورپین جماعت کی حُسن خدمات کے جواچھے نتایجُ پیدا ہوے وہ ایک امر بدیہی ہے اور اُن کی پوری قدر وتوصیف برٹش گورنمنٹ یا دولت افغانستان کرسکتی ہے۔

[ع۲] اہل ہند کا اس سلسلۂ نظم مین اندراج پبلک کی نگاہ مین ابتداسے باستثناے مرزا محمد اکبر علی خان و مرزا محمد منظور علیخان نامناسب سمجھا جاتا تھا (اور تعجب یہہ تھا کہ خطۂ پنجاب جہان ہر قسم کے قابل۔ منتظم۔ بااثر ذی وقعت صاحب ثروت اصحاب

[ل۱] غلام قادر کا نام ضرور تھا مگر کام نہین لیا گیا۔

[ع۲] اس سے پہلے مرزا محمد اکبر علی خان صاحب بوقت تشریف آوری شہزادہ عنایت اللہ خان کلکتہ مین خدمت مہمانداری بجا لاچکے تھے مرزا محمد منظور علی خان کچھ زمانہ تک کابل مین قیام کی عزت دربار اعلیٰحضرت کے حضور مین باریابی کا شرف حاصل کرچکے تھے علاوہ ازین خاندانی اعتبار وذاتی لیاقت ووجاہت کے لحاظ سے بھی وہ درجۂ امتیاز رکھتے ہین۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 255 of 292

بکثرت موجود ہون اور وہان سے ایسا انتخاب) پس جسقدر اچھا یا بُرا وقوع مین آیا اُسپر استعجاب کا موقع نہین۔ اسلیے کہ ایسے عظیم الشان موقعون پر جہان اسقدر عالی اخلاق و تربیت کی ضرورت ہوا ورصرف خطیر ہاتھون مین رہے ہے۔ ضرور ہے کہ بے جانچے ہوئے اخلاق قابلیت و مقاصد کے ممبران سکے ہاتھہ مین وہ نتایج نہ پیدا کرے جو مہمان یا میزبان سکے دل و دماغ مین ہون۔

ان ہندوستانی اصحاب کی حالت وہ تہی جسکو حالت محتملہ کہتے ہین۔ یہہ نہ اُس مرتبہ پر تہے جن کے اخلاق وقابلیت کی جانچ ہو چکی ہو۔ نہ اُن مسلّم الثبوت طبقہ مین سے ہین جن کو شروع سے تربیت کا موقع ملتا ہے۔ اور اکتساب دنیا کو حنا دم آبر و سمجھتے ہین۔ ایسے اشخاص کسی خدمت کو خواہ اچھی طرح ادا کرین یا برعکس مگر نگاہ خلایق مین ہمیشہ اشتباہ سے دیکھے جاتے ہین اور اُن کے افعال اگر حد معقول تک محمود نہون تو ہمیشہ طرح طرح کی بدگمانیون اور غلط نتیجون کا موقع ملتا ہے اُن کی بدنامی اُس قوم اور ملک سے منسوب کیجا سکتی ہے جس ملک و قوم مین وہ ہون۔ ہم کسی شہادت تفصیلی کی بنار پر کوئی حتمی رائے نہین قایم کر سکتے۔ کہ اُن کی خدمات خاطر خواہ تہین یا نہین۔

مگر قیاس و افواہ داعی ہے کہ اغلباً خالی از اعتراض نہ ہون۔ خاصکر اُن معاملات مین جن مین منافع ذاتی کا احتمال ہے اگر کوئی صورت اس قسم کی پیش آئی یا آئے وہ بڑی افسوسناک بات ہے۔

اوّلاً اسلیئے کہ اس مجلس کے سرگروہ ایک معزز ملازم سرکار فقیر سید افتخار الدین تہے جنکا فرض منصبی تہا کہ خود احتیاط سے کام کرتے اور ایسے لوگون کی قابلیت کا اندازہ کرنے کے بعد سب حالات اپنے یورپین افسران کی اطلاع مین لاتے اور صحیح خبرین پہونچاتے اور ذاتی قرابتون و دوستانہ تعلقون کی پرواہ نہ کرکے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 256 of 292

پبلک خدمات کا حق ادا کرتے۔

دوسری بڑی خرابی یہہ ہے کہ مثلاً ایسے موقع پر جہان برٹش گورنمنٹ نے ایسی فراخ حوصلگی سے سامان مہمان داری کیا ہو۔ اور ایسے محترم مہمان کی مہمان داری ہو۔ وہان کیسی شرمناک وتعجب خیز بات ہے۔

اگر کسیکی زبان پر یہہ آئے کہ اُس شخص کے مطالبہ مین انصاف نہین ہوا یا اُس شخص کو معاوضہ اُس کی چیزون کا نہین ملا۔ یا خدمات کے بدل سے وہ محروم رہا۔ یا برٹش گورنمنٹ کا روپیہ جو بعد مناسب اخراجات[۱] کے بچنا چاہیئے تہا نہ بچا کیا بیجا ہے۔

اگر برٹش حکام ایسی شکایتون کے بعد یہہ گمان کرین کہ ایشیائی قابلیت۔ یا دیانت کبہی قابل اعتبار نہین۔ ایسی صورت مین ملک کا خون ان حضرات کی گردن پر قیامت تک رہیگا۔ یا پبلک جو نازک فرقون مین بہت کم امتیاز کرتی ہے۔ یہہ کہہ بیٹھے کہ برٹش گورنمنٹ کے فلان معزز میزبان کی مہمانداری مین جو مطالبات جسطرح ادا ہونا چاہئین تہے ادا نہین ہوئے۔ ایسے محتمل

[۱] گورنمنٹ کی فیاضانہ منظور شدہ رقم کے ساڑہے سات لاکہہ روپیہ اکتیس[۳۱] سو مہمانون کیلئے تہے اگر مہمان گیارہ سو آئے پہروہ نقشہ جات وگوشوارے اخراجات جو کمیٹی نے تیار کیے تہے۔ اور جن پر میان کریم بخش سیٹہہ پشاور نے اعتراض کیا تہا۔ اُن کا مقابلہ گورنمنٹ کی عطیہ رقم سے کیا جاوے۔ اِسکے ساتہہ ہی محمد وحید طالبعلم علی گڈہ کالج جنہون نے داناپور مین اہتمام مہمان داری کیا تہا اور اپنے پاس سے کچہہ رقم خرچ کردی ہے۔ ان سے دریافت کیا جاوے کہ اُن کے حق مین کیا انصاف ہوا۔ اُسوقت حقیقت کہلے اور بسا تعجب ہو۔

اور شائستگی کو موقع پر اپنی خدمات بیش قابلیت سے ادا کرنا اور جہان وہ میزبان ہو اسکو بعد لیاقت خاطر منظور کرنا بھی ان میں سے ہے جو حسن کلام

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 257 of 292

اور اُن کی اُس اخلاقی وعقلی عظمت کا نتیجہ تھا جسنے اُن کو فرمانروائے وسیع السلطنت بنایا ہے۔ ذالك فضل الله یوتیہ من یّشاء۔

خدا ہندوستان کی قسمت مین ایسے مبارک موقع مہانداری کے پہر لائے اور ہماری یہہ استدعا برٹش گورنمنٹ کے پایۂ قبول تک پہونچ جائے کہ ایسی کمیٹیون کی ترکیب مین خاص توجہ مبذول رہی مسلم الثبوت خاندان و اعلیٰ طبقہ و مراتب کے ممتاز لوگ جو دل کے سخی ہون انتخاب کیے جائین۔ اگر سب ہندوستانی منتظم ایسی قابلیت کے ہوتے جیسے مرزا محمد منظور علی خان و مرزا محمد مسرور علی خان خلف مرزا محمد اکبر علی خان ہین تو خدمات مہمانداری بہت زیادہ فروغ و فراغ سے انجام پاتین۔ آگرہ و کلکتہ کے انتظام اِسکے شاہد ہین۔

جن لوگون یا قومون مین آثار ترقی پائے جائین مان لینا چاہیئے کہ اُن کی نیت کا پہل اور راستی معاملہ کا ثمرہ ہے۔ اور جو لوگ بُرائی مین نفع حاصل کرنیکا نام خوش تدبیری رکھین۔ اپنی خطاؤن کو عزیز جانین۔ عیبون کو ہُنر سمجھین۔ غلطیون پر فخر کرین گو اُن کو اپنی کامیابی پر ناز ہو۔ مگر اطمینان قلبی نہین ہوتا۔ اُن کا کانشنس خود اُن پر ملامت کرتا ہے۔ پہر یہ خیال سخت معیوب و خطرناک ہے۔ بُرائی۔ یا بدعہدی کی سزا۔ خداوند عالم کے حضور سے بہی جلد یا بدیر ضرور ملتی ہے اور جو بدنما داغ جبین ناموری پر لگ جاتا ہے۔ اُسکو ہفت قلزم بہی نہین دہو سکتی بجا ارشاد رسول کریمؐ ہے کہ تم بندگانِ خدا کا فرض ادا کرنے مین سچے رہو۔ کیونکہ جس شخص کو لوگون کا کام سپرد کیا جاتا ہے اور وہ اُس فرض کو راستبازی سے ادا نہین کرتا تو خدا اُسپر بہشت حرام کر دیتا ہے۔

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اعلیٰ برٹش منتظم۔ رفیق سفر کو تمام زمانۂ سیاحت مین کسی دن پانچ گہنٹے سے زیادہ آرام کرنیکا وقت نہ مل سکا۔ اب اِدہر کیحالت دیکھیئے

بعد نماز صبح بیدار ہوئے۔ اتفاق کی بات دوسری ہے ورنہ ٹہیک وقت یہی تہا۔ حوائج ضروری سے فارغ ہو کر غسل فرمایا۔ چار آئی۔ اُسکے ساتہہ ہر قسم کی مٹہائیان۔ کیک۔ بسکٹ۔ میوہ جات۔ اب چار کے بنانے مین۔ چار کے پینے کو وقت چاہیے۔ پہر کیک وغیرہ کہانے مین۔ اچہا گہنٹہ سوا گہنٹے صرف ہوا۔ اس کے بعد تبدیل لباس کیا۔ انگریزی فیشن ایبل سوٹ۔ بر جس کے ساتہہ جس کا پہننا ہندوستانی کپڑون کیطرح آسان نہین لباس پہنا۔ ٹائی کالر کو آئینہ مین دیکہا سواری صبح سے تیار کہڑی تہی سوار ہوئے۔ جو راہ مین ملا اُس سے اپنی عدیم الفرصتی کا اعلان۔ تکالیف و محنت کی منادی کرتے ہوئے یورپین پارٹی مین حاضر ہوئے اِدہر اُدہر کی باتین کین۔ غمگین صورت بنا کر دبے لہجہ مین۔ اپنی حالت۔ سفیر کی کیفیت پر سوز پڑہے۔ تہوڑی سی رقت ہوئی اپنے دل کا بخار نکل گیا۔ دوسرے کا خیال بدل گیا۔ پہر افغان پارٹی مین پہنچے۔ یہان بہی اپنی کم فرصتی اور مشکلات کی شکایت کی۔ ایک بڑے فرض سے نجات پائی۔ اتنے مین بریک فاسٹ کا وقت آیا۔ ہارے تہکے قیامگاہ پر پہنچے۔ کپڑے اُتارے۔ خدا کی رزاقی کے قربان جائیے (ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب) جو پشتون کے لئے جسکو چاہتا ہے رزق عطا فرماتا ہے۔ خوان پر خوان آنے شروع ہوئے۔ جو کہانے مہمانون کو فرمایش پر ملنے دشوار۔ وہ یہان بطلب موجود نہ موجود ہونے کی وجہ۔ تمام عزیز و اقارب ایجنٹ میکائیل بنے ہوئے متعدد اقسام کی لذیذ کہانے۔ بہوک کہلی ہوئی کسیقدر اشتہا سے زیادہ کہایا۔ اب دسترخوان سے اُٹہے یا اُٹہائے گئے۔ تو بیٹہنا دشوار۔ دہم سے پلنگ پر اور آنکہہ بند

۱ لفٹننٹ محمد اکبر خان اٹیچی نے اس اشتہا بطعام کو محسوس کر کے اسکی شکایت کی تہی دیگر اٹیچیون کو بہی اسکا تماشا کی پایا مہمانون مین بہی اکثر کو یہ بات معلوم ہوئی مگر وہ اپنی کریم النفسی سے کوئی شکایت زبان پر نہین لائے ٭

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 259 of 292

سے کثرتِ آب وغذا سے واقعی آتی ہے نسیند۔
بشکل تمام بعد عصر آنکہہ کُہلی۔ تو ٹفن کا وقت حاضر۔ اِس سے فرصت پائی۔ کپڑے پہنے۔ سیر وتفریح کو روانہ ہوے۔ نہ جائین تو بنے کیسے۔ رفع تکان وانشراح طبیعت کے لیے ہی وقت نکالنا ضروری بات۔ راہ مین کوئی بے تکلف شناسا ملگیا تو زیادہ سیر کی۔ ورنہ پہر پہر اسکے صورت پرکار مرکز پر آئے۔ اتنے مین ڈنر کا وقت آگیا گر بادل ناخواستہ کہایا۔ کچہہ سوءِ ہضمی کی بہی شکایت زبان پر آئی۔ یہہ خدا نے معدہ ہی ایسا قوی عنایت فرمایا تہا ورنہ اس کثرتِ غذا پر تو تخمہ کا خوف تہا۔ سوءِ ہضمی کیسی جبکہ کسی قسم کی محنت وورزش نہو تو یہہ خوف بیجا نہ تہا۔

اب وہ وقت آیا جو آزاد طبیعتون کے لیے آل کار شادمانی ہے۔ یہان ہم سکوت سے کام لیتے ہین کسیکا صاف صاف حال لکہنا مشکلات سے خالی نہیں۔ بہلائی مین تملق کا اندیشہ اسکے عکس مین دل شکنی کے الزام کا خطرہ گو دونون سچے ہی کیون نہون۔ پہر ذاتیات سے بحث کرنا ہمارے مقصد سے خارج ہے۔ صرف یہہ سوال یہان پیدا ہوتا ہے کہ جسکو عمدہ اور مقوی غذائین میسر آئین۔ ہوا سے خوش طبیعت مین فرحت پیدا کرے اور استفراغ طبیعت نہ ہو تو دماغ پر گرانی کا احتمال ہے اور یہہ حالت منجر بجنون ہوجائے تو تعجب انگیز نہین۔ اس صورت مین خداوند عالم کی خاص رحمت افغان مہمانون اور یورپین منتظمون پر خیال کرنا چاہیے کہ باوصف قوت و اختیارات کسی مشغلۂ شباب کیطرف بہولے سے بہی رغبت نہ فرماتے تہے۔

علاوہ مذکورہ بالا شغلون کے دوست واحباب کی ملاقاتین۔ آئے گئے کی مدارات اہل وطن وعزیز واقارب کی فرمائشات کی تعمیلات۔ ذاتی خرید و فروخت خط وکتابت غرضکہ کہانا ضروریات زندگی۔ سونا صحت کے لحاظ سے واجب۔ احباب ودوستون سے ملنا اخلاقی فرض۔ ذوالقربیٰ وہمسایہ کے ساتہہ احسان کرنا تعمیل احکام الٰہی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 260 of 292

یورپین حکام کے یہان حاضری موجودہ وآیندہ کے خیال سے تمام فرائض سے بڑہکر افغان مہمانون کی خدمت مین جانا کار منصبی۔ رہگئے اشغال سیر و تفریح۔ یہہ بہی زندگی کے لوازمات سے بیگانہ نہین ہین۔ اس تفریق اوقات پر غائر نظر ڈالی جائے تو کسی وقت کی نماز تک ادا نہ ہوتی تہی سہ

سر سرکش نہین سجدہ سے واقف — اگر اہی ہون تو قبلہ کے مخالف
نماز صبح رخ گسترن قضا کی — تراویح شب گیسوا دا کی
گلابی ہے مرے تقوے کا جامہ — ردائے دختر رز ہے عمامہ

اس سے شاید بمشکل انکار ہوسکے کہ جسقدر مذہبی عظمت و اسلامی رنگ دلمین ہوگا اُسیقدر خوف خدا اور اُسی پایہ کی اخلاقی حالت ہوگی۔ منتظمان کمیٹی کے مسلمان ہونے مین کسی کافر کو شک ہوسکتا ہے۔ مگر مسلمان کے لئے مایۂ فخر ہونے مین کلام ہو تو چندان عجب نہین۔ سہ

عجب ہے کہ جو قوم ہو سب سے اعلیٰ — اُسی کے ہون افسوس اطوار بیجا
مجھے یاد آتی ہے اک نقل زیبا — کسی نے یہہ کہتے ہین سعدی سے پوچھا

کہ سید اگر ہو شرابی جواری
تو احکام کیا اُسپہ ہوتے ہین جاری

لکھا شیخ نے ایک قطعہ جوابی — نہین مینے دیکھی نہین یہ خرابی
بنی فاطمہ ہاشمی۔ بُو ترابی — غضب ہے کہ ہو وین جواری شرابی

خدا نے کیا ہے انہین نور طاہر
طہارت ہے قرآن سے ان کی ظاہر

اور ایسا اگر ہے تو اے وائے قسمت — قیامت مین اُمت پہ ٹوٹی مصیبت
انہین سے پیمبر کو کب ہوگی فرصت — کہ آئیگی اپنی شفاعت کی نوبت

اُنہین کے بکھیڑون مین وہ دن تو سارا
نکل جائیگا کون ہے پہر ہمارا

اس عنوان پر اگر ہم تفصیل لکہنا چاہین تو دفتر ہو جائے اور داستان ختم ہونے
ہندوستانی کمیٹی کا ایک ادہورا نا تمام اور اجمالی خاکہ دکہلایا ہے۔ اگر اصلی صورت مع خط
وخال پیش کی جائے تو پبلک کو عجیب و غریب جلوے نظر آئین۔

اسکا ہم کو اعتراف ہے کہ فقیر صاحب کے خوش تدبیر۔ ہوشیار صاحب
نصیب ہونے مین شک نہین۔ بخت و اتفاق نے جس چہوٹی ملازمت سے
اُنہین اس ترقی کے زینہ پر پہنچایا یہہ اُنہین کا حصہ ہے۔ ممبری مال
ٹونک مین جو بات اُنہون نے چند دنون مین حاصل کی لوگون کو پشتون
مین جاکر نصیب نہین ہوتی۔ تمام ریاست مین دخل اختیار، عزل ونصب سب
اپنے ہاتہ مین۔ سید اقبال علی شاہ حقیقی بہائی سید مراتب علی شاہ لاہوری اپنے
ہموطن کو یکبارگی ناظم ریاست بنا دینا تہوڑے اختیار کی بات نہین۔
انٹرٹینمنٹ کمیٹی کی سپرنٹنڈنٹی نے بڑے بڑے حصول مراتب کے ذرایع بخشے
اعلیٰ برٹش حکام و افغانی سردارون سے بے تکلف ملاقاتین۔ کہانے کا انتظام
اچہے اچہے نامور امرا کی حاضری۔ اور آخر مین برٹش ایجنٹی کابل۔ یہہ وہ قابل
رشک باتین ہین جن کی تمنا امرا و روسا کو ہو۔ تو نازیبا نہین۔

مانا کہ برٹش ایجنٹ مقرر ہونے کے وقت آپ بخوشی نہین گئے۔ آپ نے اپنی
ضعیفہ ماں سے علیحدگی اور اپنی خانگی ضرورتون کے عذرات پیش کیے۔ گھر
مین اس تقرر پر کہرام تہا۔ ایسے جلیل القدر عہدہ ملنے پر بہی جس گھر مین ماتم
ہو تو شگون نیک نہین اسلیے ضرورت سے زیادہ احتیاط کی حاجت ہے
ورنہ بعض اوقات اختیار و مرتبہ اعلیٰ بخت عاشق کیطرح اُلٹا پڑتا ہے

اٹیچیان

کمیٹی مہمانداری کا ایک جزو اٹیچیان کو بھی خیال کرنا چاہیے۔ بارہ اٹیچی مع چند اسسٹینٹ اٹیچیون کے مامور ہوئے تھے۔ جنمین خان بہادر میر شمس شاہ اکسٹرا اسسٹینٹ کمشنر صوبۂ سرحدی۔ و سردار محراب خان رئیس کوئٹہ بلوچستان جن کی سرہنری میکموہن خاص عزت فرماتے تھے اور بلوچستان مین پہلے تعلیمیافتہ سردار ہین۔ دونون موصوف الصدر اصحاب مہذب اور با اخلاق ہین۔ لفٹیننٹ آنریبل ملک عمر حیات خان ٹوانہ سی۔ آئی۔ ای۔ و لیفٹننٹ محمد اکبر خان رئیس ہوتی مردان۔ دونون جوان خوش طبع۔ رنگین مزاج۔ بامذاق و خوش خلق ہین۔ باقی دیگر اٹیچیان مختلف العمر و مختلف المزاج گرسب کے سب قابل و انتخاب تھے۔

ان حضرات کے ذمہ کہین مہمانون کا اسباب اُتروانا و لدوانا۔ کہین کرایہ کی گاڑیون کا اہتمام۔ کہین اسباب کی گاڑیون کو مہمانون کے قیامگاہ پر پہنچوانا کبھی غلام بچہ گان حضوری کی نگرانی۔ باقی اسپیشل ٹرینون مین ہمراہی مہمانون کے سفر۔ یونیفارم مین اسٹیشنون پر نزول اجلال اور سیر و تفریح۔ اسسٹینٹ اٹیچیون مین محمد حیات ڈپٹی انسپکٹر پولیس ڈیرہ اسمٰعیلخان نے بڑی سرگرمی و محنت سے اپنا کام متعلقہ انجام دیا۔

البتہ خان بہادر شیخ مولا بخش جو مستقل فارن اٹیچی گورنمنٹ آف انڈیا ہین۔ ان کے ذمہ نازک و ذمہ دارانہ خدمات تھین۔ ہز مجسٹی شاہ افغانستان کے حضور مین ان ہی کو باریابی کا شرف حاصل ہوتا تھا اِس متین۔ بے شر۔ مجسّم اہل۔ بے مثل۔ قابل بزرگ نے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 263 of 292

جس شایستگی وحُسن لیاقت سے اپنی خدمات مفوضہ انجام دین وہ فی الحقیقت قابل تحسین وتعریف ہے۔

اِن کی قدر دان خود اِن کی گورنمنٹ ہے وہ اِن کے حُسن خدمات کے صلہ مین ضرور خاص توجہ مبذول فرمائے گی۔ ❊

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 264 of 292

افغانستان برٹش گورنمنٹ کا سیدھا بازو ہے۔ برٹش گورنمنٹ سے اتحاد افغانستان کے لیے ترقی کا سیدھا راستہ ہے

بیسوین صدی کے مورخ یا بحث کرنیوالے کو اس امر کی ضرورت باقی نہین رہی کہ وہ اتفاق و اختلاف شخصی یا سلطنتی کے مقابلہ مین تضییع وقت کرے یہ امر علوم متعارفہ مدبران وقت کا ہوچکا ہے۔ تا وقتیکہ کسی سلطنت کا فنا کردینا ایک مادۂ فاسد کی طرح قرین مصلحت یا ضرورت حالت نہ ہو۔ اختلاف سلطنتی بدتر سے بدتر خرابیون کیطرف منجر ہوتا ہے۔ اور یہہ خرابیان صرف کمزور ہی سلطنت کے متعلق نہین ہوتین بلکہ قوی سلطنت کو بھی متزلزل رکہتی ہین۔ اور زیادتی قوت جو نفسانیت کے لیے کمزور قوت کے مقابل علی العموم کام مین لائی جاتی ہے۔ اُسکا مواخذہ نہ صرف خداوند عالم کے سامنے ہوتا ہے۔ بلکہ زیادتی کرنے والون اور اُنکی نسلون کے سامنے آگے پیچھے آتا ہی جب زبردست فریق کو اپنی نفسانی غرضون کی وجہ سے اپنی۔ زیادتیون کا خمیازہ اُٹھانا پڑتا ہے۔ تو ضرور ہے کہ کمزور فریق کو بطریق اولٰے اپنی جہالت و کمزوری کا نتیجہ بُھگتنا پڑے۔

سلطنت کی مصلحتین بھی قریب قریب اُنہین اصولون پر مبنی ہین جو شخصی زندگی کے لیے مہتم بالشان ہین۔ مثلاً کہی شخص کے دو پڑوسی ہون تو ضرور ہے کہ ان تینون کے حالات معاشرت و تمدن مین۔ خواہ باعتبار دولت خواہ باعتبار علم۔ خواہ باعتبار قوت جسمانی فرق ہوگا۔ ان مین سے زبردست سے زبردست یا دولتمند سے دولتمند یہہ نہین کہہ سکتا کہ مجھ کو اپنے ہمسایہ کی ضرورت نہین۔ اسیطرح اضعفین مین کوئی یہہ خیال نہین کرسکتا کہ وہ

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 265 of 292

اپنے اعلیٰ پڑوسی کی مدد سے مستغنی ہے یا اُسکو مشتعل کرکے اپنے کو بری از خطر سمجھے۔ یہ قیاس پوری قوت سے امور سلطنتہائے متقاربین سے تعلق رکہتا ہے بڑی سے بڑی سلطنت یہ نہ سمجھے کہ اُسکو خواہ ابقائے سلطنت مین یا اقوی سلطنت کے معاملات مین اپنے غیر مساوی ہمسایہ اور اقرب سلطنت کی ضرورت نہ پڑے گی۔ چہ جائیکہ سلطنت متوسط کو جسے جانبین کی دو سلطنت اُس سے قوی تر اور غیر موافق الاصول سے واسطہ ہو ایسی صورت مین سلطنت متوسط کو کسقدر ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ اپنے جانبین کی اقویٰ سلطنتون مین امتیاز کرتا رہے کہ کسکی شرکت قابل اعتبار اور اُسکے ملک کی صلاح و فلاح کے لیے انسب و اولیٰ ہے۔

اسیطرح ہر سلطنت اعلیٰ اس امر کی حاجتمند ہے کہ جس سلطنت کو وہ اپنا معاون بنائے اُس کے ساتھہ روابط و مراسم مین کسدرجہ خلوص کام مین لانا چاہیئے۔ ہمکو اُن مدبرون کے ساتھہ ہرگز اتفاق نہین جو غیر ملکون کے ساتھہ برتاؤ مین محض خودغرضی ملحوظ خاطر رکھتے ہین۔ اور تمام تعلقات و معاملات کو ایک امر سرسری صرف مشکلات موجودہ کے حل کرنے کے لئے قرار دیتے ہین۔ دنیا کے تمام اصول جن پر بقائے صلاح و فلاح عالم ہے۔ صدق و راستی پر مبنی ہین ملمع معاملت گو اہل معاملت کے لیے تھوڑی دیر کے واسطے ایک کو کامیاب اور دوسرے فریق کو خاسر بنائے۔ مگر یہہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ کتاب مین ایک باب یا چپٹر کے غلط ہونے سے تمام کتاب غلط ہوجاتی ہے۔ اور باعتبار اصول اخلاق جس طرح گلاب کے حوض مین ایک قطرہ نجاست پڑنے سے تمام حوض ناپاک ہوجاتا ہے۔ اسی طرح قوم کی زندگی مین کسی قرن مین مدبران سلطنت سے خودغرض پالیسی کیوجہ سے کوئی غلطی عمداً یا ارادتاً

کی جاتی ہے۔ تو گو بظاہر عارضی طور پر کامیابی سمجھی جائے۔ یا اُس خاص
مدبر کے لیئے تھوڑی دیر کو مایۂ افتخار ہو۔ مگر اُس قوم کی حیات مجموعی مین وہ ایسا
ناپاک وبہ اخلاقاً سمجھا جاتا ہے جو ابدالآباد تک حقارت کی نگاہ سے دیکھا
جاتا ہے۔ بغرض خیال کرنے والے کیلئے یہ بحث ایک عجیب دلکش مناظرہ
ہے کہ افغانستان وہند کی سلطنتون مین کس قسم کے روابط واتحاد رہنا چاہئین
خاصکر ایسی حالت مین کہ روس کے اغراض سلطنت ہند کے موافق نہون۔
اس مین شک نہین کہ گورنمنٹ ہند ایک نہایت باوقار۔ اور حد کمال
تک پہونچی ہوئی سلطنت ہے۔ مگر کیا کوئی شخص اس کہنے کی جرأت کرسکتا ہے
کہ اُسکو افغانستان جیسے ہمسایہ سے اتحاد کی ضرورت باقی نہین
رہی۔ کسی مرتبہ کا زبردست صاحب علم یا صاحب ثروت آقا ہو مگر کیا وہ کہہ سکتا
ہے کہ کسی وقت مین ایک ادنیٰ ملازم اُس کو نقصان نہین پہونچا سکتا۔ مثلاً
بیماری۔ یا تنہائی کی حالت مین ڈاکٹر یا دوسرے معاونون کی مدد میسر آنا بھی
اسی ادنیٰ نوکر کی معاونت پر منحصر ہوتا ہے۔
سلطنت کسی مرتبہ کمال یا استحکام پر ہو مگر یہہ نہین کہا جاسکتا کہ خود اُس کی رعیت
سے کیا خطرے پیش آسکتے مین یا دوسرے سلطنت گو اُس درجہ کی نہ ہو اُسکو
کسقدر نفع یا نقصان پہونچا سکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہہ کہہ لیجئے کہ سلطنت
قوی تر کو سلطنت اضعف سے اُتنے موقع ہراس ومعاونت کی نہین پڑتی۔
جتنے سلطنت ضعیف تر کو مگر جب ایک تیسری قوت برابر کی رقیب ہو رہی ہو
تو اُس قوت کا جو حد مشترک کے طور پر فیما بین سلطنتین واقع ہے۔ اندازہ اُس کی
قوت اصلی سے نہین کرنا چاہیے۔ بلکہ اُس قوت سے اندازہ کرنا چاہیئے۔ جو
اُس کو ایک قوت سے ملکر دوسرے فریق مخالف کے مقابل مین حاصل

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 267 of 292

ہوسکتی ہے۔ مثلاً دو مخالف قوتین برابر کی ہین۔ اور ایک قوت ان سے کم تو صاف ظاہر ہے کہ جسطرف اس کم قوت کا میلان ہوگا۔ اُس کا مجموعہ دوسری قوت مخالف منفردہ سے بہت زیادہ ہوجائیگا۔ اِسلیے وسیع النظر مدبران سلطنت ہند کا فرض ہے کہ وہ کابل جیسی قوت کو اپنی سلطنت کے بقاوترقی کی خاطر ایک فیکٹر یا جزو اتحادی سمجھین۔

دونون سلطنتون کے ہواخواہون کو مبارکباد کا مقام ہے کہ سلطنت ہند کی عنان جن ہاتھون مین ہے۔ اُن کا طرز عمل اسی اصول پر مبنی ہے۔ اور اُنھون نے قدمی درمی سخنی اس باب مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا۔ اور ایک مبارک علامت ہے کہ حال کے فرمان روائے افغانستان ایسے روشن خیال ترقی پسند ہین جنھون نے باوجود ملکی دقتون کے ایسے موقعون سے بڑے مردانہ طور پر فائدہ اُٹھایا۔

ایشیا کی تاریخ مین شاید یہ پہلی مثال ہے کہ ایک ایشیائی بادشاہ ایک یورپ کی سلطنت کا اس طور پر مہمان ہوا اور جانبین سے اس طور پر روابط اتحاد و موافقت مستحکم ہون۔ نظر غائر مین سے پوشیدہ نہین رہ سکتا کہ اس قسم کے روابط بڑھانے سے اعلیٰحضرت اس امر کی ضرورت سمجھتے ہین کہ افغانستان کی آیندہ ترقی کسقدر سلطنت ہند کی دوستی پر منحصر ہے۔

سچا بیان اور خاصکر کسی کی یا صنعت کے متعلق ایک امر ناگوار سا ہوتا ہے الحق مُرٌّ ایک متفق علیہ مثل ہے۔ جو شخص افغانستان کا سچا خیرخواہ ہے اُسکو اس امر کے اصرار کرنے کی ضرورت ہے کہ افغانستان مین جہان بہترین جواہر عقل و دانش۔ قوت و بنیش کے بالقوی موجود ہین۔ اوسی کے ساتھہ اون مین فعلیت کی ضرورت ہے۔ گویا مرتبہ امکان سے مرتبہ عمل مین آنا باقی ہے

بسکے لیئے بہترین مواقع درکار ہین۔ کوئی قوت اپنا عمل پورے طور پر نہین کرسکتی
جب تک اسکو وسعت مقامی حاصل نہ ہو۔ اسی لیے تمام عالم کی تاریخ دیکھنے سے
معلوم ہو سکتا ہے کہ کسی قوم نے مدارج ترقی طے نہ کیے۔ جب تک اُس کو
بہترین مواقع اطراف خارجیہ سے حاصل نہوئے۔

للہ الحمد افغانستان جو قدرتی اوصاف مین اسقدر نام آور ہے۔
اور اتفاق سے ابھی تک پوری ترقی کا اُسے موقع نہین ملا۔ اعلیٰ حضرت جیسے
وسیع الخیال فرمانروا کی فرمان روائی مین ہے۔ موقع یہین وبسیار موجود ہین۔
اعلیحضرت کو اس امر کی سچے طور پر اپنے دل مین تصفیہ کی ضرورت ہے۔ کہ کام
مین لانے کے لیے سلطنت مینہ یا سلطنت بیسرو النسب واوفق ہے۔
اس کہنے کی ضرورت نہین کہ ہر سلطنت کو اپنی حفاظت کے لیے ایک
خاص احتیاط کی ضرورت ہے اور اپنی قوت پر خاص حد تک منحصر رہنا چاہئی
جسطرح حد سے زیادہ عدوان ومخالفت متضاد وجود صحیح ہے۔ اوسی طرح
انحصار لاینبغی مورث ضعف ورکاکت ہے۔ اور کبھی خالی از خطر نہین اس
حد اعتدال کو نظر مین رکھنے کے بعد ایک ترقی کرنے والے افغانستان
جیسے ملک کو حاجت ہے کہ اپنی تجارت۔ تعلیم۔ صنایع۔ استعمال معدنیات
طب۔ تمدن۔ سامان وآلات حرب۔ دولت ملک کے لیے کسی متحد الاغراض۔
مغربی سلطنت سے مستفید ہو۔ اور اس استفادہ کے لیے صرف دو سلطنتین
روس۔ برٹش اُسکے قریب ہین۔ ہم کو سلطنتی تعلقات سے بحث کرنے کی
ضرورت نہین۔ اتنا لکھنا کافی ہے کہ روس بجائے خود وحشت کی حالت مین ہے
اور گو کیسی ہی وسیع سلطنت ہو مگر اُس کے اصول سلطنت ہرگز اس قابل نہین
کہ دوسرے اُن سے نفع اُٹھائین۔ وہ اصول خود نظم سلطنت قایم رکھنے کے

کافی نہین تزلزل موجودہ اُسکی حالت بحران نامحمود کی سی بنائے ہوئے ہے صرف برٹش سلطنت اس قابل معلوم ہوتی ہے کہ اُس سے نفع اُٹھایا جائے نہ صرف اس لیے کہ دونون ہند و افغانستان متفق الاغراض ملک ہین۔ بلکہ اس بنیاد پر کہ برٹش گورنمنٹ کی تہذیب دنیا کی اوّل تہذیبون مین سے ہے اور جو نفع افغانستان کو پہونچ سکتا ہے وہ آسان سے آسان طریقہ سے برٹش گورنمنٹ ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

اس امر مین تہذیب انگلستان کا کسی قسم کا خودغرضانہ بخل اوتنا ہی افسوسناک ہوگا جتنا کہ افغانستان کا کسی تنگ خیالی سے انگلستان کی تہذیب و اتحاد سے نفع نہ اُٹھانا۔

برٹش گورنمنٹ کی یہہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ افغانستان اُس کی سلطنت کا سیدھا بازو ہے۔ اُس کی قوت سے اس سلطنت کی قوت اور اُسکے ضعف سے برٹش سلطنت کا ضعف ہے۔ اور افغانستان کے لیے برٹش گورنمنٹ سے اتحاد سب سے سیدھا راستہ اُسکی ترقی اور آیندہ صلاح و فلاح کا ہے۔ افغانستان کی ہر طرح بہتری اس مین ہے کہ وہ برٹش سلطنت کی دوستی کو غنیمت جانے مدبران سلطنت برطانیہ کا دلی منشا رہے کہ عملداری افغانستان مستحکم ہو کر اُسکے اور روس کے درمیان حائل رہے۔ روس برخلاف اس کے ہمیشہ یہہ چاہتا ہے کہ افغانستان سدّ راہ ہے درمیان سے اُٹھ جائے۔

امیر دوست محمد خان مرحوم ہندوستان مین بحیثیت نظر بند کے کچھ زمانہ رہے۔ یہ حالت ایسی ہے کہ انسان کو چندان تجربہ نہین حاصل ہونے دیتی تاہم امیر موصوف جنگ افغانستان کے خاتمہ پر جب کابل جانے لگے تھے تو اُنھون نے رخصت ہوتے وقت گورنر جنرل سے بیان کیا تھا کہ ہندوستان

مین جب سے آیا ہون آپ کے علاقہ کو دیکھہ رہا ہون۔ آپ کے قلعے۔ آپ کے سلح خانے۔ آپ کے جہاز قابل تعریف ہین۔ آپ کی تجارت آپ کی ٹکسال نے مجھے حیرت مین ڈال دیا۔ تعجب انگیز بات یہہ ہی کہ انگریزسی صاحب دانش ودولتمند قوم کابل جیسے ملک پر جہان پتھرون وچٹانون کے سوا کچھہ نہین ہے۔ قبضہ کرنے کی آرزومند ہو۔

امیر دوست محمد خان نے ہندوستان سے جاکر کچھہ اصلاحین کین۔ اوّل یہ کہ جو ورک شاپ اسلحہ جنگ بنانے کے سلطنت افغانستان مین جاری ہین اُن کی بنیاد پہلے پہل امیر مرحوم موصوف نے اپنے لایق فرزند امیر محمد افضل خان کے زیرنگرانی کابل مین ڈالی۔ اُن کارخانون کا ذکر امیر عبدالرحمن خان مرحوم کی سوانح عمری مین مذکور ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہین کہ اپنی طفولیت مین تعلیم مدرسین چھوڑکر کارخانہ مین لوہارون کے ساتھہ بندوق سازی سیکھا کرتے تھے دوم باقاعدہ توپخانہ۔ ترب رسالہ پلٹنون کے انتظام کی بنیاد۔ امیر مرحوم ممدوح نے ہی ہندوستان کی واپسی پر رکھی۔ وہ اس کو ضروری سمجھتے تھے کہ اپنی فوج کو انگریزی طریقۂ جنگ کی تعلیم دلائین۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لیے افسران فوج جو غدر ۱۸۵۷ء مین بھاگ کر افغانستان چلے گئے تھے ملازم رکھہ لیا اور ترکستان۔ بخارا کی فوج مین مامور کردیا۔ اس سے ثابت ہی کہ اگر امیر موصوف ہندوستان تشریف نہ لائے ہوتے تو اُن کی توجہ اس ضروری اصلاح کی جانب ہرگز مائل نہ ہوتی۔

اعلیٰحضرت ہز مجسٹی امیر نے تمام شاہان افغانستان سے زیادہ ہندوستان کی سیر کی۔ امیر شیر علی خان انبالہ۔ اور آپ کے پدر عالی قدر راولپنڈی تک آئے کسی نے جانا۔ کسی نے نہ جانا۔ مگر ہز مجسٹی نے قریب قریب تمام

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 271 of 292

ہندوستان کی سیاحت فرمائی۔ آزادانہ پھر کر ہر چیز کو نظر غائر سے دیکھا
اُن کے اطوار۔ اقوال نے ثابت کر دیا کہ وہ ایک باخبر۔ بیدار مغز حکمران
ہوشمند انسان اور راست کردار مسلمان ہین۔ اُن کا قول ہے کہ مین سپاہی
ملا۔ اور بادشاہ ہون۔ اور یہہ بالکل سچ ہے۔ اگر افغانستان کا حکمران
ان ہر سہ صفات سے متصف نہین تو کچھ بادشاہ نہین۔

وہ یہان ملک گیری اور فاتح کی حیثیت سے نہین آئے تھے
مگر اُنہون نے فتح پائی۔ بلا امتیاز مذہب وملّت وبلا استثنا، قومیت
وذات سب کو اپنے حُسن اخلاق سے مسخر کیا۔ لوگون کے دلون پر اپنی محبت
کا سکّہ بٹھایا۔

زورِ حکومت انسان کے جسمون کو مسخر کرتا ہے لیکن یہہ شرف صرف
اخلاق وبے تعصبی کو حاصل ہے جو انسان کے دلون پر قبضہ کرتا ہے جسکو
نہ کوئی قوت ہٹا سکتی ہے۔ نہ مدت بُھلا سکتی ہے۔ نہ جبر دوری کا اثر پڑ سکتا
ہے۔ آپ کی باخبری وروشن خیالی سے امید ہے کہ جو بصیرت یہان
کی سیاحت سے حاصل کی ہے اوسکو اپنی بہبودی ملک کے کام مین
لائینگے۔ اپنے مفید خیالات کا اظہار عملاً فرمائینگے۔

ہندوستان کو زرخیز ملک۔ رعایا کو بظاہر خوشحال۔ لوگون کی جان و
مال کو محفوظ۔ ہر جگہہ امن وامان پایا۔ اس اثر سے آپ متاثر ہوئے ہونگے
اور اپنی سلطنت مین اس کی طرف توجہ مبذول فرمائینگے۔ ناواقف و
نادانون کا یہ گمان تھا کہ ہز مجسٹی کو فن سپہگری کے متعلق اعلیٰ پایہ کی
شاید واقفیت نہ ہو۔ مگر انگریزی فوج کی حالت دیکھہ کر جو دلچسپی ظاہر
کی اُس سے اس خیال کی تردید ہوگئی۔ جو خیال انگریزی سپاہ دیکھکر

قایم ہوا ہوگا اُسکا تقاضا ہے کہ اپنی بہادر قوم کو تربیت یافتہ اُسی پایہ کا بنائین جو موجودہ زمانہ کے لشکرون کی مدافعت مین سپر کا کام دے۔

انبالہ مین امیر شیر علی خان نے فوج کا ریویو دیکھکر جو رائے ظاہر کی تہی ہز مجسٹی نے اُسکے برعکس رائے قایم فرمائی۔ امیر شیر علی خان نے قواعد فوج انگریزی کو سُنا ہے کہ ایک طفلانہ کہیل سمجہا۔ مگر ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان نے اُسپر غائر نظر ڈالی۔ فوج کی آراستگی۔ فوج کی شائستگی۔ فوج کی تربیت۔ فوج کی قواعد دیکھکر بے ساختہ تعریف کی۔ اپنے سرداران کو مخاطب کرکے فوج کی خوبیون کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اعلیحضرت فنون جنگ مغربی سے وقوف تام رکھتے ہین۔ یہہ واقعہ کابل کے دو فرمان رواؤن کے اخلاق وسابق وحال کی تہذیب پر ایک حد تک روشنی ڈالتا ہے۔

سیاحت اعلیحضرت پولیٹکل غرض سے نہ تہی مگر پولیٹکل امور پر اسکا اثر پڑا

گو سفر ہز مجسٹی دوستانہ دعوت کی غرض سے اور اُن کا تشریف لانا بطور سیر و تفریح تہا۔ لیکن غیر ممکن ہے۔ اس دوستانہ ملاقات و محبت کا اثر پولیٹکل امورات پر نہ پڑا ہو۔ ایک امر تو یہی بیان کیا جاتا ہے کہ زکا خیل آفریدی جو سرحدی اقوام مین ایک جرگہ ہے اور جن کا دوستانہ واسطہ گورنمنٹ انگریزی سے نہین ہے۔ جب اُنہون نے ملاقات چاہی تو ہز مجسٹی امیر نے اُن کے ملنے سے انکار کردیا۔

یہان ایک واقعہ عہد ضیاء الملۃ والدین مرحوم کے بیان کی ضرورت

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 273 of 292

معلوم ہوتی ہے۔ جس زمانہ مین سرحدی جنگ ہورہی تھی اوسوقت معتریا جور و دیگر سرحدی اقوام ناکام ہوکر جلال آباد مین پہونچے۔ امیر مرحوم نے گورنر جلال آباد کو حکم بھیجا کہ ان لوگون کو تا حکم ثانی کابل آنے سے روکو لیکن اونکو بطور ایک مسافر مہمان ٹھیراؤ۔

سنا گیا کہ گورنمنٹ ہند کو جب یہ خبر ملی تو امیر مرحوم سے اسبارہ مین استفسار کیا گیا۔ مرحوم مغفور نے لکھا کہ مین نے کوئی بات خلاف عہد نہین کی۔ میرے اور آپکے معاہدہ مین کوئی ایسی شرط نہین ہے کہ مین اپنے بھائی مسلمانون کو جو میرے ملک مین بحالت تباہی کیطرح پہونچ جائین۔ مین اونکو ایک وقت کے کہانا دینے سے مجبور سمجھا جاؤن گا۔ البتہ مجھپر یہ ضرور فرض ہے کہ آپکے مخالفون کو مدد فوجی یا امداد مالی نہدی جاوے اسکا مین سختی کے ساتھ پابند ہون۔

اب اسکا ثبوت بھی لیجئے۔ ملا ہڈا کا ایک نائب جو شورش جاہلانہ مین بڑا محرک تھا ایک دفعہ اوسکے مقام سکونت پر حملہ ہوا۔ اوس مقام کے باشندے بھاگ گئے تے۔ گانون مین آگ لگادی گئی لیکن قبل لگانے آگ کے سردار قبیلہ کے گہر کی تلاشی لی گئی۔ جسمین سے ایک فرمان دستخطی امیر مرحوم نکلا جو طلب امداد کے جواب مین تھا۔ فرمان مین تحریر تھا کہ مین جس گورنمنٹ سے معاہدہ کرچکا ہون اوسکے خلاف کوئی امر کرنا مذہبًا و اخلاقًا بُرا جانتا ہون۔ اگر عہد کے خلاف ورزی کرون تو خدا ورسول کے روبرو گنہگار ٹھیرون تم لوگون نے جو شورش برپا کررکھی ہے مین اسکو بھی مذہب کے خلاف جانتا ہون جنگ اسلامی کے شرائط تمام مفقود ہین تمکو اس باغیانہ طریقہ سے باز آنا چاہیئے۔

ناظرین یہ ہے راستبازی اور عہد کی پابندی جسکی اسلام تاکید کرتا ہے ہز مجسٹی نے سرحدی قوم سے ملنے مین ناحق مضایقہ فرمایا۔ یہ امر بظاہر پولیٹکل حیثیت سے کوئی بُرا نہ تھا اگر اون لوگون سے ملتے اور بہ نرمی اپنے عادت و خصلت کی رو سے اون لوگون کے تالیف قلوب فرماتے تو کچھ عجب نہین کہ اونکے ذریعہ سے وہ گروہ ہماری گورنمنٹ کا مطیع

ومستفاد ہوجاتا۔ اور اوس گروہ کو بھی نفع پہونچتا۔

اخبارات کی راے سفر و سیاحت کے متعلق

ڈیلی اکسپرس۔ افغانی و انگریزی تعلقات مستقل طور پر اطمینان بخش طریقہ سے قایم ہوجاینگے لطف آمیز پالیسی حسب خواہش نتایج پیدا کرنے مین کامیاب ثابت ہوگی۔

سٹنڈرڈ۔ افغانستان کی ترقی اور ازادی۔ سرحدی احکامات کی تجاویز کا ایک لازمی جزو ہے

مارننگ پوسٹ۔ اس سیاحت امیر سے پبلک پر یہ اثر ہوا کہ دو ہمسایہ سلطنتون مین دوستانہ تعلقات ہین۔

دہلی میل۔ رقم کرتا ہے چونکہ امیر صاحب ہمارے دوست ہین اونکی مدارات نہایت تپاک سے کرین اونکی سیاحت موجودہ سے دوستانہ تعلقات اور بھی زیادہ مضبوط ہوجاینگے

نصائح امیر عبد الرحمن خان مغفور

امیر مرحوم نے جو نصیحتین اپنے جانشینون کو نہایت مفید و بیش بہا کین اونمین سے چند بیان لکھی جاتی ہین۔

(۱) بلا ورعایت لوگون کو جو ملازمت اختیار کرین یا ملک مین آکر سکونت پذیر ہون مساوی حقوق عطا کرین اور انکو بلا امتیاز قوم و ملت اپنی رعایا کی مانند سمجھین۔

(۲) اپنے خاص لوگون اور عزیزون کو الاونس وغیرہ سے مدد دیکر کام کی طرف راغب کرین مگر جو کچھ انہین دیا جاے اوسکے مطابق کام بھی اون سے اوتنا ہی لیا جاے۔

(۳) برطانیہ اعظم کی محض مدد پر بہروسہ کرکے غافل نہون ممکن ہے کہ وہ روابط سلطنت جو اسوقت افغانستان کے ساتھ ہین بدل دے یا کسی وقت افغانستان کو مدد دینا اپنی مصلحت کے خلاف سمجھین۔

(۴) ہمیشہ اوس سچے حکمت عملی کی پیروی کرنا چاہیئے جو ہمارے مذہب نے ہمکو سکھائی ہے یعنی ہر دشواری کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو اور خدا پر بھروسہ کرو۔

(۵) کوئی یورپین ملک مین آباد نہونے پائے جس وقت کوئی یورپین ملازم یا کاریگر یا معلم اپنا کام ختم کر چکے اور اہل ملک کو بخوبی کام آجاوے اور وہ اوسکی تعلیم کے محتاج نہ رہین تب اوسکو ہدایت ہو کہ پھر وہ اپنے ملک کو واپس جائے۔

(۶) اگر افغانستان کو ایک عظیم الشان سلطنت بنانا چاہتے ہین تو اتفاق کی قدر کرین کل شاہی خاندان۔ امراء اور رعایا سب یکدل یکرائے ہمخیال۔ متفق الاغراض ہو کر اپنے گھر کی حفاظت کرین۔

(۷) اگر باوجود عہدنامون کے انگریز میرے خاندان کے دشمنون کو مدد دین تو اوس حالت مین بہادرون کی طرح لڑکر فیصلہ کرلین اپنے دشمن کو ملک سے نکال دین اگر خود شکست کھائین تو انگریزون کے خلاف کسی دوسری سلطنت کی حمایت مین جارہین۔

(۸) بمقابلہ متوسلین برطانیہ کے روس کے متوسلین سے زیادہ ہوشیار رہین۔

(۹) میرے بیٹے کو چاہیئے کہ قوم پر ثابت کردے کہ وہ ایک مستقل مزاج۔ صائب الرائے جفاکش اور محب وطن بادشاہ ہے۔

(۱۰) اس درجہ خودرائے نہو کہ کبھی اپنے مشیرون سے مشورہ نہ لے اور نہ کوئی مشیر اسکے مزاج مین اتنا دخیل ہو کہ اسے موم کی ناک بنالے۔

(۱۱) ملک مین ہر شخص امیر سے لیکر فقیر تک اسبات کا مجاز ہو کہ کسی معاملہ مین اگر وہ بادشاہ کو اطلاع دینا چاہے تو براہ راست خط وکتابت کر سکے۔

(۱۲) علاوہ روزانہ فرائض کے اپنا علم و معلومات بڑھانے کیلئے کوئی وقت مقرر کرین۔

(۱۳) سلطنت کے استحکام کے لئے فوج کی جانب توجہ اور اوسکا نو ایجاد اسلحہ سے مسلح ہونا جدید فنون جنگ کی کتابین پڑھنا نہایت ضروری ہے۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 276 of 292

(۱۴) غلے کے انبارخانے اور سلح خانے ہمیشہ بھرے رکھین۔

(۱۵) محکمون کے قوانین اور ملکی عدالتون کی توسیع کرین ملک کی ترقی وتہذیب کے
لحاظ سے قانون مین اصلاح کرتے جائین۔

(۱۶) نئی سڑکین بنوائین گر ریل وتار کا بنوانا اوسوقت تک ملتوی رکھین جب تک ہمارے
پاس ملک کی حفاظت کے لیے کافی فوج جمع نہ ہوجاے۔

(۱۷) محکمہ مخبری وخفیہ پولیس کو ہمیشہ اچھی حالت مین رکھین۔

(۱۸) معدنیات ودیگر ذرایع دولت سے فائدہ اوٹھائین۔

(۱۹) کبھی غیر ملک والے کو ریل یا معدنیات کا ٹھیکہ نہ دین بلکہ خود ریل بنائین اور کانین
کھودین اگر غیر ملک والون کو اجارہ دینے کی ضرورت ومصلحت ہو تو کم کم اجارے دئے
جائین۔ اور اون اقوام کو دئے جائین جنکے ملک ہمارے ملک سے متصل ہنون مثلاً
اطالے۔ امریکین۔ جرمن بلکہ یورپین ملازمون کی ضرورت پیش آئے تو بھی انھین لوگون
کو ترجیح دین۔

(۲۰) اپنے قول اور وعدہ پر ثابت قدم رہین۔ ہمیشہ جھوٹ وعہد شکنی سے احتراز کرین

(۲۱) جب ریل وتار نکالنے کا وقت آئے تو پہلے ملک کے اندرونی حصہ مین سرحدون
سے دور بنائین۔

(۲۲) جب افغانستان کو سمندر تک رسائی ہوگی تو ملک بہت جلد دولتمند وآسودہ
حال ہوجائیگا۔ افغانستان کا جنوبی ومغربی کونہ خلیج فارس وبحر ہند سے ملا ہوا ہے اور
اوسی کے قریب ایک چھوٹا سا میدان قندہار۔ بلوچستان ایران اور کراچی کے درمیان
واقع ہے میرے بیٹون اور جانشینون کو چاہیے کہ ہمیشہ اوس کونے کی تاک مین رہین

(۲۳) مختلف ممالک کی طرز حکومت پر غور کرین جو طریقہ زیادہ پسندیدہ ہو اور جب
حال ملک ہو اوسے اختیار کرین۔ میرے نزدیک بہترین اصول حکمرانی وہ ہے جو دنیا کے

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 277 of 292

سب سے بڑے مقنن نبی برحق محمد مصطفےٰ صلعم نے قایم کیا تھا یہ جمہوری سلطنت کا اصول تھا ہر شخص کو اپنی راے دینے کا حق حاصل تھا اور غلبہ آرا کی پیروی کیجاتی تھی

(۲۴) آخر مین یہ کہونگا کہ اگر خدا نے مجھے چند سال اور زندہ رکہا یا میرے بعد افغانستان خانگی جھگڑون اور بیرونی حملون سے محفوظ رہا اور میرے بیٹے و جانشین میری ہدایت و نصیحت کے موافق چلے تو دولت افغانستان کا انجام بہت اچھا ہوگا اور مجھے امید ہے کہ انشا اللہ یہ دنیا مین ایک عظیم الشان سلطنت ہوگی۔

اب یہان چند تجاویز پیش کیجاتی ہین

بڑی ضرورت اسکی ہے کہ ملک مین جو جگہہ مناسب ہو ایک سالانہ اجتماع کانفرنس کی شکل مین ہونا چاہیے جسمین بڑے بڑے سرداران قبائل عموماً اور طبقہ علما و ملا کو خصوصاً شرکت کی تحریک کیجاے تاکہ تبادلہ خیالات کا لوگون کو موقع ملے اجنبیت دور ہوکر یکجہتی کی بنیادین مستحکم اور خاندانی و قبایلی عداوتین رفع ہون۔ کانفرنس کے ساتھ ضرورت ملک کے لحاظ سے ایک نمایش کہولی جاے اور جسقدر اشیاء ملک کی قدرتی و صنعتی بہم پہونچ سکتی ہین وہ وہان لائے جائین۔ اسکے علاوہ جن ضرورتون کو ملک نہین پورا کرتا ہے اور جو اشیاء ممالک غیر سے منگوائی جاتی ہین وہ بہی اس نمایش مین فراہم کی جاوین تاکہ اہل ملک کو اونکے بنانے کی جانب رغبت ہو اور ترغیب دی جاوے اس ذریعہ سے ضرورت کی چیزین باسانی ایک جگہہ سالانہ مل سکین گی۔

مسلمانون کی حالت اونیس بیس کے فرق سے ہر ایک ممالک مین یکسان ہے لیکن ہر شخص اس قوم کا اپنے ملک سے دوسرے ملک کے مسلمانون کو اچھی حالت مین خیال کرتا ہے اسکا بڑا سبب یہ ہے کہ تبادلہ خیالات اور ایک کو دوسرے کے صحیح حالات کا اندازہ نہین ہوتا۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 278 of 292

[۵۱] نہایت افسوس و دلسوزی سے کہا جاتا ہے کہ آجکل مسلمانون کی حالت کسی ملک مین ہون - اعلیٰ ہون یا ادنیٰ آسودہ ہون یا تنگدست یکسان تنزل پذیر ہے نہ اونمین اخلاق کا جوش نہ تہذیب کی روشنی نہ قومی فیلنگ نہ سچی مذہبی جذبات نہ خون مین گرمی نہ دلون مین غیرت اخوت و اتفاق کا شیرازہ بکھر گیا ہے -

ایک حال کا مورخ لکھتا ہے کہ اب مسلمان رعونت و پندار سے جو اونکے دماغون مین موجزن ہے یورپ کے تمام ذہنی و دماغی ترقیون کو اپنے اسلاف کے تاریخی نوشتون مین ڈھونڈتے ہین - میسوین صدی کی سویلزیشن کو قرطبہ و غرناطہ کی مسجدون مین تلاش کرتے ہین وہ یورپ کے علما کا سلسلہ شاگردی اسپین کے مسلمان علما تک پہونچاتے ہین اور اسی پر بس کرتے ہین - مکینکس و جرثقیل کی حیرت انگیز ترقی - اسٹیم انجن بارود و آتش فشان اسلحہ جنگ کی ایجادو نے مسلمانون کی جسمانی و ذہنی ترقی کو یکلخت رد کردیا - اونکے علمی عملی حدود کو بالکل تنگ کردیا - مسلمان اس عظیم الشان انقلاب کو بے پروائی سے سرسری سمجھتے ہین - اور اب تک اونکو وہی دلفریب خواب نظر آتے ہین جو اونکے گذشتہ فتوحات کی دھندلی تصویر کھینچتے ہین - اون کا تنزل روز افزون و عالمگیر ہے وہ اسباب تنزل سے بیخبر ہین اور اسی لئے قومون کی علمی عملی دوڑ مین منزلون پیچھے رہ گئے ہین -

عیسائی مورخ کا یہ مقولہ تلخ و دل خراش ہے مگر بالکل سچ ہے - مورخ نے ہماری موجودہ حالت کی صحیح تصویر اپنے الفاظ مین کھینچی ہے - ہم اپنی قومی تاریخ کے رنگین الفاظ بار بار دہراتے ہین مگر اپنی پستی و تباہی سے بالکل بیخبر ہین کوئی آئینہ ایسا سامنے نہین جسمین ہمارے خط و خال صاف نظر آئین -

سالانہ کانفرنس ہی ایسا مفید مجمع ہوگا جو اس بڑے نقص کو رفع کرسکے گا - اور نمائش زیادہ نفع پہونچائے گی -

---

[۵۱] ماخوذ از لکچر مولوی محمد وحید الدین سلیم پانی پتی کانفرنس شاہجہانپور -

افغانی طلباء آمدنی کانفرنس - نمایش وزیر سلطنتی وظایف سے ہر سال یورپ امریکہ وجاپان کے دار العلوموں مین تحصیل علوم وفنون کی غرض سے بھیجے جایا کرین - جو بعد تعلیم اپنے ملک مین اشاعت فنون وکمالات کے ذرایع ہون - نوجوانون کے یورپ بھیجنے مین جو خطرات پیش آتے ہین اونکے انسداد کا خیال پہلے سے ملحوظ رکھا جاے ورنہ نوجوانون کا وہان جانا نقصانات سے بری نہین ہوا کرتا ہے۔

جلیبیہ دار العلوم کے لئے تعلیم یافتہ ملکون سے پروفیسر بلاے جائین اپنے دوستون کے ملکون سے ہم مذہب اوستاد جہان تک مل سکین اونکو ترجیح دیجاے ورنہ دوسرے ملکون سے غیر مذہب کے علماء رکھے جاوین بڑے بڑے مرکزون مین مردم شماری کے اعتبار سے اس کالج کی شاخین ہون - تعلیم کے ساتھ ابناے ملک کو حب الوطنی سکھلائی جاے - دست کاری وحرفت کو ترقی دیجاوے -

افغانستان مین مطابع واخبارات کا قانون وضع ہو کر مطابع کی توسیع کی جاوے دنیا کے مشہور اخبارات ورسالہ منگواے جاوین اونکا ضروری ومفید انتخاب ملکی زبان مین شایع ہوتا رہے جس سے اہل ملک باخبری حاصل کرین -

ایک سررشتہ تالیف وتراجم کا قایم کیا جاوے جسطرح آجکل یورپین سائنس کی کتابین ترکی زبان مین موجود ہین - فارسی مین بھی اوسی قسم کا ذخیرہ جمع ہو - اس غرض کے پورا کرنے کے لئے اگر ایران ومصر وترکی سے کچھ اہل علم جہان تک مصلحت وزمانہ اجازت دے بلواے جائین - طہران مین بہت سے علوم وفنون کی کتابین ترجمہ ہو کر فارسی مین طبع ہو چکی ہین - مصر مین بہت سے سائنس کی کتابون کے عربی ترجمے موجود ہین وہ منگواے جائین حتی الامکان اپنی زبان کو زیادہ ترقی دیجاوے - بیگانہ زبان سے غیر کا بے فائدہ سمجھے اپنا ہو خیریت ہے اسکے لئے یہ ہونا چاہیے کہ جن باتون مین اس زمانہ کو ناز ہے اونکی تحقیق وتحصیل کیجاوے اور علوم جدیدہ کو اپنی زبانین لایا جاوے - ترکی زبان مدارس

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 280 of 292

مین جاری ہو۔ جو فارسی خوان و عربی دان کو چند مہینون مین بآسانی آسکتی ہے، زبان ترکی مین ایک سلطنتی زبان ہونے کی وجہ سے علوم جدیدہ کے بڑے ذخیرے پائے جاتے ہین۔ اورجو علوم ایشیائی زبان مین نہ ملین وہ یورپ کی زبان مین حاصل کئے جائین۔

علوم سے خدا کی حیرت انگیز قدرت کا مطالعہ ہوتا ہے

کلام ربانی علوم کے سیکھنے کی ہدایت فرماتا ہے[۵۱]۔ اور تمامی علوم سے جنکو علوم طبیعیہ یا علوم جدیدہ یا نیچرل سائنس کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ملکوت السموات والارض کا مشاہدہ اور خدا کی عظیم الشان وحیرت انگیز قدرت کا مطالعہ ہوتا ہے۔ اسٹرانومی Astronomy (علم ہیئت) سے خدا کی لاانتہا قدرت کے عجائبات جو آسمان پر جلوہ گر ہین معلوم ہو سکتے ہین۔ جیالوجی Geology (علم الارض) مٹرالوجی Meteorology (علم معدنیات) سے خدا کی تعجب خیز قانون قدرت کی نشانیان جو کرۂ زمین کے اندر پوشیدہ ہین میٹرالوجی Meteorology (علم حوادث جویہ) کے مطالعہ سے فطرت کے وہ عجیب جلوے جو ہوائے محیط کرہ مین نمایان ہین زوالوجی Zoology (علم الحیوان) بوٹینی Botany (علم نباتات) سے قدرت کے عمیق اسرار جو طرح طرح کے جانورون اور رنگارنگ نباتات کی طبیعت مین ودیعت ہین ہیومن اناٹومی Human Anatomy (علم تشریح الانسان) اور ہیومن فزیالوجی Human Physiology (علم افعال اعضائے انسانی) سے خدا کی اون نشانیون کو جو اوس نے انسان کی جسمانی ترکیب و اعضا کے مختلف حرکات مین رکھے ہین دریافت کر سکتے ہین۔

علوم مین تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے۔

فی زماننا علوم مین حیرت انگیز تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے عام تاریخ کو لیجئے تو فن کتابت کے ایجاد سے زمانہ حال تک کل قومون کے حالات و واقعات پر تمدنی ہون یا اخلاقی نہایت تفصیل سے بحث

---

[۵۱] ماخوذ از لیکچر مولوی وحید الدین سلیم۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 281 of 292

ہوتی ہے۔ تاریخ خاص کو دیکھئے تو ایک زمانہ ایک قوم۔ ایک ملک۔ ایک سلطنت ایک شہر۔ ایک خاندان۔ ایک شخص یا ایک موضوع خاص پر بسیط بحث کیجاتی ہے۔ تاریخ خاص کی بہت مثالین ہین مثلاً تاریخ تمدن جسمین کسی قوم یا ملک یا زمانہ کی تہذیب و تمدن کے مسلسل حالات بیان کئے جاتے ہین۔ اسیطرح علوم کی تاریخ۔ اخلاق صنعت حرفت۔ تجارت۔ مذہب۔ نظم سلطنت۔ فلسفہ۔ شاعری۔ زبان۔ ایجاد و انکشاف قانون۔ رسم و رواج۔ بحری و بری معرکے۔ فوجی انتظامات۔ ریلوے۔ ٹیلگراف اسٹیم و انجن۔ ڈاک۔ تجارتی کمپنیون کی تاریخ جن مین واقعات کو ترتیب دینے اور اونکے اسباب و نتایج نکالنے۔ ایک سلسلہ کو دوسرے سلسلہ سے مربوط کرنے پر نہایت شرح و بسط سے بحث کی گئی ہے۔

اسی پر آپ علوم ریاضیہ کو قیاس کرین جسمین۔ علم حساب۔ مساحت۔ ہندسہ مثلث مستوی و کروی۔ جبر و مقابلہ۔ فصول۔ مخروطی بالہندسہ و بالجبر۔ حساب الکلیات حساب الجزیات۔ حرکت۔ سکون۔ ہیئت۔ موسیقی وغیرہ شامل ہین۔

علوم طبیعہ جسمین علم طبعی۔ کیمیا۔ برق۔ مقناطیس۔ آواز۔ ہوا۔ آب۔ روشنی حرارت۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات۔ افعال الاعضا۔ تشریح۔ طب۔ علم الارض جغرافیہ۔ حوادث۔ جویۂ وغیرہ داخل ہین۔

دیگر علوم جیسے فلسفۃ النفس و القوی۔ علم تمدن۔ قوانین۔ علم الاخلاق اقتصاد سیاسی سیاست۔ فلسفہ مذہب۔ فلسفۃ الاشغال وغیرہ ہین۔

علوم کے دایرہ کو روز بروز وسعت ہے۔ کوئی پیشہ کوئی کام کوئی فن اور کوئی ہنر نہین ہے جسمین ان علوم کی مدد سے ترقی نہوتی ہو۔

مسلمانون کو مصر بان عربی کی ضرورت ہے جو اونکو تجارت و صنعت و حرفت کے سامان مہیا کرے اونکو تعلیم دلائے تاکہ اونکے دماغ شگفتہ۔ دل زندہ ہون۔ ہوشیاری

وقابلیت سے وہ اپنے فرایض کو انجام دین۔ اور وہ مارشل اسپرٹ پیدا ہو جسکے لئے
ہمارے بہادر اولوالعزم بزرگان سلف نامور ہین۔ مذہبی علوم مین بہی ایسی ہی ترقی
کرین جیسے دنیوی علوم مین اونکو عمدہ اخلاق وتہذیب سکہائی وتربیت دینے کے
لیے روحانی معلم ہون جنکے مذہبی تقدس ودینی تبحر کا مرتبہ قوم مین مسلم ہو اور وہ شایستہ
اخلاق وعمدہ ترین صفات کا نمونہ ہون پہر دیکھیے مسلمان گروہ گروہ اور جوق جوق نظر
آئین جو اخلاق وشرافت کے زیور سے مزین ہون۔ جنکے دماغ علم کی روشنی سے منور
جنکے خیالات پاکیزہ۔ رائین سلیم۔ جنمین قومی جوش اسلامی حمیت کوٹ کوٹ کر بہری ہو
قوم کے پرزور عنصر۔ ملک کے سچے خیرخواہ۔ اور سلطنت کے طاقتور بازو جو قومی عزت
قایم رکہنے اپنے ملک کو دشمن کے حملہ سے بچانے۔ اور گورنمنٹ کی اطاعت مین
وفاداری ونمک حلالی کے جوہر دکہانے مین ثابت قدم ہون اونمین ایک گروہ ہو
جو امریکہ ویورپ وجاپان مین اشاعت اسلام کے لئے زبان سے قلم سے سرگرمی
کے ساتہہ مصروف رہے۔ ایک جم غفیر ہو جو تمام روے زمین پر اپنے ملک کی مصنوعی
وقدرتی اشیاء کو جہازون مین بہر بہر پہنچاتا وپہیلاتا۔ اور بری وبحری ملکون مین اپنی تجارتی
قوت کا نقشہ جماتا اور قومی دولت بڑہاتا نظر آئے۔ اونمین مین ایک گروہ ہو جو ایجاد
واختراع سے نئے نئے صنعتین ونئی نئی چیزین پیدا کرتا اور مہذب قومون کے
صناعون سے مقابلہ کرتا دکہائے دے۔

ایک جماعت محققین علما وفضلا کی ہو جنکے دماغی محنتون وذہنی سرگرمیون سے
علمی دائرہ ہر روز وسیع ہوتا جائے۔ واعظ جدا ہون جو قوم کو خوفناک برائیون سے مطلع
کرتے رہین۔

کچہہ ان مین ایسے ہون جو کئے بار کرہ زمین کا چکر لگا چکے ہون۔ اور مختلف ملکون
اور قومون کے حالات دیکہکر اپنے ملک وقوم کے حالات سے موازنہ کر چکے ہین۔

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 283 of 292

اپنی سیر و سفر سے قوم کے عیوب و خرابیان پر متنبہ کر چکے ہین - غرضکہ اونہین ہر قسم
اور ہر طبقہ کے لوگ ہون جو قوم و ملک کے سچے بہی خواہ قومی دولت قومی جاہ و حشمت
قومی عزت - قومی تہذیب کے ترقی دینے مین یکسان بےچین و یکسان مصروف
ہون اونہین علمی سوسائٹیان - مذہبی انجمن - اخلاقی کلب - صنعت و حرفت کے
کارخانے - تجارتی کمپنیان - کتب خانے - کالج موجود ہون تاکہ ایک سرے سے
دوسرے سرے تک قوم کے اجزا و متحرک و موجزن ہون اور ملک مین ایک شخص بھی
بے شغل نہ پایا جائے -

ترقی کے لیے جغرافیے حیثیت - مقامی حالت - گورنمنٹ ہند سے اتحاد
۱۵ پوری آزادی - روس و انگلستان کا متحد الاغراض ہونا - بجز انگلستان نہ کسی سلطنت
کا سفیر - نہ غیر قوم کا مشنیری - ہر طرح امن و امان زمانہ موافق - قوم قوی القویٰ - صحیح الدماغ
مستقل المزاج - پابند مذہب - محنتی - جفاکش اور ہر زمانہ کی ضرورتون کا اوسمین
احساس - غرضکہ سامان سب قابل اطمینان مہیا ہین - پس کچھ وقت اور فضل خدا
درکار ہے جو ہر ترقی کرنے والے ملک و قوم کے لئے لازمی ہے -

معاہدہ روس و انگلستان جو حال مین ہوا ہے ممکن ہے کہ اسکا آیندہ افغانستان
پر کوئی اثر مترتب ہو مگر سمجھدار قومی قوم ہر حال مین یار و اغیار سے نفع ہی اوٹھاتی ہے -

جس فرمان روا کو امیر عبدالرحمن خان جیسے دانشمند - مصلحت بین - مدبر - رمز شناس
حکیمانہ خیال حکمران سے بی بہا نصایح و تربیت حاصل ہوئی ہو - اور جو خود بھی روشن
خیال رفتار زمانہ سے آشنا - قومی ضرورتون سے باخبر ہے اوسکی ذات سے ہر طرح
امیدین بہبودی و بہتری کی ہین -

اب ہم بارگاہ صمدیت مین خلوص سے دعا کرتے ہین کہ اعلیحضرت شاہ افغانستان
ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان خلد اللہ ملکہ کی حیات مین سلطنت کابل اوج کمال کو پہنچے

اوسکے باشندے آباد اوسکے خزاین معمور۔ اوسکے قلعے مستحکم بالعساکر۔ اوسکے پہاڑ سرسبز۔ اوسکے مدارس مشحون بالعلوم۔ اوسکے کارخانے مملو۔ اوسکے جاہ وجلال کے سمندر۔ موجزن۔ اوسکے وقار کے آسمان بانمکین اوسکے دوست شاد۔ اوسوقت تک زمین جب تک آفتاب مین روشنی۔ ثوابت کو قرار اور سیار کو دوار رہے۔ اے رب العزت وزمان روائے افغانستان کوہ

دین ودنیا مین آبرو دیجئو ۔ دونون عالم مین سرخرو کیجئو

مصرع این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد

خاکسار

نادر علی

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 285 of 292

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 286 of 292

گزارش

خدا کے فضل و کرم سے یہ مطبع چالیس برس سے جاری ہے اسمین عربی فارسی اُردو ہندی ہر قسم کی کتابت نہایت صحت اور صفائی اور ہر قسم کی خوبی سے چھپ سکتی ہے تصفیہ چھپائی بذریعہ خط کتابت کے طے ہو سکتا ہے۔

نہایت بیش بہا کتابین اور قرآن مجید مطبع مین فروخت کے لئے موجود ہین جن کی فہرست درخواست کرنے پر بھیجی جائیگی اور ہر قسم کا مال شرائط مقررہ کے موافق ہماری معرفت قیمت آنے پر یا ویلیو پے ایبل کے ذریعہ سے روانہ ہو سکتا ہے۔ کسی خاص معاملہ کے اطمینان کو ہزارون روپیہ کی گارنٹی دی جا سکتی ہے۔

نیازمند

خواجہ صدیق حسین منیجر مطبع آگرہ اخبار۔ آگرہ

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 287 of 292

مصنف کی دیگر تصانیف

۱-انتخاب نادر-اس کتاب مین طب قانونی کے مسلمہ اصول-غوامض قوانین کی توضیح-مضامین مشکلہ کی تشریح-واقعات سے نتائج نکالنے اور شہادت پر قیاس قائم کرنے کے قواعد-تفتیش وبحث وتجویز کے طریقے مختصر وجامع الفاظ مین بیان کئے گئے ہین-خاص مسائل فوجداری ومیڈیکل جیورس پروڈنس مین اس جامعیت کی کوئی دوسری کتاب واحد اب تک موجود نہین **قیمت عہ/**

۲-مرأت العرب-اس کتاب مین ارکان وآداب حج وزیارت کے ساتھ عرب کے طرز تمدن ومعاشرت-تجارت وصنعت وحرفت وسیاست و بردہ فروشی وغیرہ مضامین پر بحث کی گئی ہے-مسافران حجاز کے لئے یہ بہترین رہنما-اعلیٰ رفیق اور کامل ہدایت نامہ ہے جس کی موجودگی مین نہ مُطَوِّف کی ضرورت نہ مُزَوِّر کی حاجت-یہ عرب کے اصلی خط وخال اور صحیح حُسن وجمال کی ہوبہو تصویر ہے- **قیمت ۱۲/**

۳-واقعاتِ حجاز-جسمین واقعاتِ حجاز ۱۳۲۳ہجری کے حالات وسفر حج جناب بیگم صاحبہ بھوپال-برٹش گورنمنٹ کی شاہانہ عنایات وسلطان المعظم کے خسروانہ الطاف واحسانات-اہل عرب کی سچّی فیاضیان-ہندوستانیون کی غلط فہمیان درج ہین فیمابین عرب واہل ہند کے جو غلطیان پیدا ہو گئی تھین-یا ہوتی جاتی تھین اُنکے رفع کرنے مین مصنف کو ایک حد تک کامیابی ہوئی ہے- **قیمت ۱۲/**

المشتہر-خواجہ صدیق حسین پروپرائٹر آگرہ اخبار-آگرہ

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 288 of 292

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 289 of 292

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 291 of 292

http://hdl.handle.net/2333.1/k0p2ngrd Image 292 of 292